طالبان

اور

بے نظیر بھٹو کی سرپرستی

اخباری رپورٹوں، حوالوں
اور ثبوتوں کے ساتھ
ایک جامع رپورٹ

visit
http://urdulibrary.paigham.net/

for all type of books

and visit http://quraniscience.com/

to read scientific Facts in Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

طالبان

اور

بے نظیر بھٹو کی سرپرستی

اخباری رپورٹوں، حوالوں اور ثبوتوں کے ساتھ ایک جامع رپورٹ

☆

عبدالستار چودھری

☆

پناہ پبلشرز، لاہور

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

تحریر و تحقیق	.....	عبدالستار چودھری
پبلشر	.....	پناہ پبلشرز، لاہور
پرنٹر	.....	مزمل پرنٹرز لاہور
سن اشاعت	.....	فروری 2006ء
تعداد	.....	گیارہ سو
قیمت	.....	250 روپے

ملنے کا پتہ

پناہ پبلشرز

12 لارنس روڈ، لاہور

ترتیب

پیش لفظ

☆.....طالبان کا پس منظر 9

☆.....طالبان کی حمایت کے مشورے 25

☆.....میں طالبان کا حامی ہوں، نصیراللہ بابر 33

☆..... طالبان کے اسامہ بن لادن سے روابط 35

☆.....طالبان تحریک کے پس پردہ شخصیات 39

☆.....بے نظیر حکومت.....اہم شخصیات کی طالبان سے ملاقاتیں 49

☆.....سردار آصف احمد علی (وزیر خارجہ) کا انٹرویو اور طالبان 59

☆.....طالبان.....نصیراللہ بابر کے ''بچے'' 67

☆.....طالبان اور آصف علی زرداری کے مفادات 71

☆.....بے نظیر بھٹو کی پشت پناہی اور طالبان کی کامیابی 83

☆.....طالبان سے بے نظیر کا تجارتی تعاون 103

☆ .....بے نظیر بھٹو کی جنگ افغانستان میں طالبان کی مدد 115

☆.....ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ.....اور بینظیر بھٹو طالبان کیخلاف ہوگئیں۔ 183

☆☆☆

This page is empty

پیش لفظ

یہ کتاب پاکستان پیپلز پارٹی کی قائد محترمہ بینظیر بھٹو اور ان کے سیاسی ہم سفروں کے خلاف کوئی چارج شیٹ ہے نہ ہمارا مقصد کسی سیاسی جماعت کی حمایت یا مخالفت ہے لیکن اخبارات کی فائلوں اور چیختے ہوئے سنسنی خیز بیانات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جو آپ کو اس کتاب میں پاکستان کے قومی اخبارات کے صفحات کے حوالے سے جا بجا نظر آئیں گے۔

یہ ہمارا قومی المیہ ہے کہ ہمارے صف اول کے سیاست دان بھی ایک وقت میں جو بات کہتے ہیں، تھوڑا عرصہ بعد نہ صرف اس سے یکسر متضاد رویہ اختیار کرتے ہیں بلکہ ماضی میں اپنے طرز عمل کی کوئی عقلی توجیہہ دینے کی بجائے اصرار کرتے ہیں کہ انہوں نے تو سرے سے ایسا کہا ہی نہیں تھا لیکن قومی اخبارات کے فائل ہر جگہ موجود حقیقت کو آشکارا کر دیتے ہیں جو سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کر دیتے ہیں۔

محترمہ بینظیر بھٹو بھی ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کے بعد طالبان کے بارے میں بہت سخت زبان استعمال کر رہی ہیں۔ لیکن جب وہ وزیر اعظم پاکستان تھیں تو کیا ان کے دست راست اور وزیر داخلہ جناب نصیر اللہ بابر طالبان کو اپنے ''بیٹے'' اور اس وقت کے وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی ان کو اپنے ''پیارے'' نہیں کہتے تھے۔

یہ کتاب لفظ لفظ سچائی اور سطر سطر حقیقت پر مبنی ہے اور اس کتاب کی تیاری میں سینکڑوں اخبارات کی عرق ریزی کر کے ثبوت فراہم کیے گئے ہیں۔

مرتب

This page is empty

طالبان کا پس منظر

روس کو افغانستان میں گیارہ سال تک نکیل ڈالنے کے بعد جب اس طویل جہاد کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہوئے اور افغانوں کو اپنی کامیابی کا یقین ہوگیا تو برسوں پہلے قبائلی اور گروہی چپقلش عود کر آئی۔ مختلف قبائل آپس میں برسر پیکار ہوگئے۔ اقتدار کی رسہ کشی نو سال تک مسلسل جاری رہی۔ اس دوران افغانستان بھی تباہ ہوگیا۔ مختلف گروہوں کی باہمی چپقلش کی وجہ سے کوئی بھی گروہ مستقل حکومت نہ کرسکا۔ برائیاں اور جرائم بڑھتے گئے۔ افغانستان کی معیشت تباہ ہوتی گئی۔ لوگ روس کے مظالم بھول گئے۔ لوٹ مار، قتل و غارت اور منشیات عام ہوگئیں۔ کوئی پوچھنے والا نہ تھا۔ راہ چلتے جس کے پاس کوئی جنس، اسلحہ یا کوئی چیز دیکھتے سرکاری اہل کار چھین لیتے۔ ہر گروہ نے اپنی اپنی حدود میں چیک پوسٹیں بنائی ہوئی تھیں۔ ہر چیک پوسٹ پر اپنی مرضی کے ٹیکس لئے جاتے تھے۔ قانون نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ لوگ سخت پریشان تھے۔ ہمسایہ ملکوں اور ان کی ترقی کو دیکھتے تو انہیں رشک آتا۔ ان حالات سے نپٹنے کیلئے پندرہ طالب علم میدان میں نکلے جو اس سے پہلے افغان روس جہاد میں حصہ لے چکے تھے۔ ان سے اپنی قوم کی تباہی دیکھی نہیں جارہی تھی۔ انہوں نے عہد کیا کہ اپنی قوم کو راہ راست پر لائیں گے، قوم کو متحد کریں گے۔ اسلامی شریعت عام کریں گے، ظلم و ستم سے نجات دلائیں گے اور نئے مثالی افغانستان کی بنیاد رکھیں گے۔ انہوں نے اپنے ہم خیال دوستوں سے بات کی تو اگلی میٹنگ میں پندرہ کی بجائے ڈیڑھ سو

ہوگئی۔ ان سب نے مل کر ساری صورت حال اور بدقسمت لوگوں کے مسائل کا تفصیلی جائزہ لیا اور سب سے پہلے قندہار کے لوگوں کو مصائب سے نجات دلانے کے لیے خفیہ تنظیم قائم کر کے اللہ کا نام لیا اور ایک ہی دن میں قندہار کے گورنر ہاؤس اور تمام بڑی سرکاری عمارتوں اور دفاتر پر قبضہ کر کے سرکاری اہلکاروں کو بے بس کر دیا اور اللہ کے احکامات پر عملدرآمد کا اعلان کر دیا۔ ان کی طرف سے شرعی قوانین کے نفاذ کے ساتھ ہی عوام نے سکھ کا سانس لیا۔ ہر طرف امن وسکون قائم ہوگیا۔ قندہار میں شرعی قوانین کے نفاذ اور امن وسکون قائم ہونے پر دوسرے صوبوں کے لوگوں نے بھی انہیں دعوت دینا شروع کر دی چونکہ یہ مدرسوں کے طالب علم تھے اس لئے انہوں نے اپنی تنظیم کو کوئی سیاسی نام دینے کی بجائے صرف ''طالبان'' کا نام دیا۔ جو جلد ہی زبان زدعام ہوگیا۔ قندہار کے حالات درست کرنے کے بعد طالبان نے دوسرے صوبوں کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ وہ جس طرف نکلتے لوگ ان کے آگے ہتھیار پھینک دیتے۔ اللہ کا شکر ادا کر کے ان کے ساتھ چل پڑتے اور دیکھتے دیکھتے ان کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔

ان کی مقبولیت میں جوں جوں اضافہ ہوتا گیا۔ برہان الدین' گلبدین حکمت یار' احمد مسعود کے لوگ ان کے ساتھ شامل ہوتے گئے۔ طالبان نے اس مرحلہ پر کھل کر اعلان کر دیا کہ وہ چار بنیادی کام کرنے آئے ہیں۔

1۔ ملک میں امن وامان کا قیام۔

2۔ شرعی قوانین کا مکمل نفاذ۔

3۔ منشیات کا خاتمہ۔

4۔ مہاجرین کی امن وعافیت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپسی۔

جب وہ افغانستان کے وسیع رقبہ پر قابض ہوگئے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ عوام الناس ان کے احکامات پر صدق دل سے عمل کر رہے ہیں تو انہوں نے اپنی حکومت کے قیام کا

باقاعدہ اعلان کردیا۔ جس کے بعد مزید دینی طلبا ملا عمر کی قیادت میں جمع ہونے لگے اور ان کی تعداد تیس ہزار سے تجاوز کر گئی۔

طالبان نے گروہ بندی ختم کر کے امن وامان کے قیام کا بیڑا اٹھایا تھا اس لئے انہوں نے سب سے پہلے اسلحہ کو اپنے قبضہ میں لیا اور جو علاقہ بھی ان کے قبضہ میں آیا وہاں انہوں نے کسی شہری کے پاس بھی اسلحہ نام کی کوئی چیز باقی نہ رہنے دی۔ تمام آبادی کو غیر مسلح کر دیا جو ان کے نکتہ نظر سے قیام امن کے لئے ضروری تھا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے شرعی عدالتیں قائم کیں قاضی مقرر کئے اور تمام معاملات قرآن وسنت کے مطابق طے کرنا شروع کر دیئے اور اپنے امر و نہی کی رہنمائی میں افغانستان کے نوے فیصد سے زیادہ علاقہ پر طالبان کا کنٹرول قائم ہو گیا اور ان کے مطابق اس پورے مقبوضہ خطے میں شرعی نظام نافذ کر دیا گیا۔ آبادی کو مکمل طور پر غیر مسلح کیا جا چکا ہے۔ امن وامان قائم ہے ہر سطح پر شرعی عدالتیں کام کر رہی ہیں۔ لوگوں کے تنازعات ومقدمات کا فیصلہ قرآن وسنت اور فقہ حنفی کے مطابق ہو رہا ہے۔

صحافی نذیر فاروقی، جنہوں نے طالبان کے افغانستان کو دیکھا، اپنے مشاہدات کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ طالبان کی طرف سے مثالی اسلامی نظام کے قیام اور ایسی ہی فتوحات کی اطلاعات ملنے کے بعد ہمیں بھی شوق کشاں کشاں افغانستان لے گیا۔ اس سے پہلے بھی ہم قندہار وغیرہ جاتے رہے ہیں مگر اب تو یہاں دنیا ہی مختلف تھی۔ ہر طرف سروں پر عمامے، پگڑیاں یا ٹوپیاں نظر آ رہی تھیں۔ چہروں پر نورانی ڈاڑھیاں تھیں۔ بازاروں میں یا سڑکوں پر کوئی عورت دیکھی تو اس نے برقعہ یا حجاب لے رکھا تھا۔ ناپ تول درست تھا۔ ریڈیو پر قرآنی آیات شرعی احکامات مذہبی پروگرام اخلاقی دینی لیکچر جہادی نظمیں طالبان کی فتوحات اسلامی تاریخ کے پروگرام جاری تھے۔ ہم نے افغانستان میں ایک مختلف دنیا دیکھی۔ یقین نہیں آ رہا تھا کہ کہ بیس سے پینتیس سال کے نوجوان اتنی کامیابی کے ساتھ اس

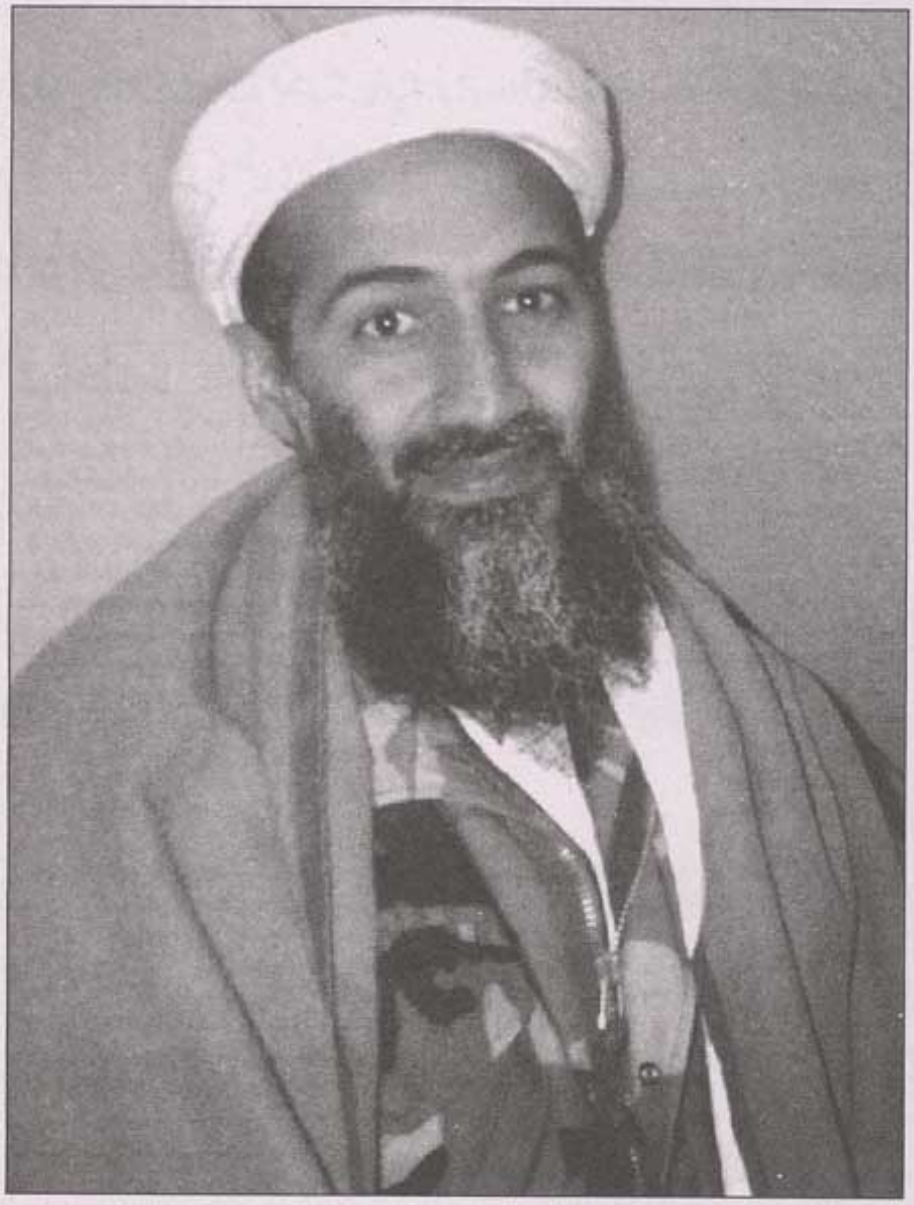

اسامہ بن لادن

نظام کو چلا رہے ہیں ہر چھوٹے بڑے عہدے پر ان نوجوانوں کو پایا' احکامات جاری ہو رہے تھے ان پر عمل ہوتے دیکھا۔

انسانی حقوق کے بارے میں طالبان کا موقف یہ ہے کہ ہم اسلام پر یقین رکھتے ہیں اور خلافت راشدہ کو معیار مانتے ہیں اس لئے ان تمام حقوق کا احترام کرتے ہیں جو اسلام اور خلافت راشدہ کے دائرے میں شہریوں کو حاصل ہیں۔ البتہ انسانی حقوق کے بارے میں مغربی تصورات کو ہم تسلیم نہیں کرتے اور نہ ان کے پراپیگنڈے سے مرعوب ہو کر اپنے نظریات اور اصولوں میں کسی قسم کی لچک پیدا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

لڑکیوں کی تعلیم کے بارے میں طالبان قیادت کا کہنا ہے کہ لڑکیوں کے تعلیمی ادارے نظام تعلیم کی تبدیلی کے لئے ابتدائی طور پر بند کئے گئے ہیں کیونکہ ابھی تک کمیونسٹ دور کا نظام تعلیم رائج تھا۔ اس نظام کو ہم جاری نہیں رکھ سکتے تھے جبکہ ہنگامی حالات میں نئے نظام تعلیم اور نصاب کی تیاری فوری طور پر ممکن نہیں تھا اس لئے ہم نے لڑکیوں کے سکول بند کر دیئے۔ ہم لڑکیوں کی تعلیم کے خلاف نہیں ہیں اب ہم نے خواندگی اور دینی تعلیم کی حد تک ابتدائی تعلیم کے لئے بچیوں کے تعلیمی ادارے از سر نو کھولنے کا فیصلہ کیا ہے جس کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد تعلیمی نظام کے لئے ہم اکابر علماء کرام سے رجوع کریں گے جس طرح جید علماء مشورہ دیں گے ہم اسی پر عمل کریں گے۔ جس شعبہ میں (مثلاً میڈیکل تعلیم وغیرہ) لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے ہمیں اس سے قطعاً انکار نہیں ہے البتہ غیر ضروری اور غیر متعلقہ امور میں لڑکیوں کی تعلیم کے ہم مخالف ہیں۔ مگر اکابر علماء کرام اس بارے میں بھی جو رائے دیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔ اسی طرح ہمسایوں خصوصاً پاکستان' ایران اور دوسرے ممالک کے ساتھ خصوصی برادرانہ تعلقات قائم کریں گے اور اس بات کی کوشش کریں گے کہ جلد سے جلد او آئی سی میں شامل تمام اسلامی ملک طالبان کی حکومت کو تسلیم کر لیں۔ اس مقصد کے لئے طالبان قیادت جلد اپنے وفود دوسرے ملکوں کو بھیجے گی۔

اپنے دورے کے دوران ہم جہاں بھی گئے فرشی نشستوں پر بیٹھے۔ گورنر قندہار ملا محمد حسن نے بتایا کہ ہم لوگوں کو توقع نہ تھی کہ ظلم وستم کے مارے لوگ اس طرح ہمارے ساتھ تعاون کریں گے اور ہمارے احکامات پر عمل کریں گے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ لوگوں نے کلمہ شکر ادا کیا کہ حالات درست کرنے کوئی تو آگے آیا۔

مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا احسان اللہ نے ہمیں بتایا کہ عصر کے بعد لوگ ڈر خوف کے مارے گھروں سے باہر نہیں نکلتے تھے کیونکہ لوٹ مار عام تھی مگر اب حالت یہ ہے کہ اگر کوئی عورت رات بارہ بجے بھی سر پر سونا رکھ کر تنہا سفر کرے اگر اس کا سفر پرامن نہ ہو تو میرے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ مولانا احسان اللہ نے بتایا کہ جب وہ خوست گئے تو ہندوؤں نے ان کے گلے میں ہار ڈالے' طالبان کے زیر کنٹرول علاقے میں تمام غیر مسلم اقلیتیں محفوظ ہیں۔ اسلام کی روشنی میں ہم ان کی جان و مال کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں۔

طالبان حکومت کے ایک نمائندے ملا محمد اللہ نے ملاقات میں بتایا کہ روسی شکست کے بعد افغانستان میں فوراً اسلامی نظام قائم ہو جانا چاہئے تھا مگر استاد برہان الدین ربانی' انجینئر گلبدین حکمت یار' احمد شاہ مسعود' جنرل دوستم کے درمیان حصول اقتدار کی لڑائی نے تمام جہادی قوتوں کو بدنام کر دیا تھا مگر طالبان نے اسلامی نظام عملاً نافذ کر کے جہاد کے مخالفین کو جواب دے دیا ہے۔

پولیس کے ایک اعلیٰ افسر ملا عبدالصمد نے بتایا کہ جب سے طالبان نے نظام سنبھالا ہے اس وقت سے رات کے وقت کوئی واردات نہیں ہوئی۔ طالبان پر مشتمل پولیس کو اختیار حاصل ہے کہ جہاں کسی کو کوئی برائی کرتے دیکھے اسے فوراً قاضی کی عدالت میں پیش کر دے۔ یہ اسلامی نظام کی برکات ہی ہیں کہ طالبان کے زیر کنٹرول علاقے میں ابھی تک کوئی چوری نہیں ہوئی بلکہ جن لوگوں نے طالبان کی حکومت سے قبل چوریاں کی تھیں ان میں سے بہت سے چوروں نے خود آ کر مسروقہ مال واپس کر دیا۔ اس سے قبل قتل آئے دن

کا معمول تھا۔ اب طالبان کی حکومت کے قیام کے بعد قتل کے تین مقدمے قاضی کی عدالت میں آئے۔ شرعی فیصلے کے مطابق قاضی نے قاتلوں کے قتل کا فیصلہ دیا اور پھر تینوں قاتلوں سے عوام کی موجودگی میں شریعت کے مطابق قصاص لے لیا گیا اس کے بعد اب تک کوئی مقدمہ قتل نہیں آیا۔

پورے علاقہ میں حجاموں کو دکانوں اور بازاروں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ڈاڑھی کو مونڈنے سے روک دیا گیا ہے جبکہ ڈاڑھی صاف کرنے والے پر کوئی تعزیر یا سزا کا حکم جاری نہیں کیا گیا اس وجہ سے اکثر لوگوں نے ڈاڑھیاں رکھ لی ہیں تمام پولیس چوکیوں پر طالبان کا کنٹرول ہے وہ سب رضا کارانہ خدمت کر رہے ہیں اور کوئی تنخواہ نہیں لیتے۔

25 سالہ ملا امیر خان متقی نے بتایا کہ قندہار میں طالبان کا ایک ریڈیو سٹیشن ''صدائے شریعت'' کے نام سے قائم کیا گیا ہے جس سے تلاوت کلام پاک، شرعی احکامات کے نفاذ کا اعلان توحید پر نظمیں، جہادی نظمیں، دینی پروگرام، شرعی قوانین کی برکات کے پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ صدائے شریعت قندہار پر کسی عورت کی آواز مرد و عورت کے گانے اور ڈرامے پر مکمل پابندی ہے دو زبانوں فارسی اور پشتو میں پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ حکومت نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا شعبہ قائم کر رکھا ہے جس میں علماء کرام اور طالبان لوگوں کو دین کی دعوت دیتے اور اسلامی نظام کی برکات بتاتے ہیں اور تمام منکرات پر سزاؤں سے خبردار کرتے ہیں۔

چھ رکنی مرکزی کونسل کے سربراہ ملا محمد ربانی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ روس کے خلاف سرزمین افغانستان پر جو جہاد ہوا تھا اور تقریباً 16 لاکھ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا اور لاکھوں مسلمان بے گھر ہوئے اس کا ایک ہی مقصد تھا کہ افغانستان میں اسلامی نظام قائم کیا جائے گا لیکن جہاد ختم ہوتے ہی بعض اقتدار پرست لیڈروں نے اسلامی نظام کے بجائے وہی پرانا کافرانہ نظام مسلط کرنے کی کوشش کی۔ افغان وحدت کو تقسیم کیا ان

ملا عمر۔ جہاد افغانستان سے پہلے (1979)ء۔

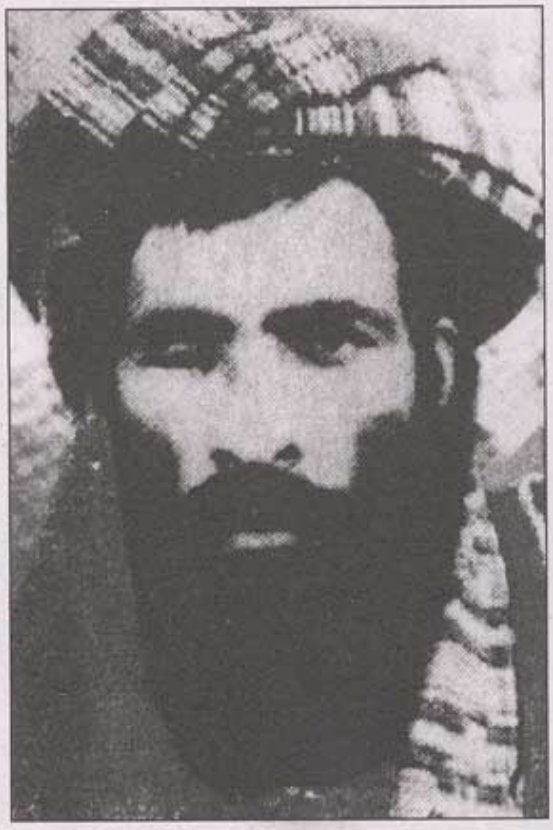

ملا عمر۔ جہاد افغانستان کے دوران۔

حالات میں طالبان نے پڑھائی سے زیادہ افغان عوام کی جان و مال' عزت و آبرو اور افغان وحدت کو قائم رکھنے کو اہمیت دی اور عزم کیا کہ تادم زیست اسلامی نظام کے لئے لڑتے رہیں گے۔ اب طالبان عظیم الشان اسلامی ریاست کا نمونہ دنیا کے سامنے رکھیں گے۔ اسلامی نظام کی برکات بتائیں گے اور ثابت کریں گے کہ بگڑے ہوئے معاشرے کو سدھارنے کا حل اس نظام میں موجود ہے۔

افغانستان کے اس چند روزہ دورہ سے واپس آتے ہوئے ہم محسوس کر رہے تھے اور دل ہی دل میں خوش تھے کہ جس اسلامی معاشرے اور حکومتوں کے بارے میں ہم کتابوں میں پڑھتے اور بزرگوں سے سنتے آئے ہیں جس کے خواب دیکھتے رہے ہیں وہ اب حقیقت میں سب کچھ سامنے ہے۔

طالبان کے ایک رہنما مولانا ملا عمر جو طالبان تحریک کے امیر ہیں اور ان کے ہاتھ میں مکمل اختیارات ہیں' ان کا کہنا ہے کہ ہم نظام الٰہی اور اس سرزمین پر اسلامی نظام کے بدلے میں کسی بھی حکومت سے نہ تو اتحاد کریں گے اور نہ ہی کسی تنظیم کے ساتھ عہدے کے لالچ یا بدلے میں اپنا نظریہ بدل سکتے ہیں۔ ہمیں افغانستان میں یا تو ایک مستحکم اور مستقل اسلامی حکومت قائم کرنی ہے یا پھر جام شہادت نوش کرنا ہے۔ اگر ہمیں دنیا بھر کی مراعات اور اقتدار بھی دے دیا جائے تب بھی ہم اپنے موقف سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ قندھار میں اسلامی نظام نافذ ہے اس پر ہمیں فخر ہے ہم نہیں چاہتے کہ دنیا پر ہماری حکمرانی ہو اور نہ ہی ہم افغانستان میں کوئی دوسرا نظام نافذ ہونے دینگے۔

انہوں نے کہا کہ جن صوبوں میں ہمارا قبضہ ہے وہاں کسی کو بھی اسلحہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے کسی بھی شخص کو شکاری بندوق تک استعمال میں رکھنے کی اجازت نہیں۔ تمام لوگوں نے اپنا اسلحہ مراکز میں جمع کرا دیا ہے' کسی بھی شخص کو نہ تو اسلحہ رکھنے کی اجازت ہے اور نہ استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ تمام امور شرعی احکام کے مطابق سرانجام دیئے جاتے

ہیں۔ کسی جرگہ کو کوئی حق حاصل نہیں ہے کہ کسی مسئلہ کو اپنی رائے کے مطابق فیصلہ کرے۔ جب کبھی کسی شخص پر جرم ثابت ہو جاتا ہے تو اس کے جرم کے مطابق سزا دی جاتی ہے۔ جج صاحبان علماء اکرام ہوتے ہیں۔ وہ ماہرین قرآن' ماہرین فقہ' ماہرین حدیث ہیں۔ وہ اسلامی امور اور اسلامی تاریخ پر وسیع معلومات رکھتے ہیں۔ اور وہ اسلامی قوانین کی روشنی میں فیصلے کرتے ہیں۔

طالبان جہاں بھی گئے' داستان چھوڑ کر آئے' انہیں آگے بڑھنے کیلئے کوئی رکاوٹ سامنے نہیں تھی۔ وہ مدرسوں سے نکل کر گروہ در گروہ اپنے امیر کے احکامات کو عملی جامہ پہنا رہے تھے۔ اسلحہ کی فراوانی کے بارے میں ایک طالب علم نے بتایا کہ روسی افواج سے جنگ کے دوران مجاہدین نے جتنا اسلحہ بھی روسیوں سے چھینا تھا یا وہ اسے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے وہ مکمل ہمارے پاس ہے' اس میں زمینی اور فضائی اسلحہ شامل ہے۔ طیارہ اور ٹینک شکن توپوں سے لے کر ٹینک اور طیارے بھی بڑی تعداد میں طالبان کے پاس موجود ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ہمارے پاس اسلحہ کی کوئی قلت نہیں ہے۔ افغانستان کے تقریباً تمام عوام طالبان کے حق میں ہیں۔ جن علاقوں پر ہمارا قبضہ ہے وہاں کے لوگ تو طالبان سے خوش ہیں ہی لیکن جہاں ہمارا قبضہ نہیں بھی ہے وہاں کے لوگ بھی طالبان کو وہاں آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ہماری قیادت اکثر وقت اپنے ساتھیوں کو جنگ کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ شوریٰ جب بھی کسی قانون نافذ کرنے یا کام کرنے کی اجازت دیتی ہے تو اس پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ مثلاً ہرات کی جنگ میں طالبان نے کافی مدت تک انتظار کیا۔ اب خدا کے فضل وکرم سے ہم زیادہ منظم اور طاقتور ہو چکے ہیں۔ پہلے ہمارے ساتھیوں کو فوجی تربیت بھی حاصل نہیں تھی لیکن اب طالبان کی نہ صرف صحیح طریقے سے فوجی تربیت ہو رہی ہے بلکہ جنگی تربیت کے ساتھ ساتھ ہوائی جہازوں اور دیگر جدید اسلحہ استعمال کرنے کی تربیت بھی دی جا رہی ہے۔ ٹینک تو ان دنوں ہمارا ہر ساتھی چلا سکتا ہے۔ فوجی طاقت میں نہ تو کسی قسم کی کمی

آئی ہے اور نہ اللہ کے فضل سے کوئی ناامیدی ہے۔

صوبہ سرحد کی قابل احترام شخصیت سابق سینیٹر مولانا سمیع الحق طالبان کے متعلق بتاتے ہیں کہ مولانا محمد یونس خالص اور مولوی جلال الدین حقانی میرے والد مولانا عبدالحق کے شاگردوں میں سے ہیں۔ جلال آباد، قندھار کے گورنر اور کابل کی عبوری سپریم کونسل کے چھ میں سے چار ارکان کا تعلق دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک سے ہے۔ دراصل افغان علماء اور طالبان براہ راست یا بالواسطہ طور پر دارالعلوم حقانیہ سے وابستہ رہے۔ صوبہ سرحد، بلوچستان اور قبائلی علاقوں میں 90 فیصد دینی مدارس حقانی علماء نے قائم کئے۔ اس طرح چراغ سے چراغ روشن ہوئے۔ جس نے آج افغانستان کے دو تہائی سے زیادہ حصے کو روشن کر دیا ہے۔ طالبان انہی اداروں کے طلباء ہیں۔ سولہ سالہ جہاد میں یہ طلبا چھ ماہ تعلیم حاصل کرتے رہے اور چھ ماہ جہاد کرتے رہے۔ یہ طلبا جدید ترین اسلحہ استعمال کر سکتے ہیں۔ حضرت مولانا عبدالحق نے کئی سال پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ طلبا ملک کی باگ ڈور سنبھالیں گے۔ اگرچہ اس وقت جہاد جاری تھا۔ مگر موجود صورت پیدا ہونے کا یقین نہیں تھا۔ ملا عبدالسلام حقانی جہاد میں کلاشنکوف کی بجائے صرف راکٹ چلاتے رہے۔ اس لیے ان کا نام ملا راکٹی پڑ گیا۔ جلال الدین حقانی کو مولانا عبدالحق نے جہاد کے لئے بھیجا۔ اس دارالعلوم سے جہاد کیلئے جتھے کے جتھے بھیجے جاتے رہے۔ افغانستان سے تعلق رکھنے والے دس ہزار علماء دارالعلوم سے فارغ ہوئے، جن میں ممتاز کمانڈر شامل ہیں۔

آخر طالبان نے ہتھیار کیوں اٹھائے۔ جس پر مولانا نے کہا کہ روس کے چلے جانے کے بعد علماء اور طلباء دینی تعلیم میں مصروف رہے۔ جہاد ختم ہو گیا لیکن مجاہدین جماعتیں آپس میں ہی الجھ گئیں۔ افغان مسلمانوں کے خوابوں پر پانی پھیر دیا۔ دو تین سال امن اور مصالحت کی کوششیں جاری رہیں۔ علماء و مشائخ جن کا افغان جہاد میں بنیادی کردار تھا وہ یک دم اس خونریزی سے لاتعلق ہو گئے کہ دونوں طرف خون کی ارزانی تھی۔ مولوی نبی

افغانستان کے سابق صدر برہان الدین ربانی

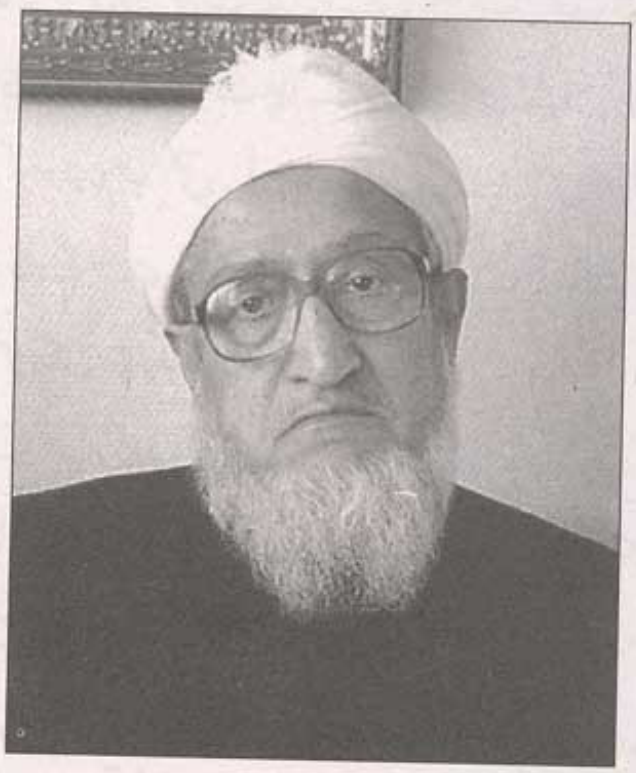

سابق صدر افغانستان صبغت اللہ مجددی

محمدی، مولوی یونس خالص، کمانڈر جلال الدین حقانی، پروفیسر صبغت اللہ مجددی بھی کوشش کرتے رہے کہ امن قائم ہو لیکن پروفیسر اور انجینئر یعنی ربانی اور حکمت یار نے آپس میں جنگ جاری رکھی۔ یہی حال احمد شاہ مسعود کا تھا۔ آپس کی خونریزی سے ہم بہت پریشان تھے۔ اس دور میں ہم نے امام کعبہ کو بلایا، دنیا بھر کے علماء و مشائخ کا وفد تشکیل دیا گیا، مگر ظالموں نے مہمانوں کا بھی احترام نہ کیا۔ ان پر کئی مقامات پر فائرنگ کی گئی۔ اس صورت حال میں طالبان اللہ کا نام لے کر امن اور شریعت کے قیام کے لئے اٹھے اور چھا گئے۔ طالبان کے پیچھے صرف اللہ کا ہاتھ ہے "ہاتھ ہے اللہ کا بندہ مومن کا ہاتھ"۔ اس کے پیچھے امریکہ یا پاکستان کا ہاتھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دور میں ہمارے سامنے بدر کی یاد تازہ کر دی۔ رحمت کے فرشتے نصرت کے لئے اترے۔ ہم نے خود قندھار اور ہرات میں جا کر دیکھا کہ طالبان حکومت کس تنگدستی کے عالم میں مصروف جہاد ہے۔ ہوائی جہاز کے ٹائر تبدیل کرنے کے وسائل نہیں۔ امریکہ کی مدد ہوتی تو ڈالروں کی ریل پیل ہوتی۔ سروبی اور کابل کے معرکوں میں یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ اللہ کا نام لے کر چلنے والوں کے لئے راہیں خود بخود کھلتی جا رہی ہیں۔ یہ ہیبت الٰہی کے سوا کچھ نہیں۔

طالبان کے پاس جدید اسلحہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے بتایا افغانستان میں سولہ سالہ جہاد کے نتیجے میں اتنا اسلحہ جمع ہو چکا ہے کہ اگر اس کی صحیح دیکھ بھال اور مرمت کی جائے تو پورے عالم اسلام کی دفاعی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ افغانستان آئندہ سو سال تک اسلحہ کے معاملے میں خود کفیل ہے۔ طویل جنگ نے افغانستان میں بارود کے ڈھیر لگا دیئے ہیں جو طالبان کے قبضے میں آ رہے ہیں۔ طالبان نے سولہ سالہ جہاد میں حصہ لے کر اس اسلحہ سے تربیت حاصل کی لیکن بنیادی طور پر یہ جنگ جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے لڑی جا رہی ہے۔ قندھار پر کمانڈر اسماعیل خان کی 30 ہزار فوج نے یلغار کی جسے چار سو طالبان نے بھگا دیا۔ ابھی کابل کی جنگ میں ایک مورچے پر آٹھ طالبان نے احمد شاہ

مسعود کے چار سو فوجیوں کو مار بھگایا۔ یہ سب کچھ نصرت خداوندی کے سوا کچھ نہیں۔ بعض لوگ اس تاثر کو زائل کرنے کے لئے اسے پاکستان اور امریکہ کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اس جہاد پر مادی اسباب کا خول چڑھاتے ہیں تاکہ یہ جذبہ آگے نہ بڑھے۔ افسوس اس بات کا ہے کہ پاکستان کی بعض دینی جماعتیں بھی اس پراپیگنڈے میں پیش پیش ہیں اس طرح یہ جماعتیں خود اپنے کاز کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔

مسلم ممالک نے طالبان حکومت کو تسلیم نہ کرنے پر مولانا سمیع الحق نے بتایا پاکستان سمیت سارے عالم اسلام کو طالبان کی اسلامی حکومت کو بالآخر تسلیم کر لینا چاہئے۔ افغانستان تباہ و برباد ہو چکا ہے۔ اس کی تعمیر نو کی فوری ضرورت ہے۔ یہ پاکستان اور پورے عالم اسلام کا فریضہ ہے۔ افغان عوام نے جو طویل جنگ لڑی ہے وہ صرف افغانستان کی جنگ نہیں تھی بلکہ پورے عالم اسلام کی جنگ تھی۔ روس گرم پانیوں تک پہنچ کر پاکستان اور خلیجی ممالک کو اپنے شکنجے میں لینا چاہتا تھا۔ اس طرح افغانوں نے پورے عالم اسلام کے دفاع کی جنگ لڑی اور ان کی قربانیوں کے نتیجے میں سوویت یونین تباہ و برباد ہو گیا۔ پاکستان پہل کرے اور سارا عالم اسلام افغانستان کی تعمیر نو میں اہم کردار ادا کرے۔ اس طرح پاکستان کو وسط ایشیاء کی تجارت کی کنجی اور راستہ مل جائے گا۔ ٹرانزٹ کی وجہ سے پاکستان ہانگ کانگ بن سکتا ہے۔ اب پاکستان کی مغربی سرحدیں محفوظ ہو گئی ہیں۔ کوئی میلی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ افغانستان پاکستان کے لئے سد سکندری ثابت ہو سکتا ہے۔ اب یہ پاکستان کے حکمرانوں کے تدبر پر منحصر ہے کہ وہ اس سے کتنا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ابھی تک عالم اسلام کے حکمران مدد تو کجا افغان حکومت کو تسلیم کرنے میں پس و پیش سے کام لے رہے ہیں اور پاکستان کے حکمران بھی امریکہ کے اشارے کے منتظر ہیں۔ پاکستان کے بعد ایران کو بھی طالبان حکومت کو تسلیم کر کے خوشگوار رابطوں کا آغاز کرنا چاہئے۔ ایران کے پہلو میں مذہبی ریاست اس کے لئے تقویت کا باعث بن سکتی ہے۔

ربانی حکومت کو تو روس اور پاکستان کی پشت پناہی حاصل رہی ہے لیکن آج تک پاکستان کی طرف سے کسی قسم کی مداخلت یا امداد کا ثبوت سامنے نہیں آیا۔ ہرات سے قندہار آنے والے پانچ مولویوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ پاکستانی ہیں حالانکہ رحیم یار خان کے حفاظ سیر وسیاحت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ دراصل طالبان کا ہر فرد مجاہد اور گوریلا ہے وہ بارہ سال جنگ کے دوران ٹینک سمیت ہر اسلحہ کی تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ میرے والد نے ایک بار خوشی کے آنسوؤں کے ساتھ کہا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرے شاگردوں کے ایک کندھے پر سکڈ میزائل اور دوسرے کندھے پر بخاری شریف ہوگی۔

ربانی حکومت ڈوبتے کو تنکے کا سہارا اگر وہ بھارت سے مدد حاصل نہ کرتے تو شاید پاکستان میں طالبان کے لئے ہمدردی اور حمایت کے اتنے جذبات نہ ہوتے جتنے کہ آج ہیں۔ افغانستان میں طالبان کی مستحکم حکومت کا براہ راست فائدہ کشمیر کو پہنچے گا۔ پاکستان اور افغانستان ایک جسم کا حصہ ہیں۔ کشمیر ہی نہیں وسط ایشیا کی ریاستوں میں بھی نیا ولولہ پیدا ہوگا۔ وسط ایشیا کی چھ سات ریاستوں میں طالبان کی طرف سے تحریکیں شروع ہوگئی ہیں۔ چیچنیا تک اثرات پڑیں گے۔ مصر، شام، لبنان، عراق، الجزائر جہاں جہاں اسلامی تحریکیں چل رہی ہیں انہیں تقویت ملے گی۔

ہر حکومت کی ہر شخص کی اپنی اپنی پالیسی اور اپنی اپنی سوچ ہوتی ہے میں نے نجیب کی پھانسی اور اے این پی کے ردّعمل کے بارے میں سینٹ میں بھی کہا کہ ہوشمندی اور سیاسی بصیرت کا تقاضا ہے کہ افغانستان کے ساتھ ہماری ہزاروں میل لمبی سرحد ہے اس کیساتھ تعلقات بہتر ہونے چاہئیں۔ سرحدیں مستحکم ہوں آمدورفت اور تجارت کے راستے کھلے رہیں۔ نجیب کا قتل اچھی بات ہے یا بری مگر انقلاب کے ریلے میں سب کچھ ہوتا ہے۔ پشتو کا محاورہ ہے کہ ”جنگ میں گھی شکر نہیں بانٹی جاتی“۔ پچھلے دو سال کے دوران طالبان کے بارے میں اے این پی کا روّیہ بڑے توازن اور اعتدال پر مبنی تھا۔ طالبان کو اپنا دشمن نہ

سمجھیں۔ ان سے خوشگوار تعلقات بنائیں۔ ایسا نہ ہو کہ طالبان کے ساتھ محاذ آرائی صوبہ سرحد میں جے یو آئی اور اے این پی کے درمیان خلیج بڑھانے کا باعث بنے۔ روس کے آنے کے بعد حفیظ اللہ امین، نور محمد ترہ کئی، ببرک کارمل اور نجیب اللہ نے خونریزی کی اور روس کے جانے کے بعد ربانی، احمد شاہ مسعود اور حکمت یار اقتدار کی جنگ میں خونریزی میں شامل رہے۔ یہ دونوں مجرم ہیں۔ مکافات عمل کی سزا ملتی ہے۔

اب اللہ کے فضل و کرم سے افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں بے حیائی، بے پردگی، فحاشی اور مادر پدر آزادی کی گنجائش نہیں ہے۔ انصاف امن عامہ، عوام کی عزت جان و مال کی حفاظت اسلامی حکومت کا بنیادی تقاضا ہے جو طالبان حکومت نے عوام کو فراہم کر دیا ہے۔ واشنگٹن اور نیویارک میں رات دس بجے کے بعد کوئی محفوظ نہیں ہوتا۔ طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں سونے کا بکس لے کر جائیں کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔ کابل میں جہاں روزانہ سینکڑوں قتل ہوتے تھے وہاں صرف 20 افراد کو سرعام سزا دی گئی اور لاکھوں افراد محفوظ ہو گئے۔ جہاں تک تعلیم نسواں کا تعلق ہے طالبان کے خلاف یہ پراپیگنڈا غلط ہے کہ وہ نئے دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں۔ اسلام میں مرد اور عورت کی تعلیم کی تفریق نہیں ہے لیکن تعلیم کی آڑ میں بے محابہ بے پردگی اور بے حجابی کی گنجائش نہیں۔ طالبان حکومت نصاب اور نظام تعلیم مرتب کرے گی۔ روس کے قبضے کے بعد سیکولر نظام تعلیم رائج کر دیا گیا تھا۔ اس نظام کو کابل حکومت کو پہلے روز ہی ختم کرنا چاہئے تھا، لیکن ایسا نہیں کیا گیا، طالبان نیا نظام تعلیم بنا کر خواتین کے تعلیمی ادارے کھول دیں گے اور خواتین کے تعلیمی اداروں اور ہسپتالوں میں خواتین کو کام کرنے کی مکمل آزادی ہوگی۔

پروفیسر ربانی، انجینئر گلبدین حکمت یار، شاہ مسعود کو طالبان اسلامی تحریک کے سربراہ نے عام معافی کا اعلان کیا ہے۔ یہ سب اسلحہ طالبان کے حوالے کر دیں اور طالبان کے ساتھ تعاون کریں۔ روس کے خلاف جہاد میں ان زعماء کا بڑا کردار تھا۔ ہم اس کی قدر کرتے ہیں۔ طالبان ان کے بھائی بھتیجے اور بچے ہیں۔ ان کے سر پر دست شفقت رکھیں۔

طالبان کی حمایت کے مشورے

طالبان نے جب کابل شہر کو فتح کرلیا' کیونکہ کابل کے بارے میں مشہور ہے کہ جس کے پاس کابل شہر کی چابی ہوگی وہی افغانستان کا اصل حاکم ہے۔ طالبان نے طویل لڑائی کے بعد کابل پر قبضہ کیا تو پاکستان کی مختلف مقتدر شخصیات نے انہیں خوش آمدید کہا۔ جس میں پاکستان کے سابق آرمی چیف اور عوامی قیادت پارٹی کے سربراہ جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ ہیں جنہوں نے طالبان کے بارے میں کہا کہ کابل میں طالبان کی حکومت کا قیام پاکستان کے حق میں ہے۔ پاکستان کو طالبان کی بھرپور مدد کرنا چاہیے۔ طالبان حکومت کے استحکام سے پاکستان کو سیاسی' فوجی اور تجارتی اعتبار سے فائدہ ہوگا۔ طالبان کی کامیابی کا راز ربانی اور حکمت یار کی کمزور ناقص حکومت تھی ۔ افغانی عوام مسلسل خانہ جنگی اور غیر منظّم حکومت سے سخت پریشان تھے۔ اس لیے عوام نے طالبان کو دل و جان سے خوش آمدید کہا جس وجہ سے طالبان کو نہایت آسانی سے کامیابی حاصل ہوئی۔ افغان لوگوں نے طویل خانہ جنگی اور افراتفری کے بعد ایک محفوظ اور مضبوط حکومت کے قیام پر تشکر ادا کیا ہے مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ طالبان اس وقت مستحکم پوزیشن میں ہیں اور پاکستان کو ان حالات میں طالبان کی بھرپور مدد کرنا چاہیے۔ طالبان کے استحکام میں افغانستان کا استحکام اور امن ہے۔ جنرل رشید دوستم اور حکمت یار طالبان کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ طالبان نے فوجی اعتبار سے اتنی طاقت حاصل کرلی ہے کہ ان کے دشمن کسی سازش سے

محترمہ بے نظیر بھٹو (سابق وزیر اعظم پاکستان)

طالبان کی حکومت ختم نہیں کر سکتے اور افغانستان میں اس تبدیلی کے نتیجے میں پاکستان کے حق میں مثبت سیاسی نتائج برآمد ہوں گے۔ طالبان کی کامیابی سے ایران کو کوئی خطرہ نہیں۔ ایران کو بہت جلد طالبان حکومت کے فوائد سمجھ میں آجائیں گے اور طالبان کے حوالے سے ایران کا شک دور ہو جائے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اور ایران دونوں مل کر طالبان کی امداد کریں اور افغانستان میں امن وامان قائم کرتے ہوئے وسطی ایشیائی ممالک تک اپنی رسائی میں اضافہ کریں۔ جنرل (ر) اسلم بیگ نے مزید کہا کہ طالبان کی کامیابی کا دکھ روس اور امریکہ کو ہوا ہے۔ امریکہ کو افغانستان میں امن وامان اچھا نہیں لگتا۔ امریکہ افغانستان میں اپنے مفادات کیلئے انتشار چاہتا ہے۔ اور روس کو ڈاکٹر نجیب کی پھانسی پر بہت تکلیف ہوئی ہے۔ نجیب اللہ روس کو متعدد بار افغانستان میں مداخلت کی دعوت دے رہا تھا۔ مگر اس کی موت کے بعد اب روس کو افغانستان آنے کی دعوت دینے والا کوئی نہیں رہا۔

روس کی شکست کے بعد اس وقت افغانستان میں صدر ربانی کی حکومت تھی۔ کابل پر ان کا قبضہ تھا۔ احمد شاہ مسعود وزیر دفاع تھا حکمت یار اور احمد شاہ مسعود دونوں ایک دوسرے پر بمباری کرتے تھے۔ جنرل دوستم مزار شریف میں اپنی حکومت بنا کر بیٹھا ہوا تھا۔ کیونکہ اس کو بھی کابل سے نکال دیا گیا تھا۔ جلال آباد میں حاجی نذیر کی حکمرانی تھی۔ ہرات جنرل اسماعیل کے قبضہ میں تھا۔ قندھار میں گل آغا کا قبضہ تھا۔ اس طرح ہر چھوٹے بڑے شہر میں کسی نہ کسی کمانڈر نے قبضہ کیا ہوا تھا۔ لوگ روزانہ قتل ہو رہے تھے۔ ہر طرف جنگ وجدل کا عالم تھا۔ ہر طرف جنگلے اور زنجیریں لگا کر ناکے بنائے ہوئے تھے جہاں من مانا ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔ جو لڑکی پسند آ گئی اس کو اٹھا کر لے جاتے تھے۔ کسی کی بھی جان ومال اور عزت محفوظ نہیں تھی، پاکستان حکومت نے بہت کوشش کی کہ افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت بنوادیں لیکن بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا۔ کیونکہ افغانستان میں ایسی روایات قائم ہیں کہ ہر قبیلہ

مولانا فضل الرحمٰن

جنرل (ر) نصیراللہ بابر

کا ہر افغان کمانڈر افغانستان پر حکمرانی کا خواہشمند ہے۔ معاہدے ہوتے اور توڑ دیئے جاتے ہیں۔ معاہدہ کے مطابق صدر ربانی نے چھ ماہ بعد نئے انتخابات کروانے تھے لیکن جب چھ ماہ گزر گئے تو صدر ربانی نے بھی اقتدار چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ ان لوگوں نے خانہ کعبہ میں جا کر حلف اٹھایا تھا کہ اب ہم آپس میں نہیں لڑیں گے۔ لیکن یہ پھر آ کر لڑنا شروع ہو گئے تو وہ حالات تھے جن میں افغانستان کے عوام بالکل بے بس اور بے زار تھے۔

ہر افغانی کو فوجی تربیت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر افغانی نے جنگ میں حصہ لیا ہوا ہے اور اسے ہتھیار چلانے آتے ہیں۔ جو لوگ افغان روس جنگ میں زخمی ہو گئے تھے' انہیں مدرسوں میں اساتذہ بنایا ہوا تھا۔ ملا عمر بھی جنگ میں باقاعدہ شریک تھے اور معذور ہو چکے تھے وہ قندھار میں ایک مدرسے میں پڑھاتے تھے۔ اسی طرح طالبان کی مجلس شوریٰ کے اکثر لوگ افغان جنگ میں زخمی ہو گئے تھے اور طالبان کے قیام کے وقت مختلف مدرسوں میں پڑھا رہے تھے۔

طالبان نے افغانستان میں اپنی جنگ کا آغاز بھی ایک عجیب واقعہ سے کیا کہ قندھار کے قریب جہاں ملا عمر کا مدرسہ تھا' وہاں کے ایک کمانڈر نے ایک لڑکے کو اٹھایا۔ اس کے ساتھ زیادتی کی اور قتل کر دیا۔ اس بات کی اطلاع ملا عمر کو پہنچی تو اس نے افغان جنگ کے سب مجاہدین کو اکٹھا کیا اور کہا کہ اس کمانڈر نے تو ظلم کی انتہا کر دی اور اس کا بندوبست کرنا چاہیے۔ سب لوگ اکٹھے ہو کر کمانڈر کے گھر گئے۔ کمانڈر کی گارڈ بھی اپنے کمانڈر سے تنگ تھی۔ وہ بھی طالبان کے ساتھ مل گئی اور ان سب نے مل کر کمانڈر کو قتل کر دیا۔ وہاں کے کاروباری لوگوں نے طالبان سے کہا کہ آپ باقی ظلم بھی ختم کروائیں۔ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ اس طرح طالبان کے قافلے چل پڑے اور مقامی لوگوں نے بھی ہر طرح ساتھ دیا۔ قندھار کے قریب ایک ڈمپ میں جسے پاشا ڈمپ کہتے تھے۔ وہاں ایک پہاڑ میں سترہ سرنگیں ملیں۔ جن میں سے ہر ایک میں اسلحہ اور ہتھیار بھرے ہوئے تھے۔ طالبان کو یہ

سارا کا سارا اسلحہ راستے میں جاتے ہوئے مل گیا۔ طالبان جب قندھار کے قریب پہنچے تو وہاں کی پوری فوجی چھاؤنی بغاوت کر کے طالبان کے ساتھ مل گئی اور اپنے ساتھ اپنا تمام اسلحہ اور ہتھیار بھی لے آئی۔ طالبان جس شہر میں بھی گئے وہ بغیر لڑے ان کے قبضے میں آتا رہا اور عوام ان کو خوش آمدید کہتے رہے۔ پھر طالبان نے جو احکامات نافذ کیے اس سے امن وامان نافذ ہو گیا کہ جو چوری کرے یا ڈاکہ ڈالے اس کے ہاتھ کاٹ دو۔ طالبان ایک مقبول تحریک تھی اور حتیٰ کہ انہوں نے احمد شاہ مسعود جیسے چالاک آدمی کو بغیر لڑے کابل سے نکال دیا۔ طالبان سے بے نظیر حکومت کا پہلا رابطہ اس وقت ہوا جب طالبان نے قندھار پر قبضہ کر لیا تھا۔ طالبان کا ایک وفد طالبان کے وزیراعظم ملا ربانی کی سربراہی میں پاکستان آیا تو آئی ایس آئی نے ان کی پہلی ملاقات جنرل (ر) نصیراللہ بابر سے کروائی کیونکہ جنرل بابر نے ایک تجارتی قافلہ ترکمانستان بھیجا تھا جسے راستے میں ایک افغان کمانڈر نے محاصرے میں لے لیا تھا تو جنرل بابر نے کہا تھا کہ طالبان ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ جنرل بابر کچھ لوگوں کے ساتھ افغانستان میں اپنے اغوا ہونے والوں کو چھڑانے گئے اور طالبان نے بھرپور مدد کی اور اغوا کرنے والے کمانڈر کو مار کر مغویان کو رہا کرا کر جنرل بابر لائے تھے۔ جنرل بابر افغانستان کے مجاہدین سے بھی رابطے میں رہے ہیں بے نظیر کے پہلے دور میں جب وہ ان کے خصوصی مشیر تھے تو افغان مجاہدین کی ملاقات بے نظیر سے کروائی تھی۔ بے نظیر دور حکومت سے پہلے 1974ء میں ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں جب افغان پولیس برہان الدین ربانی اور حکمت یار کو کیمونسٹ حکومت کی بنا پر گرفتار کرنا چاہتی تھی تو نصیر اللہ بابر نے (اس وقت نصیراللہ بابر فرنٹیئر کانسٹیبلری کے کمانڈنگ آفیسر تھے) پاکستان میں ان کے پناہ لینے کا انتظام کیا تھا اور بابر نے بھٹو کو باور کرایا تھا کہ افغانستان کے اندرونی معاملات کے متعلق صحیح معلومات اور پاکستان کے فائدے کیلئے ان دو بندوں کی ہمیں ضرورت ہے اور بھٹو کو قائل کر کے انہیں پاکستان میں پناہ دی تھی۔ فوج سے ریٹائرڈ ہونے

کے بعد ایک اخباری انٹرویو میں جنرل بابر نے انہیں پناہ دینے کے متعلق بتایا تھا کہ ہم نے انہیں اس لیے حفاظت میں لیا تھا کیونکہ ہم جانتے تھے کہ افغانستان میں گڑبڑ ہوگی۔ ہم آنے والے واقعات کا رخ متعین کرنے کیلئے رہنماؤں کی سرپرستی کرنا چاہتے تھے۔

جنرل (ر) نصیراللہ بابر کا تعلق افغان مجاہدین سے رہا ہے اور دیرینہ تعلقات کی بنا پر مجاہدین کی کوکھ سے نکلنے والے طالبان بھی جنرل (ر) نصیراللہ بابر کے پروردہ ہیں۔

طالبان کا وفد جب پہلی بار حکومت پاکستان کو ملنے آیا تو ہم لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ لوگ کیسے ملک چلائیں گے۔ ان میں صرف ملا ربانی پڑھے لکھے آدمی تھے ہم نے طالبان کے وفد سے پوچھا کہ آپ ملک کیسے چلائیں گے آپ کو نہ تو خارجہ امور کا علم ہے اور نہ ہی معیشت کا علم ہے ہم نے ان کو مشورہ دیا کہ اپنی مجلس شوریٰ میں تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی شامل کریں۔ طالبان نے پاکستان حکومت سے کچھ سہولتوں کا ذکر کیا۔ ان کے مسائل سنے اور انہیں حل کیا۔ دوسری سہولتوں کے علاوہ ٹیلی فون کا نظام بھی درست کر کے دیا گیا کیونکہ ان کے پاس سیٹلائٹ فون نہیں تھے۔ انہیں ایسے سیٹ بھی فراہم کئے گئے۔

طالبان سے جب بھی رابطہ کرنا پڑا۔ ہم خود افغانستان جاتے تھے، میں خود بھی کئی بار افغانستان گیا۔ طالبان سے جنرل (ر) بابر کے علاوہ مولانا فضل الرحمان اور مولانا سمیع الحق سے بھی رابطے تھے اور ان سے بھی ہدایات لیتے تھے۔

ملّا ربانی

میں طالبان کا حامی ہوں: نصیراللہ بابر

طالبان کے بارے میں جنرل بابر کہتے ہیں کہ میں طالبان کا حامی ہوں اور یہی میرا دعویٰ رہا ہے کہ طالبان کی تشکیل اور استحکام میں میرا ہی کردار تھا۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ افغان جہاد کا آغاز فوج میں رہتے ہوئے' میری سرحد کی گورنری اور ذوالفقار علی بھٹو کی وزارت عظمیٰ کے درمیان ہی ہوگیا تھا۔ گلبدین حکمت یار اور دوسرے مجاہدین کو امریکہ اور ایران سے متعارف کرانے کا اعزاز بھی مجھے حاصل ہے اور پھر بے نظیر کے پہلے دور میں مجاہدین سے رابطے' دوسرے دور میں طالبان کی مدد اور ہر طرح کے تعاون میں بڑا اہم کردار رہا ہے۔

جنرل بابر کہتے ہیں کہ بے نظیر کے دوسرے دور میں جب میں وزیر داخلہ بنا' اس وقت طالبان کی حکومت قائم ہوچکی تھی۔ میں چند ساتھیوں کے ہمراہ افغانستان گیا۔ وہاں میں نے حکومت اور عوام سے ملاقاتیں کیں اور کہا کہ اب یہاں بحالی کا کام ہونا چاہیے۔ ملک میں خوشحالی آنی چاہیے۔ لوگ جنگ سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ پریشانیاں' غربت اور بے روزگاری عام تھی۔ میری اس گفتگو سے سب نے اتفاق کیا۔ پھر میں سب سفیروں کو لے کر گیا تاکہ ان کے ذریعے بھی طالبان کیلئے مدد حاصل کی جائے ہم افغانستان میں تعمیری کام کرنا چاہتے تھے۔ سڑکیں بنانا اور ریل لانا چاہتے تھے اور گیس کے وسیع منصوبے پر کام کرنا چاہتے تھے۔ بے نظیر حکومت چاہتی تھی کہ افغانستان سے تجارت کو فروغ دیا جائے۔ ہمارا خیال تھا کہ جب تیل اور گیس کی پائپ لائن ملتان تک پہنچ جائے گی تو بھارت بھی تیل اور گیس لینا چاہے گا۔ پھر ہم بھارت سے کہہ سکیں گے کہ پہلے کشمیر کا مسئلہ حل کرو' اس طرح وسط ایشیا کا بھارت تک راستہ مل جاتا۔ ہم بھارت سے بنگلہ دیش'

میں طالبان کا حامی ہوں: نصیراللہ بابر

طالبان کے بارے میں جنرل بابر کہتے ہیں کہ میں طالبان کا حامی ہوں اور یہی میرا دعویٰ رہا ہے کہ طالبان کی تشکیل اور استحکام میں میرا ہی کردار تھا۔ یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ افغان جہاد کا آغاز فوج میں رہتے ہوئے' میری سرحد کی گورنری اور ذوالفقار علی بھٹو کی وزارت عظمیٰ کے درمیان ہی ہوگیا تھا۔ گلبدین حکمت یار اور دوسرے مجاہدین کو امریکہ اور ایران سے متعارف کرانے کا اعزاز بھی مجھے حاصل ہے اور پھر بے نظیر کے پہلے دور میں مجاہدین سے رابطے' دوسرے دور میں طالبان کی مدد اور ہر طرح کے تعاون میں بڑا اہم کردار رہا ہے۔

جنرل بابر کہتے ہیں کہ بے نظیر کے دوسرے دور میں جب میں وزیر داخلہ بنا' اس وقت طالبان کی حکومت قائم ہوچکی تھی۔ میں چند ساتھیوں کے ہمراہ افغانستان گیا۔ وہاں میں نے حکومت اور عوام سے ملاقاتیں کیں اور کہا کہ اب یہاں بحالی کا کام ہونا چاہیے۔ ملک میں خوشحالی آنی چاہیے۔ لوگ جنگ سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ پریشانیاں' غربت اور بے روزگاری عام تھی۔ میری اس گفتگو سے سب نے اتفاق کیا۔ پھر میں سب سفیروں کو لے کر گیا تاکہ ان کے ذریعے بھی طالبان کیلئے مدد حاصل کی جائے ہم افغانستان میں تعمیری کام کرنا چاہتے تھے۔ سڑکیں بنانا اور ریل لانا چاہتے تھے اور گیس کے وسیع منصوبے پر کام کرنا چاہتے تھے۔ بے نظیر حکومت چاہتی تھی کہ افغانستان سے تجارت کو فروغ دیا جائے۔ ہمارا خیال تھا کہ جب تیل اور گیس کی پائپ لائن ملتان تک پہنچ جائے گی تو بھارت بھی تیل اور گیس لینا چاہے گا۔ پھر ہم بھارت سے کہہ سکیں گے کہ پہلے کشمیر کا مسئلہ حل کرو' اس طرح وسط ایشیا کا بھارت تک راستہ مل جاتا۔ ہم بھارت سے بنگلہ دیش'

طالبان کے اسامہ بن لادن سے روابط

بے نظیر دور کے وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی کہتے ہیں کہ یہ 1996ء کی بات ہے جب طالبان نے کابل فتح کرلیا تو پاکستان حکومت نے طالبان کو مشورہ دیا کہ وہ مجاہدین کے مختلف گروپوں سے تصادم کی صورت پیدا نہ کریں۔ کیونکہ طالبان حکومت کے پاکستان کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے اور مکمل طور پر تعاون کرتے تھے اس وقت ہمیں نظر آ رہا تھا کہ امریکہ ان گروپوں سے پیچھے ہٹ رہا ہے اور طالبان سے بھی ہاتھ کھینچ رہا تھا۔ ادھر طالبان کا یہ خیال بھی یقین میں تبدیل ہو چکا تھا کہ امریکہ ہماری جان کے درپے ہے۔ اور دنیا میں جہاں ظلم، بے انصافی اور انسانی حقوق کی پامالی کا دور دورہ ہے اس کی پشت پر امریکہ اور اس کے اتحادی کارفرما ہوتے ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنے کیلئے جہاد کے جذبے سے سرشار اور زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم نوجوانوں کو فوجی تربیت دینا شروع کر دی گئی جوان مراکز پر حملہ آور ہونے کی زبردست خواہش رکھتے۔ جہاں ان کے خیال میں اسلامی غیرت، عظمت اور انسانی رفعت کا صدیوں سے خون کیا جا رہا ہے۔

1996ء میں طالبان اسامہ بن لادن کے بہت قریب آ چکے تھے۔ امریکہ سمجھتا رہا کہ اسامہ بن لادن کے پاس چار ساڑھے چار ہزار کے قریب لشکر ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ساڑھے تیرہ ہزار جو کہ عرب ممالک سے افغانستان میں آئے۔ ان عربوں کا سرپرست اور سربراہ اسامہ بن لادن اور اس کا ادارہ القاعدہ تھا۔ اسامہ بن لادن ایک بہت بڑا سرمایہ دار ہے، وہ اس سارے آپریشن کیلئے سرمایہ فراہم کرتا تھا اور پھر ہوتے ہوتے

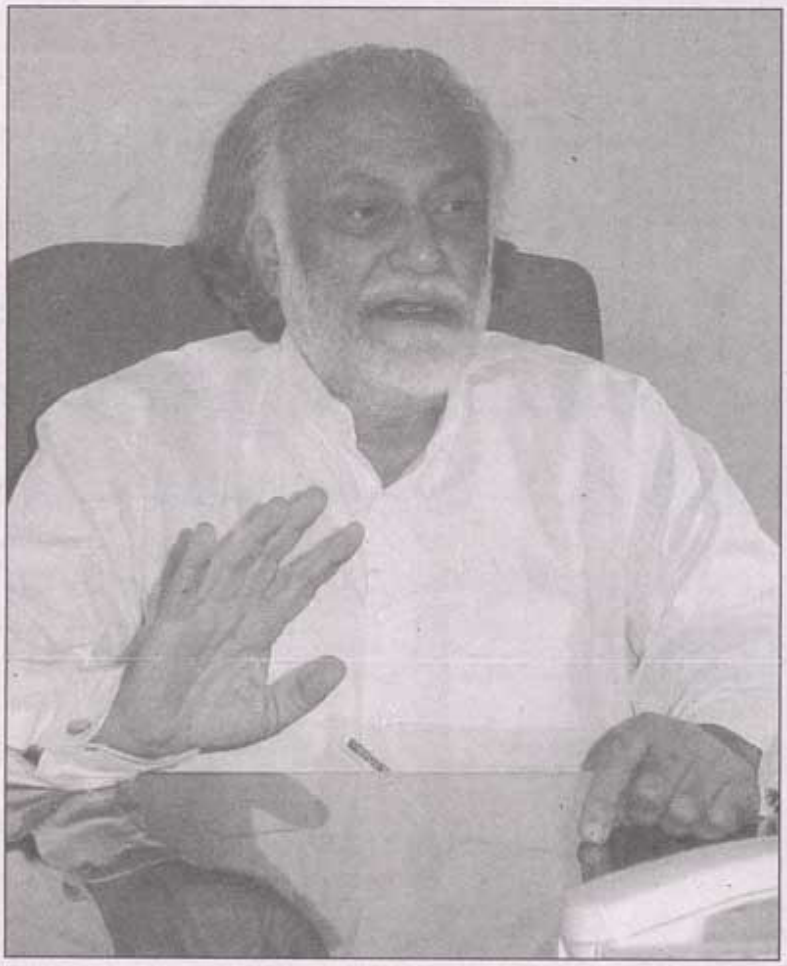

سردار آصف احمد علی

1996ء تک افغانستان میں اسامہ بن دلادن کا مکمل کنٹرول ہو چکا تھا۔ چونکہ پختون علاقے میں طالبان کا مکمل کنٹرول تھا۔ ملا عمر جیسے طالبان اسامہ کی پیداوار ہیں جو ایک غریب شخص سے امیر ترین اور طالبان کا سربراہ بنا۔

افغانستان میں جب طالبان کی اسلامی تحریک شروع ہو چکی تھی۔ اس وقت اسامہ مشرقی جلال آباد میں مولوی یونس خالص کے زیر کنٹرول علاقہ میں تھے' کچھ عرصہ کے بعد طالبان نے کابل سمیت اہم شہروں پر قبضہ کرلیا' پاکستان میں اس وقت بے نظیر حکومت تھی۔ 26 ستمبر 1996ء کو پاکستان نے بھی طالبان حکومت کو تسلیم کر کے پہلا سفارت خانہ کھلوانے کا اعزاز حاصل کیا۔ ملا عمر خود اسامہ سے ملنے آئے اور انہیں طالبان کا مہمان قرار دیا۔ یونس خالص بعدازاں خود بھی طالبان میں شامل ہو گئے۔ اس وقت سے اسامہ طالبان کے ساتھ ہیں۔ اسامہ بن لادن نے افغانستان کی تعمیر و ترقی پر کثیر رقم خرچ کی ہے۔ اسامہ نے ملا عمر کو ایک بم پروف مکان بھی بنوا کر تحفے میں دیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ملا عمر نے اپنی بیٹی کا رشتہ اسامہ سے کیا ہوا ہے۔ اب اسامہ کا ملا عمر اور طالبان شوریٰ پر مکمل کنٹرول ہو چکا ہے۔

طالبان کے نزدیک اسامہ کی بڑی خاص حیثیت ہے۔ ملا عمر بذات خود ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔ اسامہ نے ایک بار افغانستان کے بارے میں کہا کہ افغانستان میں مسلمانوں کی جو حالت ہے اس کے پیش نظر اس ملک میں عام مسجد میں ایک دن کی عبادت ہزار دن کی عبادت کے مترادف ہے۔

اسامہ نے کہا تھا کہ کہ طالبان کا اپنے دشمن کے خلاف کمربستہ ہو جانا اور اسلام کے نفاذ کیلئے کوششیں قابل قدر ہیں۔ جو لوگ اس جہاد میں شامل ہیں' وہ اللہ کے محبوب بندے ہیں وہ اسلام کی عزت کیلئے سربکف ہیں اور انہیں اس کا اجر دنیا والوں سے نہیں' اللہ سے ملے گا۔

مولانا سمیع الحق

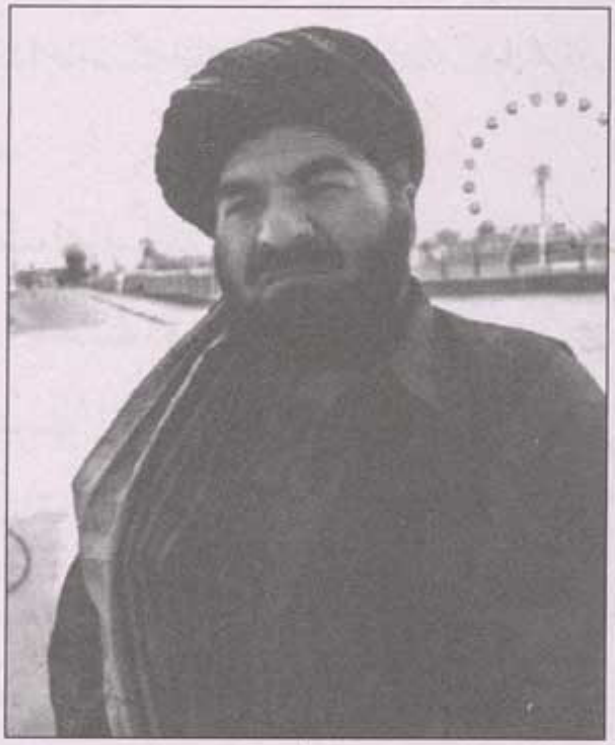

ملّا راکٹی

طالبان تحریک کے پس پردہ شخصیات

پاکستان کے ممتاز صحافی سلطان سکندر بھی طالبان دور میں علماء کے ایک وفد کے ہمراہ افغانستان گئے تھے۔ وہ اپنے تاثرات قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم یہ جاننا چاہتے تھے کہ طالبان کی کامیابی کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے، امریکہ یا پاکستان بلکہ اس سلسلہ میں وزیر داخلہ میجر جنرل (ر) نصیراللہ بابر کا بھی نام لیا جاتا رہا تھا۔ چنانچہ طالبان کے زیر کنٹرول علاقوں میں جانے اور طالبان کی قیادت سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ جمعیت العلمائے اسلام (س) کے وفد نے قائد جمعیت سینیٹر مولانا سمیع الحق کی قیادت میں طالبان کے زیر کنٹرول دو اہم صوبوں قندھار اور ہرات کا چار روزہ دورہ کیا۔ اس وفد کے ہمراہ طالبان کے زیر کنٹرول علاقے تحریک' قیادت اور حالات وواقعات کو دیکھنے کا موقع ملا۔ وفد میں جے یو آئی (س) صوبہ سندھ کے امیر مولانا اسعد تھانوی' بلوچستان کے امیر مولانا اللہ داد کاکڑ' مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل میاں محمد عارف' سواد اعظم اہلسنت کے مولانا اسفند یار خان' مولانا یوسف شاہ' مفتی منظور احمد' مولانا محمد صادق' مولانا شفیق دولت زئی' عبدالقیوم میرزئی' ڈاکٹر عبدالباسط' عبدالعزیز خلجی ایڈووکیٹ' مولانا عبدالقیوم حقانی' حامد الحق حقانی' راشد الحق' شاہ عبدالعزیز سمیت 65/60 افراد شامل تھے۔ اس طرح یہ وفد ایک قافلے کی صورت اختیار کر گیا۔

مولانا سمیع الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم ہیں۔ ان کے والد مرحوم مولانا

عبدالحق کے شاگردوں اور دارالسلام حقانیہ سے اکتساب فیض کرنے والوں کا سلسلہ افغانستان کے مختلف علاقوں میں پھیلا ہوا ہے۔ دینی مدارس کے طلباء اور علماء نے جہاد افغانستان میں سرگرم کردار ادا کیا۔ مولانا سمیع الحق کا کہنا ہے کہ دارالعلوم حقانیہ کے طلباء سولہ سالہ جہاد کے دوران چھ ماہ تعلیم حاصل کرتے اور چھ ماہ روسی افواج سے نبرد آزما رہتے۔ اس حوالے سے وہ دارالسلام حقانیہ کو جہاد افغانستان کی ایک اہم چھاؤنی قرار دیتے ہیں۔ مولانا یونس خالص، مولوی جلال الدین حقانی اور مولوی محمد نبی محمدی کا تعلق دارالسلام حقانیہ سے رہا ہے۔ اس دارالسلام کے دو سابق طلباء سے قندھار میں ملنے کا اتفاق ہوا۔ گورنر قندہار مولانا محمد حسن رحمانی دارالسلام حقانیہ کے فارغ التحصیل ہیں۔ 1977ء میں نصراللہ خٹک کے مقابلے میں مولانا عبدالحق کی انتخابی مہم میں بھرپور حصہ لے چکے ہیں۔ ہم نے انہیں پیدل تنہا سڑک کراس کرتے دیکھا، کوئی پہریدار نہیں، یہ طالبان کا منفرد طرز سیاست اور طرز حکمرانی ہے جو گورنر ہی نہیں طالبان اسلامی تحریک کے امیر ملا محمد عمر تک میں موجود ہے۔ چھ فٹ قد، دبلا پتلا بدن، چہرے پر سیاہ ڈاڑھی، کم گو، کم آمیز شخصیت جن سے بات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

مولانا سمیع الحق کے ایک اور شاگرد مولانا محمود جسے حامد الحق حقانی (مولانا سمیع الحق کے صاحبزادے) حسب سابق پشتو لب و لہجے میں ''محمودا'' کہہ کر پکارتے تھے، قندہار کے وزیر برقیات ہیں۔ سرکاری مہمان خانے میں اپنے استاد کے پاؤں دباتے دیکھے گئے وہ ہرات میں بھی مولانا کے ہم رکاب رہے جبکہ گورنر ہرات ملا یار محمد خان تو دوروزہ دورے کے دوران ہمہ وقت جے یو آئی کے وفد کے ساتھ ساتھ رہے۔ طالبان کی تحریک نے گزشتہ 28 ماہ کے دوران اپنے زیر کنٹرول علاقوں کو امن و آشتی کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ جرائم کا نام و نشان نہیں ہے۔ لوگ راتوں کو ویران سڑکوں پر بے خوف و خطر سفر کرتے ہیں۔ طالبان نے اپنے عوام کو امن دے کر ان کے دلوں میں گھر

کرلیا ہے۔ طالبان نے عوام سے کہا اسلحہ جمع کرادیں ہم آپ کو امن دیں گے اور پھر طالبان نے یہ مشکل کام کر کے دکھایا۔ سرکاری ڈیوٹی پر تعینات طالبان کے سوا کسی کو اسلحہ کی نمائش اور استعمال تو کجا' اپنے پاس رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ طالبان حکومت کے اہلکار موٹر سائیکل پر خاموشی کے ساتھ کسی محلے' دیہات' قصبے میں جاتے ہیں اور اسلحہ رکھنے کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں اور پھر اسلحہ رکھنے والے کو اسلحہ جمع کرانے کی ہدایت کی جاتی ہے اور تمام حجت کر لینے کے بعد چھاپہ مار کر اسلحہ برآمد کرلیا جاتا ہے۔ اکثر و بیشتر چھاپہ مارنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ جب علاقے میں امن ہو' عوام میں احساس تحفظ ہو' حکومت عوام کو جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت دے تو پھر اسلحہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ طالبان نے یہ احساس اجاگر کر کے عوام سے اسلحہ جمع کرلیا اور اسے ایک بہت بڑے ڈپو میں محفوظ کیا جارہا ہے۔ جہاں ایک اطلاع کے مطابق اب مزید اسلحہ رکھنے کی جگہ نہیں رہی۔

طالبان حکومت نے اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں نفاذ شریعت کا عمل شروع کر دیا ہے۔ شرعی عدالتوں کا نظام ملکی سطح پر قائم کیا گیا ہے۔ ہائیکورٹ میں اپیل کی جاسکتی ہے۔ سپریم کورٹ کیس پر غور کر کے نظر ثانی کی ضرورت محسوس کرے تو ہائیکورٹ کو واپس بھیج سکتی ہے تاہم حتمی فیصلہ ہائیکورٹ کرتی ہے۔ طالبان کے علاقوں میں قیام امن کا راز عوام کو غیر مسلح کرنا اور شرعی قوانین کے نفاذ کے علاوہ طالبان قیادت کا مختلف علاقوں میں مسلسل گشت کرنے میں مضمر ہے۔ جے یو آئی کا قافلہ قندہار کے نواح میں بابا ولی قندہاری سید حسنی ابدالی کے مزار پر حاضری دینے کے بعد قریبی نہر کے کنارے نماز مغرب ادا کر چکا تو اچانک طالبان کے امیر ملا محمد عمر کی سواری ان کے قریب آن رکی۔ ملا عمر علاقے کے دورے کے دوران خود لینڈ کروزر ڈرائیو کر رہے تھے۔ اس قسم کی دو اور گاڑیوں میں مسلح طالبان پہریدار ان کے ہمراہ تھے' ملا عمر نے مولانا سمیع الحق

اور ان کے ساتھی علماء سے ملاقات کی' وہیں گھاس پر چادر بچھائی گئی اور پورے افغانستان میں قیام امن اور مستحکم اسلامی حکومت کے قیام کیلئے اجتماعی دعا کے بعد امیر رخصت ہو گئے۔ سید حسنی ابدالی کے مزار کے قریب نہر اور باغات نے حسن ابدال کی یاد تازہ کر دی جہاں بلند بالا پہاڑی پر بابا ولی قندہاری کی نشست گاہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔

طالبان کی قیادت کا سادہ طرز زندگی اور سادہ طرز حکمرانی بڑا متاثر کن ہے۔ گو حکومت چلانے کیلئے ابھی ان کے پاس انفراسٹرکچر کی کمی ہے' ڈاکٹر' انجینئر' ماہرین طالبان کے قبضے سے پہلے یا پھر روسی جارحیت کے دوران بیرون ملک چلے گئے یا ربانی کے علاقے میں منتقل ہو گئے ہیں' لیکن متوکل طالبان اس بات کا احساس نہیں ہونے دیتے۔ وہ تباہ حال معیشت کا اس انداز میں ذکر نہیں کرتے کہ ان کی کمزوری کا پہلو سامنے آئے بلکہ ہرات صوبہ سے ملحقہ ایران اور ترکمانستان کی سرحدوں سے ملنے والی ڈیوٹی اور ٹیکسوں کو اپنی آمدن کا بڑا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ اسی سرحدی تجارت کی وجہ سے ہرات میں جو خوشحالی نظر آتی ہے قندہار میں اس کا فقدان نظر آتا ہے۔ طالبان کا ایک بڑا کارنامہ مختلف بڑی بڑی شاہراہوں پر چوکیوں کا خاتمہ ہے۔ روسی افواج کی واپسی کے بعد مختلف کمانڈروں نے سڑکوں پر یہ چوکیاں قائم کر دی تھیں جہاں مسلح افراد لوگوں کو ٹیکسوں کے نام سے لوٹتے تھے۔ ان ٹیکسوں کو جگا ٹیکس کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ کوئٹہ چمن کے قریب افغانستان کے سرحدی مقام اسپین بولدک سے قندہار تک ساڑھے چار گھنٹے کی مسافت کے دوران سڑک کے دونوں کناروں پر ان پچاس ساٹھ چوکیوں کے نشانات اب بھی موجود ہیں جنہیں طالبان نے مسمار کر دیا تھا۔ یہی صورتحال قندہار سے ہرات اور کابل جانے والی شاہراہوں اور دوسری سڑکوں پر تھی۔ افغان قندہار' ہرات جانے سے قبل اپنا مال متاع کوئٹہ یا چمن چھوڑ جاتے تھے کہ انہیں

ان چوکیوں پر لوٹنے کا ڈر رہتا تھا جہاں لوگوں سے گھڑیاں تک چھین لی جاتی تھیں۔ انہیں ذلیل وخوار کیا جاتا تھا۔ جب طالبان نے چوکیوں کے خاتمے کا اعلان کیا تو عوام میں اس کا بڑا مثبت اثر ہوا۔ طالبان نے آخر کار سرحدی مقام اسپین بولدک میں قائم چوکی کے خاتمے کیلئے حکمت یار کی حزب اسلامی کے کمانڈر کو پیغام بھیجا جنہوں نے جواب دیا کہ یہ مقامی چوکی نہیں بین الاقوامی سرحد پر قائم چیک پوسٹ ہے۔ طالبان نے حزب اسلامی کے کمانڈر کو پہلے روز اور پھر سات روز کا نوٹس دیا اور بالآخر طالبان ٹرکوں میں سوار ہو کر قندہار سے اسپین بولاک پہنچ گئے۔ حزب اسلام (حکمت یار کے کارکنوں نے) کے جوانوں نے حسب معمول ان ٹرکوں کو ٹیکس کی ادائیگی کیلئے روکا اور طالبان نے ٹرکوں سے اتر کر سات جوانوں کو جاں بحق اور کئی ایک کو زخمی کر کے چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیا۔ طالبان کی قیادت کا کہنا ہے کہ ہم کوئی کارروائی کرنے سے پہلے ''21 بار'' نوٹس دیتے ہیں۔ ''21 بار'' سے ان کی مراد اتمام حجت ہے۔ طالبان کی قیادت کو جہاد افغانستان میں دی جانیوالی قربانیوں کا احساس ہے اور وہ حکومتی عہدے دیتے وقت ان کمانڈروں اور افراد کو ترجیح دیتے ہیں جو جہاد کے دوران زخمی ہوئے یا جن کے جسم کا کوئی حصہ ضائع یا معذور ہوا۔ مولانا سمیع الحق نے کہا ہے کہ یہ طالبان آسمان سے نہیں اترے۔ یہ انہی جہادی تنظیموں میں پیش پیش رہے ہیں جنہوں نے روس کو افغانستان سے مار بھگایا۔ طالبان کی قیادت اپنے زیر کنٹرول علاقوں کا ربانی' حکمت یار کے زیر کنٹرول علاقوں سے موزانہ کرتی ہے اور یہ استدلال پیش کرتی ہے کہ ہمارے علاقوں میں امن ہے۔ ربانی کے علاقوں میں بدامنی ہے۔ طالبان کے ایک سرکردہ لیڈر نے کہا کہ اگر ربانی' حکمت یار' مسعود اور سیاف اپنے زیر کنٹرول علاقے میں شریعت نافذ کر دیں' ظالموں کو نکال باہر کریں اور بی بی سی سے روس مردہ باد کا نعرہ لگائیں تو ہم انہیں تسلیم کر لیں گے۔ جے یو آئی کے وفد نے قندہار میں ممتاز مسلم حکمران

افغانستان کے آخری بادشاہ ظاہر شاہ

سردار داؤد

احمد شاہ ابدالی کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ ابدالی نے شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز کی خواہش پر پانی پت کے میدان میں مرہٹوں سے ٹکر لی تھی۔ احمد شاہ ابدالی کا مزار خرقہ شریف کے احاطے میں واقع ہے جہاں مزار کے قریب ایک خوبصورت بلڈنگ میں حضور نبی کریمؐ کا خرقہ مبارک تین صندوقوں کے اندر بند ہے۔ خرقہ مبارک احمد شاہ ابدالی بخارا سے لائے تھے جہاں امیر بخارا نے یہ شرط عائد کی تھی کہ وہ ستون نما سیاہ پتھر سے آگے خرقہ مبارک کو لے کر نہ جائیں۔ احمد شاہ ابدالی نے کمال عشق و محبت کے ساتھ اس بڑے پتھر کو آگے رکھا اور اس کے پیچھے پیچھے خرقہ مبارک کو قندہار لے کر آئے۔ ظاہر شاہ کے دور میں والی قندہار نے خرقہ شریف کی عمارت کو خوبصورت سنگ مرمر کے ساتھ تعمیر کیا۔ روسی افواج کے حملوں سے احمد شاہ ابدالی کے مزار پر جگہ جگہ گولیوں کے نشان نظر آتے ہیں لیکن خرقہ شریف کی عمارت پر ایک خراش تک نظر نہیں آئی۔ (اللہ اکبر) حضورؐ کے اس معجزے کو دیکھ کر پاکستانی علماء دنگ رہ گئے۔ پاکستانی وفد نے قندہار اور ہرات میں طالبان کی قیادت سے ملاقاتیں کیں جبکہ ہرات میں حضرت ایوبؓ انصاری کی اولاد سے ایک بزرگ حضرت خواجہ عبداللہ انصاریؒ حضرت امام فخر الدین رازیؒ اور حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی (عاشقان رسولؐ شاعر) کے مزارات پر حاضری دی اور ہرات کے علماء کے اجتماع سے خطاب کیا۔ وفد کے ہمراہ جانیوالے پاکستانی صحافیوں کی چار رکنی ٹیم نے ہرات میں بابا پیر غلطانیؒ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ جہاں ایک دلچسپ صورتحال سامنے آئی۔ مزار کے قریب ایک چار دیواری کے اندر ایک پتھر پڑا ہوا ہے جس پر زائرین سر رکھ کر منہ اور آنکھ کو دونوں ہاتھوں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ کلمہ طیبہ اور سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد لیٹے لیٹے ایک انگڑائی لیتے ہیں اس کے بعد جس کی دعا قبولیت پاتی ہے وہ خود بخود انگڑائیاں لیتا ہے حتیٰ کہ اس کے ساتھی اسے پکڑ لیتے ہیں۔ ہمارے ایک ساتھی نے یہی تجربہ کیا مگر اس

نے محض ایک انگڑائی لی۔ افغانستان کے دارالحکومت کابل میں پاکستانی سفارت خانے پر جو بیتی وہ سب کو معلوم ہے لیکن قندہار، ہرات، مزار شریف اور جلال آباد میں پاکستانی اور ہرات اور جلال آباد میں ایرانی قونصلیٹ کام کر رہے ہیں۔ پاکستانی صحافیوں نے قندہار اور ہرات میں پاکستانی قونصل خانوں میں تین رات قیام کیا۔ قندہار میں پاکستانی قونصل جنرل عبدالعزیز گل کا تعلق پشاور سے ہے، سمجھدار اور محتاط سفارت کار ہیں جبکہ ہرات میں پاکستانی قونصل جنرل کرنل (ر) امام جہاد افغانستان کا کمپیوٹر ہیں۔ ایک مخلص اور باکردار مسلمان اور دردمند پاکستانی ہیں۔ شرح صدر سے بے تکان گفتگو کرتے ہیں۔ قونصل خانے کو پاکستان کا ٹکڑا سمجھتے ہیں۔ خدا کرے کہ پورے افغانستان میں مکمل امن اور مستحکم اسلامی حکومت قائم ہو۔ طالبان نے نفاذ شریعت کا جو تجربہ کیا ہے، خدا کرے کہ وہ کامیابی سے ہمکنار ہو۔ اگر خدانخواستہ، خدانخواستہ نفاذ اسلام کا یہ عمل کامیاب نہ ہوا تو ''طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں'' دوسری اہم بات جو براتاثر ہے طالبان دینی مدارس کے طلباء اور علماء کے نظام حکومت سنبھالیا ہے اب ان کے مدارس کا کیا بنے گا؟ پہلے ہی افغانستان میں دینی مدارس کی تعداد زیادہ نہیں تھی یہی وجہ ہے کہ افغان طلباء پاکستانی مدارس میں تعلیم حاصل کرتے تھے۔ جن طالبان نے اپنی دینی تعلیم نامکمل چھوڑ دی ان کی تعلیم کیسے اور کب مکمل ہوگی، ایک تجویز اس سلسلے میں دورہ ہرات کے دوران سامنے آئی کہ طالبان بڑی شاہراہوں پر بھی بڑے بڑے مدارس قائم کریں جہاں جدید اور دینی تعلیم اور فوجی تربیت کا اہتمام ہو اس طرح طالبان کو ریگولر آرمی کی ضرورت نہیں رہے گی اور طالبان کی دینی تعلیم کا تسلسل بھی متاثر نہیں ہوگا۔ مولانا سمیع الحق نے طالبان کے امیر ملا محمد عمر سے افغانستان میں مستقل قیام امن اور مستحکم اسلامی حکومت کے قیام کے بارے میں علیحدگی میں تبادلہ خیال کیا وہ اس مشن پر کابل جانے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ ان مقاصد کا حصول ہو یا تباہ

و برباد افغانستان کی تعمیر نو کا مسئلہ۔ یہ پوری امت مسلمہ کی اور او آئی سی کی ذمہ داری ہے۔ طالبان کی قیادت امریکہ کی حمایت حاصل ہونے کی پرزور تردید کرتی ہے اور یہ استدلال پیش کرتی ہے کہ ہم نے شریعت نافذ کی ہے۔ امریکہ ہماری کیسے حمایت کرے گا۔ طالبان نے ایران اور ترکمانستان کی سرحدوں پر اپنی فوجوں کو الرٹ کر دیا' ان بیرونی خطرات پر بھی امت مسلمہ کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ اسپین بولدک کا سرحدی مقام گاڑیوں اور دوسرے سامان کی بین الاقومی منڈی ہے جہاں سے گاڑیاں اور سامان پاکستان لایا جاتا ہے اسی طرح پرمٹوں کے ذریعے پاکستان سے آٹا' چاول' چینی' کھاد افغانستان جاتی ہے۔

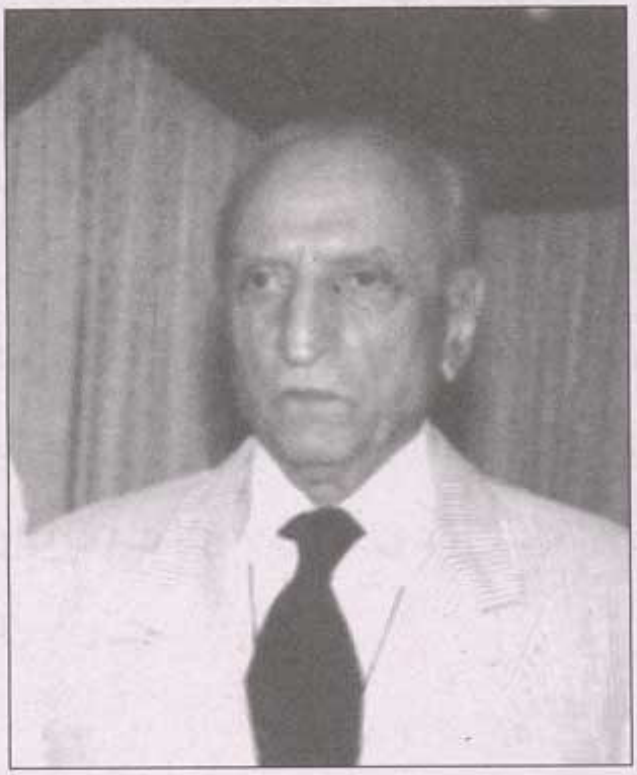

صاحبزادہ یعقوب علی خان

عبدالوحید کاکڑ (سابق آرمی چیف)

بینظیر حکومت : اہم شخصیات کی طالبان سے ملاقاتیں

محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی وزارت عظمٰی کا دوسرا دور تھا۔ وزیر داخلہ میجر جنرل (ر) نصیراللہ بابر افغانستان کے بارے میں گہری دلچسپی لے رہے تھے۔ نصیراللہ بابر نے ماضی میں سردار داؤد خان کو پاکستان کے قریب لانے میں قابل قدر حصہ لیا تھا۔ جب ربانی کے دور حکومت میں پاکستان کے سفارت خانے پر حملہ ہوا تو پورے ملک میں تشویش کی لہر دوڑ گئی' ادھر افغانستان عوام بھی روز روز کی خونریزی سے بڑے تنگ تھے اور پھر 1996ء میں ان طالبان کا ایک چھوٹا سا گروہ نمودار ہوا جس کے قائد قندھار کے مدرسہ کے ایک استاد ملا عمر امیر چنے گئے' جن کی سادگی' پرہیزگاری اور اسلامی جذبے سے سرشاری کی وجہ سے ان کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی' ملا عمر نے سفید جھنڈے کے ساتھ قصبوں اور شہروں میں جانا شروع کیا کیونکہ پورے افغانستان میں مجاہدین کے مختلف کمانڈرز نے افغانی عوام کو پریشان کر رکھا تھا۔ بالخصوص احمد شاہ مسعود نے کچھ زیادہ ہی ظلم وستم شروع کر دیئے تھے۔ طالبان جس شہر میں امن کا پیغام لے کر گئے' عوام نے ان کا پرجوش استقبال کیا اور طالبان سے درخواست کرتے کہ وہ انہیں امن وسکون دینے کی خاطر آ گئے آئیں اور طالبان جن کو امریکہ' برطانیہ اور سعودی عرب نے ساتھ دیا' دو دو سال کی قلیل مدت میں احمد شاہ مسعود' برہان الدین ربانی اور حکمت یار کو نکالنے اور کابل پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

تاریخ میں افغانستان کے حوالے سے یہ اصول کارفرما رہا ہے کہ جس طاقت نے کابل پر قبضہ کر لیا' اس کو پورے ملک پر حکومت کرنے کا قانونی جواز حاصل ہو گیا۔ اس احوال کے

تحت پاکستان نے طالبان کو تسلیم کیا۔ پاکستان چاہتا تھا کہ افغانستان میں امن قائم ہوا اور طالبان نے افغانستان میں امن قائم کیا تھا۔ سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے بھی دست تعاون دراز کیا۔

مغرب کے دانشور سیاستدان اور انتظامی امور کے ذمہ دار اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے تھے کہ افغانستان کی حکومت' ان دینی طلبہ کے ہاتھ میں ہے جنہیں طالبان کہتے ہیں' جو سیاسی' سفارتی اور معاشی معاملات چلانے کا تجربہ نہیں رکھتے تھے۔ حکومت میں آنے کے بعد ان کی عملی تعبیر کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ ہر طرف پھیلی ہوئی تباہی' بربادی اور فاقہ کشی نے ان کے روّیوں میں سختی اور کرختگی کو سرایت کرنے کا موقع فراہم کیا۔ طالبان کا یہ خیال بھی یقین میں تبدیل ہو چکا تھا کہ امریکہ ہماری جان کے درپے ہے۔ دنیا میں جہاں ظلم' بے انصافی اور انسانی حقوق کی پامالی کا دور دورہ ہے اس کی پشت پر امریکہ اور اس کے اتحادی کارفرما ہیں ان کا مقابلہ کرنے کیلئے جہاد کے جذبے سے سرشار اور زندگی کی بنیادی سہولتوں سے محروم نوجوانوں کو فوجی تربیت دینا شروع کر دی گئی جو ان مراکز پر حملہ آور ہونے کی زبردست خواہش رکھتے جہاں ان کے خیال میں اسلامی غیرت' عظمت اور انسانی رفعت کا صدیوں سے خون کیا جا رہا ہے۔

جرأت' بہادری' دلیری اور بے خوفی افغان کردار کا محوّر ہے۔ بزدلی افغان معاشرہ میں قابل نفرت وحقارت سمجھی جاتی ہے۔ دلیری اور قوت ایمانی نے ان نوجوانوں کو ایک ایسی ہستی بنا دیا جس سے موت بھی ڈرتی ہے۔ اپنے رہنما اور امیر ملا عمر کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کیا۔ طالبعلم اور اساتذہ اپنے امیر کے حکم کے منتظر رہتے۔ ان کی آواز پر 14,13 سال کے طالب علم بھی جہاد میں شامل ہوئے اور 70 سالہ اساتذہ اور شہری بھی شامل ہوئے۔ وہ سب ایک دوسرے کے شانہ بشانہ اللہ کی راہ میں لڑ رہے تھے۔ اور اسلام ہی وہ طاقت ہے جس نے انہیں متحد رکھا ہوا تھا۔ ورنہ وہ بے تیغ طالب علم ہتھیاروں کی اتنی بڑی موجودگی میں

وہ کب کے ختم ہو چکے ہوتے۔

صدیوں پرانا ''پختون والی'' اب بھی افغان کا ضابطہ وقار ہے۔ جس کے تحت وہ اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ بہادری کے علاوہ اس ضابطہ کے دو بنیادی رکن ہیں' انتقام اور مہمان نوازی۔ بدل' یعنی بدلہ' پشتو کا لفظ ہے۔ بے غیرتی کا بدلہ لینا' افغان زندگی کا ایک قابل فخر پہلو بن چکا ہے' ذاتی خاندانی اور قبائلی جھگڑے اور انتقام افغان تاریخ کا حصہ ہیں۔ افغان اس کا ہرگز قائل نہیں کہ ایک گال پر تھپڑ مارنے والے کو دوسرا گال بھی پیش کیا جائے۔ قتل کا بدلہ قتل ہے۔ صدیوں سے یہی دستور چلا آ رہا ہے۔ اور نسل در نسل منتقل ہوتا چلا آ رہا ہے۔

کوئی گھرانہ یا قبیلہ بے عزتی کے واقعہ کو فراموش نہیں کر سکتا تا آنکہ اس کا بدل نہ لے' انتقام میں کوئی جلدی نہیں ہوتی' بسا اوقات برسوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بیٹے پر باپ کے قتل کا بدلہ ایک ایسا قرض ہے جو اسے ہر حال میں چکانا ہوتا ہے۔ افغان مائیں اپنے بیٹے کو اس وقت تک دودھ نہیں بخشتیں' جب تک وہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ نہ چکا لے۔ اگر قاتل بیٹے کے جوان ہونے سے پہلے مر گیا تو وہ بدل قاتل کے بھائی' بیٹے یا اس کے قریبی عزیز سے لیا جاتا ہے۔ یوں انتقام کا لامتناعی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ اگر کوئی خاندان اپنا بدل نہ لے سکے تو افغان معاشرہ میں وہ باعث حقیر سمجھا جاتا ہے۔

1994ء کے آواخر میں طالبان اچانک نمودار ہوئے' ان کے آنے سے قندھار اور گرد ونواح کے علاقوں میں قدرے امن وسلامتی کی فضا قائم ہوئی' انہوں نے باہم لڑتے جھگڑتے قبائلی گروہوں کو ختم کیا۔ ان کی پیشوائی کرنے والوں کو پھانسی پر لٹکایا۔ طالبان نے لوگوں سے اسلحہ لے لیا۔ سڑکیں جو عرصہ دراز سے بند چلی آ رہی تھیں پھر سے کھول دی گئیں۔ جس کے سبب پاکستان' افغانستان' ایران اور وسطی ایشیا کے درمیان جائز اور ناجائز تجارت ہونے لگی' اس سے جو مالی اسباب میسر آئے' وہ اقتصادی ضرورتیں پورا کرنے کا وسیلہ بنے' طالبان کی اکثریت کا تعلق' نسلی لحاظ سے پٹھان قبیلوں سے ہے جو افغانستان کی

آبادی کا چالیس فی صد ہیں۔ پشتون قوم پرستی کو انہی کے سبب فروغ ملا' طالبان کی فتوحات سے پشتونوں کو امید لگی کہ شاید وہ افغانستان میں پھر سے غلبہ پا سکیں۔

پشتون اپنا سلسلہ نسب حضور اکرمؐ کے ایک صحابی حضرت قیسؓ سے ملاتے ہیں۔ اس اعتبار سے وہ شامی ہیں۔ بعض علم الانسان کے ماہرین انہیں انڈو یورپین سلسلے کی کڑی مانتے ہیں۔ درانی اپنا سلسلہ نسب حضرت قیسؓ کے بڑے بیٹے سربند سے اور غلزئی ان کے چھوٹے بیٹے سے جوڑتے ہیں۔ قندھار کے کاکڑ اور پشاور کے نواح کے صافی اپنے آپ کو حضرت قیسؓ کے تیسرے بیٹے کی اولاد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

1994ء میں طالبان کے منظر پر آنے سے پہلے افغانستان کے حصے بخرے ہونے کی صورت پیدا ہو چکی تھی۔ ایک طرف قبائلی سردار تھے جو اتحاد بنائے' بگاڑتے' وفاداری بدلتے اور باہم لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ کابل کے نواح اور شمال مشرقی علاقے پر صدر برہان الدین ربانی کی حکومت تھی۔ مغرب کے تین صوبوں میں اسماعیل خان کا کنٹرول تھا۔ مشرق میں پاکستان کی سرحد کے پاس کے تین پشتون صوبے مجاہدین کی شوریٰ کے پاس تھے۔ شوریٰ کا مرکز جلال آباد تھا۔ کابل کے شمال اور مشرق کا ایک چھوٹا سا علاقہ گلبدین حکمت یار کے زیر اثر تھا۔ شمال میں جنرل رشید دوستم چھ صوبوں پر حاوی تھا۔ جنوری 1994ء میں جنرل رشید دوستم نے صدر برہان الدین ربانی کی حکومت سے اپنا اتحاد ختم کر لیا اور کابل پر قبضہ کرنے کی غرض سے گلبدین حکمت یار سے اتحاد قائم کر لیا۔

کہا جاتا ہے کہ افغانستان کے دارالحکومت کابل کی حیثیت سائیکل کے پہیے کے 'ہب' کی سی ہے۔ جس کی سڑکیں پہیے کے تاروں کی طرح مختلف سمتوں میں چلی جاتی ہیں۔ شمال میں سلانگ ہائی وے آمو دریا سے جا ملتی ہے' وادی پنج شیر کوہ ہندوکش کو درمیان سے تقسیم کرتی ہے۔ مشرق میں روٹ کابل دریا کے ساتھ ساتھ جلال آباد سے ہوتا ہوا راستہ خیبر پاس سے آ ملتا ہے۔ جنوب مشرق میں بھی کئی چھوٹی اور غیر معروف سڑکیں پاراچنار' گردیز

اور خوست تک چلی جاتی ہیں۔ مغرب میں کئی چھوٹے بڑے راستے مختلف وادیوں سے ہوتے ہوئے ہزارہ جات سے جا ملتے ہیں دارالحکومت کابل میں ریڈیو سٹیشن و دیگر ذرائع مواصلات کے دفاتر بھی ہیں اور یہ فوجی اہمیت کا شہر بھی ہے۔

روسی فوجیں جانے کے بعد مجاہدین کے مختلف گروپوں نے اپنے اپنے علاقوں میں اپنے ہی قوانین وضع کر لئے تھے اور ہر لیڈر کی خواہش تھی کہ وہ کابل پر حکومت کرے اقتدار نے انہیں اندھا کر دیا جس سے مزید خونریزی ہوئی اور ملک اور زیادہ تکالیف کا شکار ہو گیا۔ تاہم لڑائی اس وقت ختم ہوئی جب ملک افغانستان اور پاکستان کی دینی مذہبی درسگاہوں کے اساتذہ اور طلباء نے باہم مل کر طالبان کی شکل میں افغانستان پر قبضہ کر لیا' ان طالبان نے ملک میں نہ صرف امن وامان قائم کیا مگر ساتھ ہی ایک ایسے اسلامی نظام کا نفاذ کر دیا جس کی عالمی یا اسلامی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

افغانستان سے روسی افواج افراتفری کے عالم میں فرار نہیں ہوئی تھیں۔ جیسا کہ امریکہ کو ویت نام میں کرنا پڑا تھا۔ پسپائی ایک باقاعدہ معاہدہ کے تحت کی گئی تھی جو جنیوا میں اقوام متحدہ کی نگرانی میں طے کیا گیا تھا اور سوویت یونین نے انخلاء کی تاریخ بھی خود ہی مقرر کی گئی تھی۔ پھر بھی روس جو دنیا کی سپر پاور شمار ہوتی تھی کی ایک بڑی شکست تھی۔ اس کا اثر تھا کہ سوویت یونین مکمل طور پر خود اعتمادی سے ہاتھ دھو بیٹھا اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس کا نظام شکست و ریخت کا شکار ہو کر پارہ پارہ ہو گیا اور وہ حفیظ اللہ امین کو سبق سکھانے کی بجائے جو یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ شاید حفیظ اللہ امین چین سے پینگیں بڑھا رہا ہے' افغانستان میں دراندازی کی اور اپنی فوجیں افغانستان میں داخل کر دیں۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ سابق مجاہدین جو غیر ملکی حملہ آور سے لڑنے کیلئے متحد ہوئے تھے' اقتدار کیلئے ایک دوسرے سے لڑنے لگے۔ جس سے مزید خونریزی ہوئی' ملک اور زیادہ تکالیت کا شکار ہو گیا۔ ایسے حالات میں ایک ایسی شخصیت کی تلاش تھی جو کل

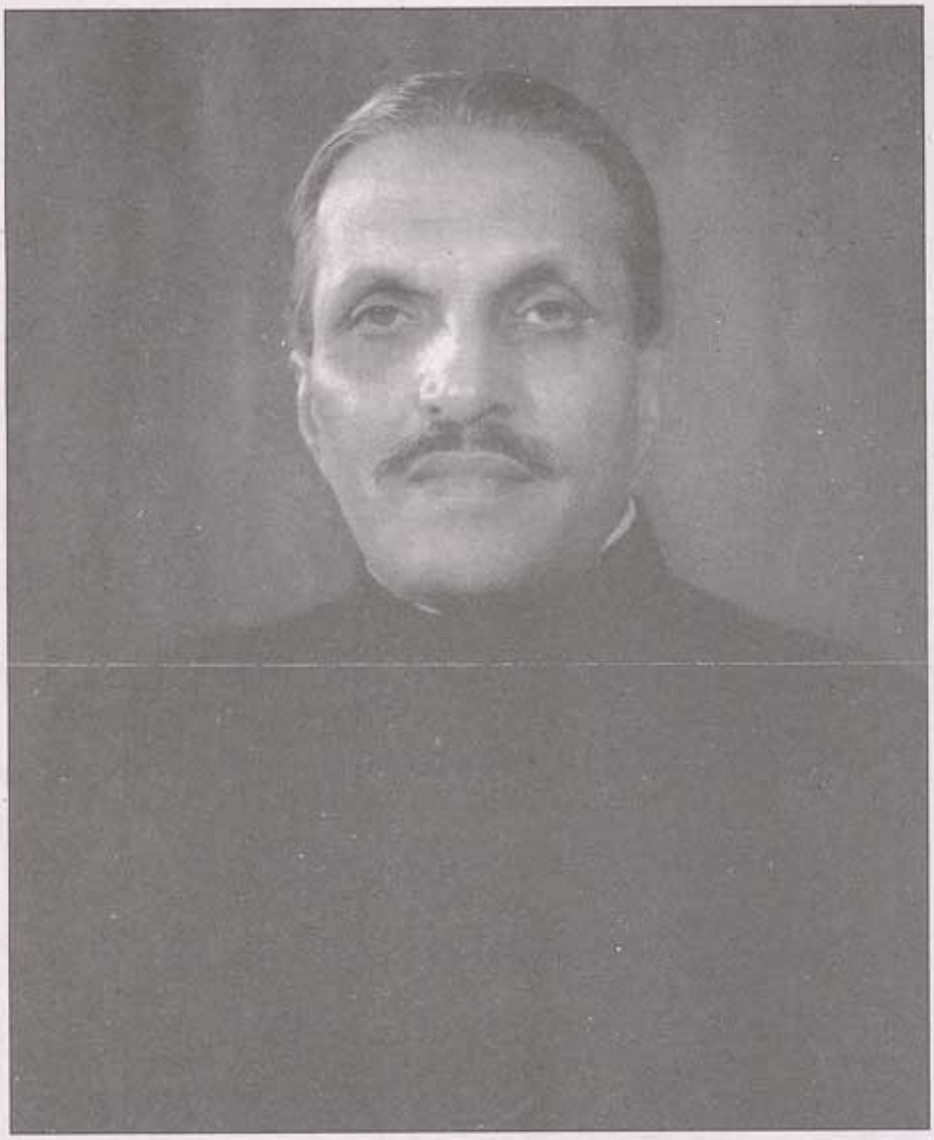

جنرل محمد ضیاالحق

افغانستان کی سالمیت بحال کر سکے اور اس سلسلے میں شاہ ظاہر شاہ کا نام وقتاً فوقتاً لیا جاتا رہا تھا۔ مجاہدین کی صفوں میں حامی اور پاکستان کے ہمدرد موجود تھے' مگر متعدد افغان انہیں ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ جس نظام کی وہ نمائندگی کرتے تھے اس کے شدید مخالف تھے۔ ظاہر شاہ اس وقت سے روم کے مضافات میں اپنی پرسکون حویلی میں زندگی گزارتے رہنے پر بالکل قانع نظر آتے تھے۔ دوسری کوئی مناسب حکومت موجود نہیں تھی لیکن ظاہر شاہ اپنے داماد شاہ عبدالعلی خان کے اکسانے پر اس مسئلہ میں کوئی کردار ادا کرنے پر آمادہ ہو گئے اور پہلے پاکستان کا دورہ کرنے کی اجازت چاہی۔ مگر ظاہر شاہ کی درخواست پر کوئی جواب نہ دیا گیا۔ پھر ظاہر شاہ نے بے نظیر بھٹو (پہلا دور حکومت) کو پیغام بھجوایا کہ وہ امریکہ دورہ پر جانے سے پہلے یورپ میں کہیں ان سے ملاقات کر لیں۔ بے نظیر نے سیاسی لحاظ سے مناسب نہیں سمجھا کہ ظاہر شاہ سے ملاقات کر لیں۔ بے نظیر نے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب علی خان سے کہا کہ وہ کسی موقع پر ان سے ملاقات کر کے شاہ کا عندیہ معلوم کریں کہ افغانستان کے مستقبل کے بارے میں ان کی کیا رائے ہے' لیکن ایسا نہ ہو سکا' اس کے علاوہ بیشتر کی نظر میں شاہ افغانستان کے اسی دور کی یادگار تھے جب افغانستان پاکستانی علاقوں پر اپنا دعویٰ کرتا تھا اور ہندوستان کی پاکستان مخالف پالیسیوں میں شامل تھا' لیکن ان ملاقاتوں سے پہلے ہی بے نظیر کی حکومت ختم ہو گئی۔

بریگیڈیئر (ر) محمد یوسف اپنی کتاب شکست روس میں لکھتے ہیں

جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں روس کیخلاف نبرآزما افغان مجاہدین میں دو گروپ شامل تھے۔ ایک بنیاد پرست اور دوسرے اعتدال پسند' دونوں کے خیالات اور سیاسی عزائم میں واضح فرق تھا۔ اعتدال پسند مغربی رسم و رواج اور لباس کے خلاف شدت کا مظاہرہ نہ کرتے تھے۔ اس کے برعکس بنیاد پرست سخت مخالفت کرتے۔ دونوں میں نمایاں فرق اختلافات کی شدت کا تھا۔ مثلاً اعتدال پسند عورت کے پتلون پہننے کو برا نہ سمجھتے' لیکن ''اسکرٹ' برداشت

نہ کرتے' بنیاد پرست دونوں کے سخت خلاف تھے۔

بنیاد پرست گروپ کے سب سے مشہور لیڈر گل بدین حکمت یار ہے۔ سب سے کم عمر لیڈر ہیں۔ یہ نہ صرف کم عمر ہیں بلکہ ہم عصروں میں سب سے زیادہ سخت جان اور جوشیلے ہیں۔ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے علمبردار سمجھے جاتے ہیں۔ دوسرے بنیاد پرست لیڈر مولوی محمد یونس خالص' پروفیسر برہان الدین ربانی اور استاد عبدالرب رسول سیاف ہیں۔ ربانی تاجک ہیں اور بلند پایہ عالم و فاضل ہیں۔ تقریباً چھ مختلف زبانوں میں بات چیت کر سکتے ہیں۔ استاد عبدالرب رسول سیاف بہت ہی قابل احترام دانشور بھی ہیں۔ ان کی گرانقدر خدمات کے صلہ میں انہیں شاہ فیصل ایوارڈ 1985ء میں دیا گیا۔

امریکہ اور بنیاد پرست لیڈروں کے درمیان سرد مہری کی ایک بڑی وجہ ان کے درمیان رابطہ کا فقدان ہے۔ بنیاد پرست لیڈر بہت کم یا مغربی دنیا کا سفر اختیار کرتے ہیں جبکہ اعتدال پسندی اکثر آتے جاتے رہتے ہیں۔

ولی محمد نبی محمدی' پیر سید احمد گیلانی عرف آفندی اور مولوی صبغت اللہ مجددی اعتدال پسند لیڈروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ مولوی محمد نبی محمدی کی جماعت حقیقتاً بنیاد پرست ہے۔ تاہم مولوی محمد نبی محمدی ہمیشہ اعتدال پسندوں کے ہاتھوں میں کھلونا بنے رہے۔ پیر سید احمد گیلانی نرم مزاج' خوش گفتار اور آرام پسند لیڈر کے طور پر مشہور ہیں۔ مولوی صبغت اللہ مجددی کو سات زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ اسلام کے بہت بڑے فلاسفروں میں شمار ہوتے ہیں۔

اتحاد کے باوجود کمانڈروں کے درمیان نا اتفاقی اور عدم تعاون جاری تھا۔ کمانڈروں کی ذاتی رنجشوں اور بدگمانیوں کی وجہ سے کمانڈروں نے پارٹیاں سے بدلنا شروع کر دی تھیں۔ اور چند ایک نے تو دوسرے کمانڈروں کو اپنے علاقے سے گزرنے سے بھی منع کر دیا تھا۔ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر آپس میں الجھ پڑے۔

ہر کمانڈر کی اپنی پناہ گاہیں۔ کمین گاہیں اور مورچے تھے۔ جو عام طور پر دشوار گزار علاقوں

میں بنائے جاتے تھے۔ان کے اردگرد دیہی آبادی کا ہونا بھی ضروری ہوتا تھا تا کہ کھانے پینے کا سامان اور دشمن کی ہر نقل وحرکت کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکیں۔مجاہدین اپنی اپنی پناہ گاہوں سے فوجی کارروائیاں کرتے تھے۔اکثر اوقات دور دراز کی پناہ گاہوں کے اردگرد ہفتوں لڑائی نہ ہوتی اور پھر اچانک سرگرمیاں تیز ہو جاتیں۔ان کارروائیوں کا نہ تو کوئی ٹائم ٹیبل تھا اور نہ ہی یہ مربوط تھیں۔مجاہدین کو جب بھی مال غنیمت کی ضرورت پڑتی یا حالات موافق ہوتے' وہ فوجی کارروائیاں تیز کر دیتے۔ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کیلئے مجاہدین خاصا وقت لیتے افغان میں صبر کا مادہ بہت زیادہ ہے۔اسے وقت کی کوئی قدر یا پابندی نہیں ہے۔مگر جب صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے تو وہ کسی وقت یا موسم یا حالات کو مدنظر نہیں رکھتا' اور اپنے ذہن میں سمائے ہوئے مشن کو پورا کرنے نکل پڑتا ہے۔کامیابی یا ناکامی بعد کی بات ہے۔

اسلحہ اور دیگر ضروریات کے حصول کے بارے میں بریگیڈیئر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مجھے یہ کہنے میں کوئی جھجک نہیں کہ صرف عربوں کے زکوٰۃ کے پیسے کی وجہ سے ہے پاکستان کا سپلائی نظام جاری رہا۔یہ وہ رقم تھی جو بڑے بڑے عرب اور شیخ انفرادی طور پر جہاد کیلئے دیتے تھے اور اس رقم کا سعودی حکومت کے فنڈ سے کوئی تعلق نہیں تھا جو وہ امریکی حکومت کو دیتی تھی۔ان کروڑوں روپوں کی بدولت مجاہدین اپنا سامان افغانستان لے جانے میں کامیاب ہوئے ورنہ ہماری دی ہوئی رقم سے تو وہ آدھا سامان بھی نہ لے جاسکتے تھے۔اس رقم کا بیشتر حصہ بنیاد پرستوں نے وصول کیا اور اعتدال پسند اپنے اعمالوں کی بنا پر پیچھے رہ گئے۔سیاف کو عربوں نے سب سے زیادہ مدد کی۔اعتدال پسند پارٹیاں عربوں کی ناپسندیدگی کی وجہ سے اپنی کارکردگی میں مزید پیچھے چلی گئیں۔اس طرح ان کی فوجی صلاحیت بھی بری طرح متاثر ہوئی۔کیونکہ ان کی آمدنی کم تھی جبکہ ان کے انتظامی اخراجات بہت زیادہ تھے اور یہ اعتدال پسند بنیاد پرستوں کا مقابلہ نہ کر سکیں تھیں۔

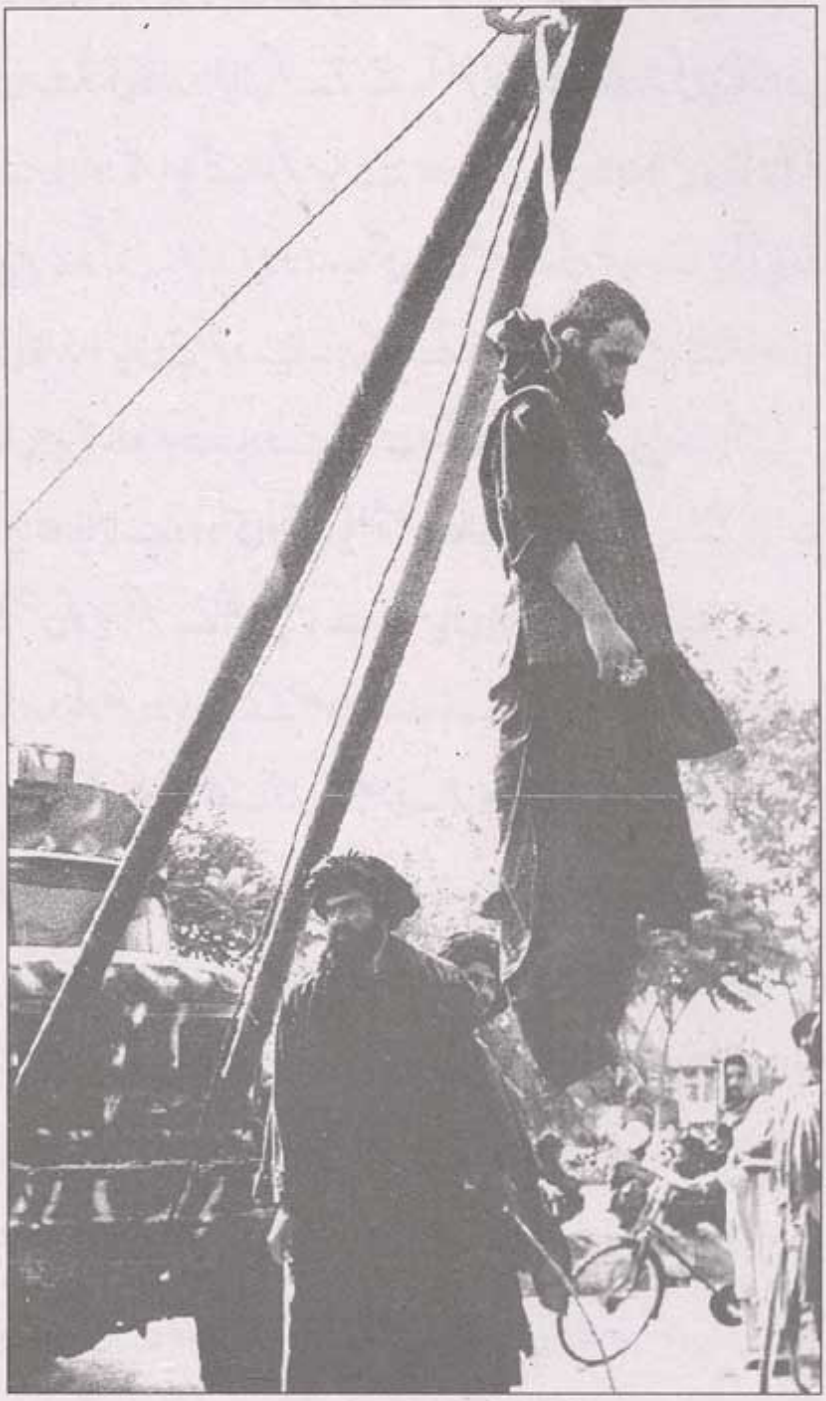

طالبان دور حکومت میں مجرم کو سرعام پھانسی دی جارہی ہے

آصف احمد علی کا انٹرویو اور طالبان

بے نظیر حکومت کے دوسرے دور کے وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی اپنے ایک انٹرویو (منیر احمد منیر۔ قومی ڈائجسٹ) میں بتاتے ہیں کہ بے نظیر کے دوسرے دور حکومت میں وزیر خارجہ بنا تو میں نے دیکھا کہ افغانستان میں خانہ جنگی بند نہیں ہو سکتی کیونکہ پاکستان کے پاس بھی کوئی ایسا قابل قبول پختون لیڈر نہیں تھا۔ جو سب گروپوں کیلئے قابل قبول ہو۔ حکمت یار، احمد شاہ مسعود، دوستم، طالبان اور دوسرے گروپوں کو ایک سٹیج پر اکٹھا کرنا اب ناممکن ہو گیا تھا جبکہ پاکستان کی خواہش تھی کہ افغانستان میں امن قائم ہو۔ اس کیلئے ایک ہی شخصیت ہمارے سامنے تھی کہ ظاہر شاہ کو افغانستان لایا جائے۔ اس وقت ظاہر شاہ روم میں تھے، میں نے کسی کو بتائے بغیر ظاہر شاہ سے ملاقات کر کے ان سے مشاورت ضروری سمجھی، اس کیلئے وزیر اعظم، صدر، چیف آف آرمی سٹاف سے مشورہ کیے بغیر مختلف ممالک کے دوروں کا شیڈول بنایا۔ ان ممالک میں جانے کیلئے حکومت نے مجھے اجازت دی تو اسی دورہ کے دوران روم میں ظاہر شاہ سے بھی ملاقات کی لیکن در پردہ ان ممالک میں جانے سے پہلے میں اسلام آباد اور پشاور میں موجود افغان قائدین سے بھی ملا۔ جلال آباد اور کابل میں طالبان قائدین سے مل کر میں باہر گیا اور ظاہر شاہ سے بھی ملاقات کی۔ (کیونکہ ہماری حکومت کی پالیسی تھی کہ سب کے ساتھ میل ملاقاتیں رکھنی چاہئیں جس میں افغان لیڈروں سے ملتے رہنا شیڈول میں شامل تھا) چونکہ میری حکومت نے مجھے

صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کابل میں عوام سے خطاب کر رہے ہیں

مینڈیٹ دیا ہوا تھا' اس لیے میں نے افغان لیڈروں کے ہی ایک سابقہ لیڈر سے مسئلہ کا حل پوچھنا ضروری سمجھا۔ اور وہ صرف ظاہر شاہ ہی تھے اور میں ظاہر شاہ سے ملنے روم گیا۔

ظاہر شاہ سے ملاقات میں میں نے اپنے خدشات کا اظہار کیا کہ آپ انڈین اور روسی نواز ہیں' اس لیے پاکستان گورنمنٹ آپ سے بہتری کی کیا امید رکھ سکتی ہے؟ ظاہر شاہ نے بتایا کہ مجھے افغانستان کا پتہ ہے' میں نے بادشاہت کی ہے۔ جو بھی وہاں کا بادشاہ ہوگا اسے توازن پیدا کرنا ہوگا۔ افغانستان کے اردگرد بڑے بڑے ملک ہیں ایک کونے میں چین ہے' روس ہے' ایران ہے' انڈیا ہے' پاکستان ہے۔ افغانستان بیچ میں ہے۔ اسے اپنا توازن برقرار رکھنے اور حکومت مستحکم کرنے کیلئے دوسرے ملکوں کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ تاکہ ملک کے اندر استحکام ہو جائے' ملک خوشحال ہو' معیشت مستحکم ہو' اور عوام میں خوشحالی اور اطمینان آئے۔ 1965ء اور 1971ء کی دونوں جنگوں میں افغانستان غیر جانبدار رہا۔

ظاہر شاہ نے یہ بھی بتایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے بغیر افغانستان میں قیام امن نہیں ہوسکتا۔ پاکستان نے افغان جہاد میں جو افغانیوں کی مدد کی' کوئی افغانی اس کو نہیں بھول سکتا۔ اب پاکستان اور افغانستان نام کے دو ملک ہیں لیکن حقیقت میں ایک ہیں۔ ظاہر شاہ نے کہا کہ مجھے بادشاہت نہیں چاہئے۔ میں افغانستان میں جا کے صلح کرانا چاہتا ہوں۔ میری زندگی کی خواہش ہے کہ میں افغانستان میں خانہ جنگی بند کراؤں۔ میں ایک بزرگ' عمر رسیدہ اور بغیر کسی تمنا یا لالچ کے یا بادشاہت کی چاہت کے سب سے مل کر مرنے سے پہلے سب کو ایک میز پر بٹھا کر صلح کرانا چاہتا ہوں۔

میں نے ظاہر شاہ سے کھل کر باتیں کیں۔ ظاہر شاہ نے بھی کھل کر باتیں کیں اور

شکوہ کیا کہ میں نے ہمیشہ پاکستان سے بہتر مراسم رکھنے کی کوشش کی مگر پاکستان کی حکومتوں نے میرے اور میرے خاندان کے کسی آدمی کو اوپر نہیں آنے دیا۔ پاکستانی حکومتوں کی آئی ایس آئی' ملٹری اسٹیبلشمنٹ نے ہمیں ہمیشہ انڈیا نواز سمجھا ہے جبکہ میں نے پاکستان کے خلاف کبھی کوئی سازش نہیں کی۔

دوسرے ممالک سے اپنے کام مکمل کر کے اور ظاہر شاہ سے طویل ملاقات کر کے وطن واپس آیا۔ ظاہر شاہ سے ملاقات کے متعلق صدر (فاروق لغاری)' وزیراعظم بینظیر بھٹو' آرمی چیف عبدالوحید کاکڑ سے بات کی۔ آئی ایس آئی سے بات کی۔ وزیراعظم صاحبہ اور صدر صاحب (دونوں) نے میری تجویز کی تائید کی کہ وہ ظاہر شاہ کیلئے کام کریں۔ پہلے تو میں نے افغان قائدین جو پاکستان میں تھے' ان سے ملاقاتیں کیں۔ پیر گیلانی' پیر بنی محمدی اور مجددی نے اس ملاقات کو سراہا اور اپنے تعاون کا یقین دلایا تاہم حزب الوحدت کے آیت اللہ مزاری' مولوی خالص یونس اور حکمت یار ظاہر شاہ کے افغانستان آنے کے خلاف تھے۔ اس کے بعد میں حکومت سے اجازت لے کر افغانستان چلا گیا۔ اس وقت طالبان نے نیا نیا اقتدار سنبھالا تھا۔ قندھار میں ملاعمر سے ملاقات نہ ہوسکی۔ کہ وہ کسی جگہ مصروف تھے۔ مگر طالبان کی شوریٰ کے انچارج ملاّ ربانی اور ملاّ عباس سے ملاقات ہوئی۔ طالبان کے شوریٰ ممبروں کی تعداد چالیس کے لگ بھگ ہے۔ مگر کسی اکیلے میں فیصلہ کی قوّت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سوچ کر بتائیں گے۔ میں نے انہیں کہا کہ مجھے ملاّ عمر کے پاس لے جائیں یا آپ ان سے رابطہ کر کے میری بات کرائیں اور آج ہی بات کرائیں تاہم مجھے انتظار میں رات ٹھہرنا پڑا۔ دوسرے دن مجھے بتایا گیا کہ ملاعمر نے یہ فرمایا کہ ظاہر شاہ بھی ہمارا درّانی بھائی ہے۔ اگر وہ امن کی خاطر آنا چاہیں تو امن کی خاطر ان کا استقبال کریں گے۔ اس کے بعد میں ہرات میں کمانڈر اسماعیل جو کہ

جمعیت اسلامی کے رکن اور ملا ربانی کے پارٹنر تھے سے ملا' مگر انہوں نے سخت ردّعمل ظاہر کیا۔ وہاں سے مزار شریف شکر غان آیا۔ جنرل دوستم سے ملا۔ جنرل دوستم نے کہا کہ ظاہر شاہ افغانستان آئیں' میں اپنے علاقے میں ایک لاکھ افراد کو لے کر استقبال کیلئے آؤں گا اور پھر ان کو قندھار' ہرات' مزار شریف' کابل' جلال آباد ان کو پورا چکر لگوائیں گے اور پانچ لاکھ لوگ ان کے استقبال کیلئے قافلے میں ہوں گے۔ کوئی انکی طرف میلی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا۔ ایک انقلاب آجائے گا۔ تاہم احمد شاہ مسعود بہت ناراض تھا۔

افغانستان سے واپس آ کر میں نے آئی ایس آئی کو قائل کیا۔ جنرل عبدالوحید کاکڑ' صدر اور وزیراعظم نے میری کارکردگی کو سراہا۔ پھر مجھے سرکاری طور پر ہدایت ہوئی کہ آپ شاہ کے متعلق بین الاقوامی سطح پر انہیں آگے لانے کا کام کریں اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ ظاہر شاہ کو آنے کی دعوت دیں کہ وہ خود یا ان کا کوئی ایلچی پاکستان آئے۔ میں نے ظاہر شاہ سے رابطہ کیا اور تمام تفصیلات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے ایک وفد بھیجا جس کی سربراہی ان کے داماد عبدالعلی خاں کر رہے تھے جو پاکستان میں افغانستان کے پہلے سفیر بھی رہ چکے تھے۔ وفد آیا اور دو مہینے پاکستان رہا۔ ان کا کوئٹہ' اسلام آباد اور پشاور میں بہترین استقبال ہوا۔ وفد افغانستان سے بھی بے پناہ لوگ ملنے آئے۔ ہزاروں کی تعداد میں افغان مہاجرین جو پاکستان میں رہتے تھے' وہ بھی ملنے آئے۔

ان کے جانے کے بعد میں بین الاقوامی سطح پر مختلف ممالک میں گیا۔ پہلے میں سنٹرل ایشیا میں گیا۔ ان حکومتوں نے کہا کہ ہمیں شاہ کی آمد قبول ہے۔ ترکمانستان' ازبکستان' تاجکستان' کرغیزستان' قزاقستان' ہر جگہ پر انہوں نے شاہ کی آمد کی تائید کی۔ چین کے دورے پر گیا تو چین کے وزیر خارجہ نے کہا کہ اگر پاکستان سمجھتا ہے کہ

یہ اچھا طریقہ کار ہے تو ہم آپ کی سپورٹ کریں گے۔ سعودی عرب نے کہا کہ ہم سوچ کر بتائیں گے۔ ایران نے مخالفت کی انہوں نے کہا کہ ہم نے خود بادشاہت ختم کی ہے اور پھر بادشاہی کو کیسے سپورٹ کریں۔ ترکی نے بھی اس منصوبہ کو خوش آمدید کہا۔ فروری 1996ء میں میں واشنگٹن اس منصوبہ کو لے کر گیا۔ مسز رابن رافیل اور افغانستان ڈیسک انچارج صاحبان سے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ میں ملاقات ہوئی۔ ڈیفنس سیکرٹری ولیم پیری سے بھی ملاقات کی۔ قومی سلامتی کے ڈپٹی ایڈوائزر سینڈی برگر سے ملاقات ہوئی۔ اسکے علاوہ کچھ سینیٹرز اور کانگریس ممبران سے ملا۔ سب کی طرف سے بڑی حوصلہ افزائی ملی۔ مگر امریکن ایڈمنسٹریشن اس کے حق میں نہیں تھی۔

شاید امریکی ایڈمنسٹریشن محترمہ بینظیر بھٹو حکومت کے زوال کے متعلق محسوس کر چکی تھی یا انہیں یقین دلایا گیا تھا کہ اب بینظیر حکومت زیادہ دیر تک نہیں چلے گی۔

امریکن ایڈمنسٹریشن کا یہ تاثر تھا کہ ہم افغانستان کیلئے ایسی منصوبہ بندی میں کیوں آگے بڑھیں۔ اگر پاکستان کو کوئی دلچسپی ہے تو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ ان کا خیال تھا کہ یہ سب کچھ پاکستان اپنے فائدے کیلئے کر رہا ہے اور ہمیں کیا ضرورت ہے کہ پاکستان کو فائدہ پہنچایا جائے۔ لیکن اس کے باوجود ہم مایوس نہیں ہوئے۔ کیونکہ ہماری حکومت کے پاس ایک اور تحریک تھی جسے ہم چلا کر کامیاب ہو سکتے تھے لیکن ہماری حکومت کو غیر مستحکم کر دیا گیا۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ افغانستان کی خاطر ہمیں نکالا گیا کیونکہ ہماری خواہش اور کوشش تھی کہ ہم پختونوں (طالبان) اور ترکمانوں کا اتحاد کرائیں۔ اس وقت افغانستان میں تین پارٹیاں ہیں۔ ملٹری پارٹیاں، ایک تاجک، جو شمال مشرقی افغانستان میں احمد شاہ مسعود کی فورسز، دوسری ترکمان، ازبک جن کے لیڈر رشید دوستم اور جنرل نادری، تیسری پارٹی طالبان۔ ہماری حکومت کی حکمت عملی یہ تھی کہ ہم افغانستان میں دو دھڑوں، دو قوموں کو اکٹھا کر

دیں تو وہ اتنی بڑی فورس بن جائے گی کہ تیسری پارٹی کو یا تو صلح کرنا پڑے گی یا اس کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ظاہر شاہ والا منصوبہ بھی کامیاب کر لیتے لیکن ہماری حکومت کو متزلزل کر کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے ہی نہ دیا گیا۔ طالبان بھی مان گئے تھے اور دوستم نے بھی کہا کہ اگر طالبان میری خودمختاری میں مداخلت نہ کریں تو میں صلح کیلئے تیار ہوں اگر یہ معاہدہ ہو جاتا تو احمد شاہ مسعود اکیلا رہ جاتا۔ ہماری تو کوشش تھی کہ صلح ہو جائے۔ مگر ہمیں محسوس ہوا کہ پاکستان کے چند عناصر نہیں چاہتے کہ افغانستان میں ایسی صلح ہو جائے کیونکہ صلح کی وجہ سے افغانستان میں امن ہو جاتا۔ اس کا کریڈٹ بے نظیر حکومت کو جاتا۔ کیونکہ چند عناصر ایسے تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ اگر بینظیر صلح کرا گئی' افغانستان میں قیام امن ہو گیا تو پھر بینظیر کو نوبل پرائز بھی ملے گا۔ بین الاقوامی سطح پر ان کے اس کارنامے پر پذیرائی ہوگی اور پاکستان میں بھی اس کی مقبولیت بڑھے گی۔ اگر بینظیر حکومت کو چھ مہینے اور مل جاتے تو افغانستان کے سلسلے میں ہم اپنے منصوبوں میں کامیاب ہو جاتے۔

طالبان جہاد پر جا رہے ہیں

طالبان نصیر اللہ بابر کے بچے

بے نظیر بھٹو دور کے وزیر داخلہ جنرل (ر) نصیر اللہ بابر کا طالبان کے بارے میں اہم کردار رہا ہے۔ اس کے متعلق سردار آصف احمد علی (بے نظیر کے دور کے وزیر خارجہ) نے کہا کہ افغانستان کے پختون (طالبان) کے علاقوں میں بابر کے تعلقات ہیں اور طالبان بھی جنرل (ر) بابر کی پیداوار ہیں۔ پختون علاقوں میں جنرل (ر) بابر کے سب سے زیادہ تعلقات ہیں اور جنرل بابر طالبان کو اپنے بچے کہتے ہیں۔ انہیں افغانستان کے متعلق بھی بہت علم ہے۔ یہ ہمارے فائدے کی بات تھی اور گورنمنٹ کے فائدہ کی بھی بات تھی۔ کہ طالبان افغانستان میں حکومت کرتے اور پاکستان کی تجارت کو فروغ ملتا۔

طالبان نے جب کابل اور شمالی اتحاد پر حملہ کیا تو پاکستان سے بھی بہت سے لوگ طالبان کے ساتھ مل کر افغانستان میں لڑنے کیلئے گئے۔ ان کا تعلق دینی اور مذہبی جماعتوں سے تھا۔ بالخصوص اکوڑہ خٹک سے اور پاکستان کے ہر شہر سے لوگ طالبان کا ساتھ دینے کیلئے گئے۔ طالبان کو پیسے کی ضرورت نہیں تھی۔ ان کو سنگاپور، دبئی اور افغانستان میں بیٹھے افغان تاجر مدد دے رہے تھے۔ پاکستان گورنمنٹ نے ان کی ضروریات پوری کیں، جن میں اناج، دوائیاں، کمبل بھجوانا، پھر ان کیلئے کوئٹہ اور پشاور میں ہسپتال کھول دیئے گئے تاکہ زخمی اور بیمار وہاں آ کر اپنا علاج کروا سکیں۔ طالبان نے یہ بھی مطالبہ کیا تھا کہ کچھ افغانی لیڈر پاکستان آئے ہوئے ہیں اور وہ ہمارے مخالف ہیں۔ انہیں کنٹرول کرو، وہ پاکستان نے کنٹرول کیے۔ ان مخالفین میں حکمت

پروفیسر عبدالرسول سیاف

(عبوری حکومت کے وزیراعظم)

مولوی محمد نبی

(عبوری حکومت کے وزیر دفاع)

یار، قدیر خاں، مولوی یونس خالص تھے۔ حکمت یار تو بھاگ کر تہران چلے گئے، باقی حضرات کو ہم نے سمجھا دیا کہ پاکستان میں رہنا ہے تو سیاست مت کریں۔

طالبان کے ساتھ تعاون کا دور اس وقت شروع ہوتا ہے جب پاکستان سے ایک تجارتی قافلہ افغانستان کے راستے روس جا رہا تھا تو انہیں قندھار میں اغوا کر لیا گیا تھا۔ جنرل بابر انہیں رہا کروانے افغانستان گئے۔ افغان مجاہدین کے بعض کمانڈرز اور گروہوں نے وہاں مقامی عورتوں کے ساتھ بھی زیاتیاں کیں۔ ان کے لواحقین کوئٹہ میں تھے اور پھر ملا عمر کے مدرسے میں سے ایک استاد کے لڑکے کو اٹھا کر زیادتی کر کے قتل کر دیا گیا تھا۔ جنرل بابر کچھ لوگ پاکستان سے لے گئے تھے اور افغانستان (قندھار) سے طالبان کو ساتھ ملا کر افغان کمانڈروں کے ان لوگوں کو پکڑا جو جرائم میں ملوث تھے اور انہیں پکڑ کر ٹینکوں کی نالیوں سے لٹکا کر مار دیا گیا۔ کابل میں ربانی اور احمد شاہ مسعود کی حکومت تھی۔ باقی گیارہ صوبوں میں گیارہ کمانڈروں نے حکومتیں بنا رکھی تھیں اور اپنے اپنے زیر قبضہ علاقوں کے گرد باڑ لگا کر اپنا ٹول ٹیکس لیتے تھے۔ عورتیں اٹھا لیتے اور لوٹ مار کرتے تھے۔ جنرل بابر اور طالبان نے مل کر ان کی سرکوبی کی جس سے افغانستان کے عوام نے طالبان کو اپنا مسیحا سمجھا اور ان کا بھرپور ساتھ دیا۔

سردار آصف کہتے ہیں کہ طالبان ذہنی طور پر سیاست دان نہیں تھے۔ ان کی سوچ پاکستان کے کسی گاؤں کے مولوی سے زیادہ نہیں، انہیں ڈپلومیسی اور اقتصادیات کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ ہماری حکومت نے جب بھی کوئی بات یا مشورہ دیا اور ان کے لیڈران سے یہ کہا جاتا کہ آپ ہاں یا ناں میں جواب دیں تو وہ کہتے تھے کہ ہم اپنی شوریٰ سے پوچھ کر جواب دیں گے۔ ان کے وزیر خارجہ پاکستان آئے تو ہم نے حالات کے مطابق ساری باتیں کیں۔ مشورے دیئے، تو انہوں نے کہا کہ شوریٰ فیصلے

کرے گی۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ شوریٰ کب فیصلہ کرے گی تو انکا کہنا تھا کہ ہم شوریٰ کے سامنے یہ معاملہ پیش کریں گے۔ یہ ان کی مرضی ہے کہ کب فیصلہ کرتے ہیں ممکن ہے دو ماہ لگ جائیں۔ وہ ہر چیز کو ملتوی کرتے جاتے تھے۔ ہم یکطرفہ طور پر ان کی مدد کرتے چلے جا رہے تھے۔ ہمارا تو ان کے ساتھ عشق ففٹی پرسنٹ عشق تھا یعنی صرف ہم ہی ان کے ساتھ عشق کر رہے تھے' ادھر سے نہیں ہو رہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے معاملات میں بھی دو دو تین تین مہینے لگ جاتے تھے۔

افغانستان میں فساد کی جڑ احمد شاہ مسعود تھا۔ نواز شریف کے پہلے دور میں ربانی نے حکمت یار کو وزیر اعظم بنوایا تو اسے کابل شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ کابل میں اس وقت دوستم کی حکومت تھی۔ دوستم کو بھی کابل سے نکال دیا۔ ہمارے دور میں احمد شاہ مسعود نے بہت چکر چلائے۔ اس کی خواہش تھی کہ میں پورے افغانستان کو فتح کر لوں اور جب یہ تاجک لیڈر بننا چاہتا تھا' تاجک شہر میں صرف پچاس فیصد تاجک ہیں۔ اس کی خواہش تھی کہ میں ہرات اور شمالی افغانستان پر مشتمل ایک نئی ریاست بنالوں۔ جس میں تاجکستان کا صوبہ گور بدخشاں اور سنکیانگ کے کچھ علاقے شامل ہیں جہاں تاجک آباد ہیں۔ اس نے ایران کو یہ منصوبہ دیا کہ اس سے چین بھی ساتھ مل جائے گا۔ اس طرح وہ ایران سے مدد لینے میں کامیاب ہو گیا۔ احمد شاہ مسعود کا تاجکستان کی خانہ جنگی میں بھی براہ راست ہاتھ تھا۔ اس دوران طالبان بھی ابھرنا شروع ہو گئے تھے۔ پختون علاقوں میں ان کا اثر ورسوخ تھا اور امن کی سوچ رکھنے کی وجہ سے افغان قوم میں طالبان مقبول ہو رہے تھے۔ طالبان پاکستان سے ہمدردی رکھتے تھے۔ امن پسند لوگ تھے۔ بینظیر حکومت کے پاس طالبان حکومت کو تسلیم کرنے کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ پاکستان گورنمنٹ نے اپنا مفاد دیکھا اور یہ مفاد ہمارے حق میں تھا اس لیے ہم نے طالبان کا بھرپور ساتھ دیا۔

طالبان اور آصف علی زرداری کے مفادات

پاکستان کے ایک سابق آرمی چیف جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ نے طالبان کے کابل پر قبضہ کے بعد ایک انٹرویو میں کہا تھا کہ طالبان اس وقت مستحکم پوزیشن میں ہیں اور پاکستان کو ان حالات میں طالبان کی بھرپور مدد کرنا چاہئے۔ طالبان کے استحکام میں افغانستان کا استحکام اور امن ہے۔ طالبان نے فوجی اعتبار سے اتنی طاقت حاصل کر لی ہے کہ ان کے دشمن کسی سازش سے طالبان حکومت ختم نہیں کر سکتے۔ طالبان کی کامیابی سے ایران کو بھی کوئی خطرہ نہیں اور ایران کو بہت جلد طالبان حکومت کے فوائد سمجھ میں آ جائیں گے اور طالبان کے حوالے سے طالبان کا شک دور ہو جائے گا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان اور ایران دونوں مل کر طالبان کی امداد کریں اور افغانستان میں امن و امان قائم کرتے ہوئے وسطی ایشیائی ممالک تک اپنی رسائی میں اضافہ کریں۔

طالبان نے افغانستان میں اسلامی مقاصد کی ترویج و ترقی کی کوششوں کا آغاز کیا تو ایران، ترکی، بھارت، روس، وسطی ایشیا اور وسطی ایشیا کی چار بڑی جمہوریتوں ازبکستان، قازقستان، کرغستان اور تاجکستان نے طالبان کے مخالف شمالی اتحاد کو اسلحے اور مالی امداد دینا شروع کر دی۔ جبکہ پاکستان اور سعودی عرب نے طالبان کا بھرپور ساتھ دیا۔ اس علاقائی کشمکش میں وسطی ایشیا کے تیل اور گیس کے وسیع ذخائر کا تصرف اور اجارہ داری حاصل کرنے کا مقصد بھی پنہاں ہے کیونکہ توانائی کے یہ وسائل ابھی تک پوری طرح استعمال میں نہیں آ سکے۔ علاقے کے ملکوں اور مختلف آئل کمپنیوں کے درمیان ٹھیکہ حاصل کرنے کیلئے سخت مقابلہ شروع ہے جس میں ارجنٹائن کی آئل کمپنی بریداس اور امریکہ کی

آئل کمپنی یوتو کول بھی گیس پائپ لائن بچھانے کا ٹھیکہ لینا چاہتی ہے۔

1991ء میں سوویت یونین کے ٹوٹ جانے کے بعد یکے بعد دیگرے جتنی بھی پاکستانی حکومتیں آئیں، وہ وسطی ایشیا سے تجارت کیلئے خشکی کے راستے کھولنے کیلئے بڑی بے تابی سے کوشاں رہی ہیں۔ لیکن اس میں بڑی رکاوٹ افغانستان کی خانہ جنگی رہی۔ کیونکہ تمام راستے افغانستان سے ہی گزرتے ہیں۔ امن و امان کی صورت میں تجارت اور دیگر اشیاء کی نقل و حمل کا اہتمام ہوسکتا تھا۔ 1994ء کی طالبان حکومت آنے پر پاکستان نے وسطی ایشیائی ریاستوں تک تجارت کے فروغ کیلئے اقدامات شروع کر دیئے اور ساتھ ہی ساتھ تیل و گیس پائپ لائن کے منصوبے اور توسیع کیلئے اسے قابل عمل بنانے میں دلچسپی لینا شروع کی۔

ترکمانستان کے دارالحکومت اشک آباد میں بہت بڑا بین الاقوامی ہوائی اڈہ 1996ء میں بن کر مکمل ہوا۔ اس کی شاندار عمارت تیل اور گیس کے مالا مال اس صحرائی جمہوریت میں مغربی ایئر لائنز کی متوقع آمد کے پیش نظر تعمیر کی گئی تھی لیکن کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ اس سے پہلے 1995ء میں ترکمانستان اور ایران کی سرحد پر سارا خس میں نیا ریلوے سٹیشن تعمیر کیا گیا۔ یہ سٹیشن نئی ریلوے لائن کے آخری سرے پر تھا۔ یہ ریلوے لائن ایرانیوں نے بچھائی تھی۔ ریلوے لائن مشرقی ایران کے شہر مشہد کو اشد آباد سے ملاتی ہے جو ستر برس کے بعد پھر سے بحال ہوا تھا۔ خوبصورت عمارت، اشک آباد کا ہوائی اڈہ اور سارا خس کا ریلوے سٹیشن ترکمانستان کے صدر مراد نیازوف نے مثیر سرمایہ سے بنوائے تھے۔

مشہور صحافی احمد رشید لکھتے ہیں کہ ایک ملاقات میں مراد نیازوف نے بتایا تھا کہ وہ ترکمانستان کو نیا کویت بنانا چاہتے ہیں۔

آزادی ملنے کے بعد سے ترکمانستان تیل کی دولت سے مالا مال دوسری وسط ایشیا کی جمہوریتوں کی طرح منتظر بھی رہا لیکن نیازوف کی امیدیں پوری نہ ہوسکیں۔ چاروں طرف

سے خشکی اور روس' ایران' افغانستان اور ازبکستان کے درمیان ہونے کی وجہ سے وسط ایشیائی ریاستیں جلد از جلد پائپ لائن بچھانے کیلئے کوشش کرتی رہیں تا کہ ان کی تنہائی اور روس پر ان کا اقتصادی انحصار ختم ہو۔ روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کیوجہ سے جس اقتصادی تباہی کا سامنا کرنا پڑا' اس کا مداوا ہو سکے اور اقتصادی اعتبار سے ترقی کر سکیں۔

مغربی تیل کمپنیوں نے 92-1991ء میں پہلے مغربی سائبیریا میں دلچسپی لینا شروع کی۔ 94-1993ء میں قازقستان ان کی دلچسپی کا مرکز بنا۔ 97-1995ء میں آذربائیجان نے اور 98-1997ء میں ترکمانستان ان کی دلچسپی کا مرکز بنا۔

مراد نیازوف نے بلاوجہ اپنے ملک کی معیشت کو تباہ کیا اور اپنے اقتدار کو دوام بخشنے کیلئے متبادل برآمدی راستے تلاش کرنا شروع کیے۔ 1994ء میں چین کی طرف سے پائپ لائن بچھانے کا خاکہ تیار ہوا مگر منصوبہ التوا ہی میں رہا۔ 1994ء میں ارجنٹائن کی تیل کمپنی بریداس کے چیئرمین کالوس بلگروتی نے مراد نیازوف کو تجویز دی کہ ایک پائپ لائن افغانستان کے راستے پاکستان اور ہندوستان تک بچھائی جائے جس سے ان ملکوں کو گیس فراہم کی جائے۔ دوسری طرف امریکی آئل و گیس کمپنی جسے امریکہ حکومت کی حمایت حاصل تھی' اس نے بھی اسی طرح کی پائپ لائن تجویز کی۔ طالبان کا رجحان بریداس کمپنی (ارجنٹائن) کی طرف تھا اور پاکستان بھی اسی کمپنی کو ٹھیکہ دینے کی دلچسپی رکھتا تھا۔ جبکہ یونوکول کو واشنگٹن کی پشت پناہی حاصل تھی اور یونوکول نے دوسرے افغانستان لیڈروں سے رابطے رکھے ہوئے تھے۔

1992ء تک جب افغانستان میں کیمونسٹ حکومت کا خاتمہ ہوا' اشک آباد سے ڈیزل فراہم کرتا رہا' کیمونسٹ حکومت کے بعد کمانڈر اسماعیل خاں جس کو ہرات پر کنٹرول تھا۔ یہی سہولت مہیا کی جاتی رہی۔ 1995ء میں طالبان کا قبضہ ہو گیا تو انہیں بھی ڈیزل دیا جاتا رہا۔ ہرات میں ترکمانی قونصلیٹ نے طالبان سے اچھے تعلقات رکھے۔ وسط ایشیا کی

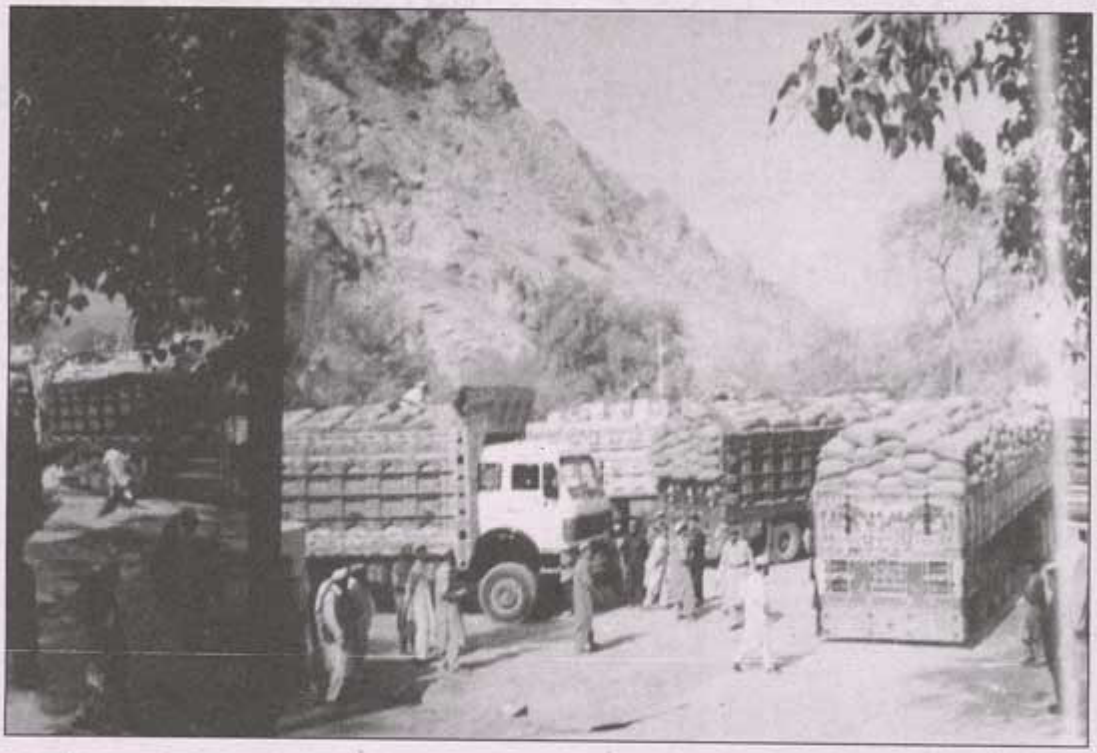

پاکستان کی طرف سے بھیجا جانے والا امدادی سامان جس
پر خدشہ ظاہر کیا گیا خوراک کی آڑ میں اسلحہ جا رہا ہے

جمہوریتوں میں سے واحد ترکمانستان ہے جس نے طالبان کی مخالفت کرنے کی بجائے ان سے اچھے تعلقات رکھے ہیں۔

سوویت یونین کے ٹوٹ جانے کے بعد ارجنٹائن کی کمپنی بریداس نے پہلے سے مغربی سائبیریا میں تیل کی صنعت میں سرمایہ کاری کرنے کا حوصلہ کیا لیکن ترکمانستان میں پائپ لائنوں اور ٹیکسوں کے متعلق بڑے مسائل تھے' لیکن جب ترکمانستان میں بیرونی سرمایہ کاری کی دعوت دی گئی تو ارجنٹائن کے سرمایہ کار بھی ترکمانستان پہنچ گئے۔ چونکہ ترکمانستان چاروں طرف خشکی سے گھرا ہوا ہے' اس لیے مغربی سرمایہ کاروں نے خاص دلچسپی نہ لی۔ کیونکہ وہاں بیرونی سرمایہ کاروں کو تحفظ فراہم کرنے کا کوئی قانون بھی نہیں تھا۔ اس کے علاوہ ان کے خیال میں ترکمانستان میں صرف گیس ہی ہے جس کی کھپت مشکل ہے لیکن بریداس کے مالک کارلوس بلگرونی کو یقین تھا کہ گیس تلاش کرنا اور اسے سرحد پار پائپ لائنوں کے ذریعے لاطینی امریکہ کی مارکیٹوں میں پہنچانے میں جو تجربہ انہیں حاصل ہو چکا ہے اس سلسلے میں ترکمانستان کی پائپ لائن کا ٹھیکہ خسارے کا سودا نہیں ہوگا۔

صدر نیازوف نے جنوری 1992ء میں بریداس کمپنی کو مشرقی ترکمانستان میں افغانستان کی سرحد کے قریب اور روس کی دولت آباد گیس فیلڈ کے شمال مشرق میں ہاشلر کے علاقے میں گیس اور تیل کی تلاش کا حق دیدیا گیا۔ ایک سال بعد فروری 1993ء میں بریداس اس کو ملک کے مغرب میں کیسپین کے قریب کیمپر کا کام (گیس اور تیل کی تلاش) کا حق دیدیا گیا۔ نومبر 1994ء میں طالبان نے قندھار پر قبضہ کیا تھا کہ کالوس بلگرونی نے ترکمانستان کے صدر نیازوف سے کہا کہ وہ افغانستان کے راستے پاکستان تک پائپ لائن بچھانے کے قابل عمل ہونے کا جائزہ لینے کیلئے ایک ورکنگ گروپ قائم کریں۔ چار ماہ بعد بلگرونی نے پاکستان کی وزیراعظم بینظیر بھٹو کو صدر نیازوف سے تعاون کرنے کیلئے کہا۔ 16 مارچ 1995ء کو پاکستان اور ترکمانستان نے ایک معاہدے پر دستخط کیے جس کی رو

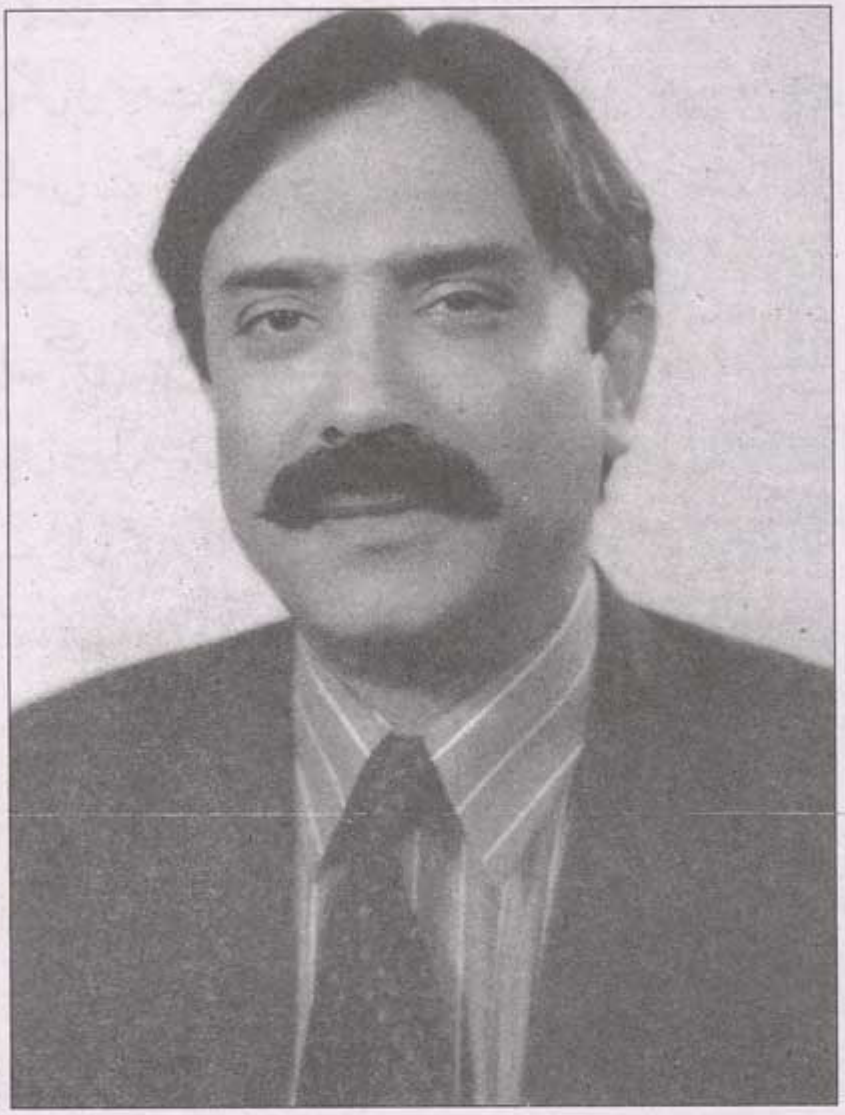

آصف علی زرداری

سے بریداس کو مجوزہ پائپ لائن کے قابل عمل ہونے کے بارے میں تیار کرنے کی اجازت دی گئی۔ وزیراعظم بینظیر بھٹو کے شوہر آصف علی زرداری اور وزیر ماحولیات پاکستان نے اس موقع پر کہا کہ اس پائپ لائن سے پاکستان کیلئے وسط ایشیا کا دروازہ کھل جائے گا اور بڑے روشن امکانات پیدا ہوں گے اور پائپ لائن کے راستے پر طالبان کے کنٹرول کے سبب اس پائپ لائن کا قابل عمل ہے اور آصف علی زرداری نے یہ بھی بتایا کہ اس نے پائپ لائن کے راستوں کا نقشہ بھی بنوالیا ہے جو کہ اس کی میز کے پیچھے دیوار پر لٹک رہا ہے۔

پاکستان کی فوج اور آئی ایس آئی طالبان کو قندھار اور ہرات کے راستے ترکمانستان ٹرانسپورٹ کیلئے راستہ کھولنے پر آمادہ کرنے لگے۔ پاکستان ساتھ ہی قطر اور ایران سے دو مختلف پائپ لائنوں کے ذریعے گیس کے حصول کیلئے گفت وشنید کر رہا تھا۔ لیکن جغرافیائی اور فوجی نقطہ نظر سے افغانستان اور وسط ایشیا سے پاکستان کا جو مفاد وابستہ تھا' اس کے متعلق بریداس نے بھی ایک تجویز دی کہ یاشلر فیلڈ سے جنوبی افغانستان کے راستے سوئی (بلوچستان) تک 875 میل لمبی پائپ لائن بچھائی جائے۔ اس پائپ لائن کو ملتان کے راستے ہندوستان کی بڑی منڈی تک وسعت دی جاسکتی تھی۔ بریداس نے یہ بھی تجویز کیا اس پائپ لائن میں دوسری کمپنیوں اور ملکوں کی گیس کی ترسیل کی بھی گنجائش رکھنا چاہئے۔ اس تجویز میں طالبان کے علاوہ دوسرے افغان لیڈروں کیلئے بھی خصوصی کشش تھی۔ کیونکہ افغانستان کے شمال میں گیس فیلڈ تھی جہاں سے کبھی ازبکستان کو گیس فراہم کی جاتی رہی تھی لیکن بعد میں اسے بند کر دیا گیا تھا۔ بلگردنی نے افغان لیڈروں میں سے اسماعیل خاں' برہان الدین ربانی' احمد شاہ مسعود جنرل رشید دوستم اور طالبان سے ملاقاتیں کیں کیونکہ تمام افغان جانتے تھے کہ ملک کی تعمیر کیلئے انہیں غیر ملکی سرمایہ کاری کی ضرورت ہے۔

فروری 1996ء میں بلگردنی نے پاکستان کی وزیراعظم بینظیر بھٹو اور ترکمانستان کے صدر نیازوف کو بتایا کہ افغان لیڈروں کے ساتھ اس کے معاہدے ہو گئے ہیں اور سب نے

پائپ لائن کیلئے راستے دینے پر رضامندی کا اظہار کر دیا ہے اور صدر برہان الدین ربانی کی سربراہی میں افغان حکومت سے پائپ لائن کی تعمیر کا تیس سالہ معاہدہ کیا ہے۔ (یہ بات طالبان حکومت سے پہلے کی ہے) بریداس کے ساتھ ایک بین الاقوامی کنسوریشن نے مل کر تعمیر کرنا تھی۔ بریداس نے امریکی کمپنی یونوکول جسے ایشیا میں کام کا خاصا تجربہ ہے اور 1976ء تک پاکستان میں بھی کام کیا ہے' سے بھی بات چیت شروع کی۔ ترکمان افسروں نے 1995ء میں بریداس کی دعوت پر پہلی بار بیوسٹن میں یونوکال کمپنی سے مذاکرات کیے۔ یونوکال کے ایک وفد نے اشک آباد اور اسلام آباد کا دورہ کیا۔ مقصد پائپ لائن کی تعمیر کیلئے بریداس اور یونوکال کے باہم مل جل کر کام کرنے کا تھا۔

اس دوران ترکمانستان میں صدر نیازوف کے مشیروں نے بریداس کے متعلق صدر کو اس بات پر قائل کر لیا کہ بریداس ترکمانستان سے ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے اور اس کے ساتھ کی کیمپر آئل فیلڈ سے تیل کی برآمد بند کر دی اور بریداس سے معاہدہ کی تجدید کی بات کی۔ اس پر بریداس نے کہا کہ وہ معاہدے کی تجدید نہیں کرے گا۔ جب تک اپنے موجودہ طے شدہ منصوبہ کو مکمل نہ کر لے۔ بالآخر ترکمانستان حکومت کو کام دینا پڑا۔

ترکمانستان کے صدر نیازوف کو پیسہ کی بڑی ضرورت تھی تاکہ وہ ملک میں تعمیر و ترقی کر کے اپنے اقتدار کو مستحکم کر سکے۔ اس دوران یونوکال (امریکی کمپنی) نے نیازوف سے رابطہ کیا اور اسے بتایا کہ اگر یونوکال کو دولت آباد کی موجودہ پائپ لائن کی طرز پر اپنی پائپ لائن بچھانے اور اس کا تمام منافع ترکمانستان کیلئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ نیازوف نے سوچا کہ یونوکال ایک بڑی کمپنی ہے۔ کلنٹن انتظامیہ کو ترکمانستان کی ترقی میں دلچسپی لینے پر آمادہ رکھ سکتی ہے اور نیازوف کو رقم کی اشد ضرورت تھی۔ اس کیلئے نیازوف نے امریکی سفارتکاروں سے گفت و شنید شروع کی اور امریکہ بھی چاہتا تھا' صدر نیازوف اقوام متحدہ گئے اور 21 اکتوبر 1995ء کو بریداس کے نمائندوں کے سامنے یونوکال اور اس کے حصہ دار سعودی

عرب کی ملکیتی فرم ڈیلٹا آئل کمپنی کو ٹھیکہ دے دیا جس کے تحت افغانستان کے راستے گیس کی پائپ لائن بچھانے کی ذمہ داری دے دی گی ء۔ یونوکال دولت آباد سے جہاں 25 ٹریلین کیوبک فٹ گیس کا ذخیرہ ہے' ملتان (پاکستان) تک پائپ لائن بچھانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ یونوکال نے سینٹ گیس کنسوریشم تشکیل دیا جس میں یونوکال' ستر فیصد' ڈیلٹائل پندرہ فیصد' گازپردم (روسی کمپنی) دس فیصد' ترکی نوگیس (ترکی) پانچ فیصد رکھے گئے۔

امریکہ کیلئے افغانستان کے راستے گیس کی پائپ لائن بچھانے کے امکانات اس اعتبار سے بھی پسندیدہ تھے کہ ایک تو ایران سے بچ کر نکلا جا سکتا تھا' دوسرے ترکمانستان' پاکستان اور طالبان کی حمایت کا اظہار کیا جا سکتا تھا اور ایران کو نیچا دکھایا جا سکتا تھا۔

بقول مشہور صحافی اور طالبان- اسلام' تیل اور وسط ایشیا میں سازشوں کا نیا کھیل کے مصنف لکھتے ہیں کہ ستمبر 1996ء میں کابل پر طالبان کے فوری قبضے نے سوالوں کا جوابتلاش کرنے میں صحافی اپنا سر کھپا رہے تھے کہ کیا امریکہ بالواسطہ یا بلاواسطہ یونوکال یا اپنے اتحادیوں پاکستان اور سعودی عرب کے ذریعے طالبان کی مدد کر رہا ہے اور وہ کیا عوامل ہیں جو ایک طرف امریکہ' سعودی عرب' پاکستان اور طالبان کے درمیان اتنے وسیع پیمانے پر علاقائی گٹھ جوڑ کے فروغ کیلئے متحرک ہیں اور دوسری طرف ایران' روس' وسط ایشیائی ریاستوں اور طالبان مخالف اتحاد کو ایک صف میں کھڑا کرنے کا موجب ہیں۔ دوسری جانب بعض کے نزدیک افغان جہاد کے زمانے کے سی آئی اے اور آئی ایس آئی کے تعلق کو پھر سے زندہ کیا جا رہا ہے۔

صدر نیازوف کے یونی کال کے ساتھ نئے معاہدے کے تحت بریداس کمپنی کو سخت دھچکا لگا اور فروری 1996ء میں بریداس نے یونوکال کمپنی کے خلاف عدالتوں کا رخ کیا اور ایک دوسرے پر مختلف الزامات لگائے۔ بریداس نے ہوسٹن کے قریب فورٹ بینڈ کاؤنٹی میں دعویٰ دائر کر دیا۔ کلنٹن انتظامیہ واضح طور پر یونوکال کے حق میں تھی جبکہ پاکستان

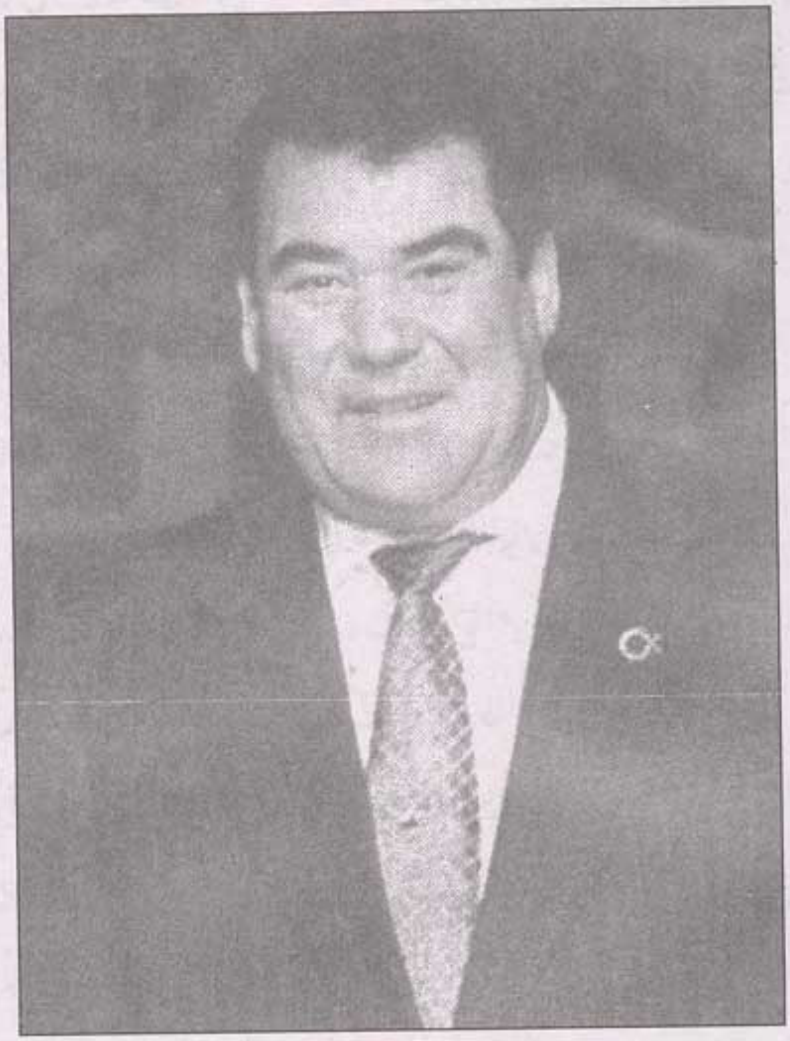

روس کے صدر مراد نیازوف

حکومت نے بریداس کے ساتھ جس معاہدے پر دستخط کیے تھے، وہ اس پر قائم تھی اور امریکہ کیلئے یہ رویہ غیر مناسب تھا۔

مارچ 1996ء میں پاکستان اور امریکہ کے سفیر ٹام سمنز نے وزیراعظم بے نظیر بھٹو سے اس بات پر بڑی لے دے کی کہ پاکستان کو بریداس کی بجائے یونوکال کی حمایت کرنا چاہئے۔ بینظیر نے واضح طور پر بریداس کی حمایت کی اور امریکی سفیر ٹام سمنز نے بینظیر بھٹو پر بریداس سے فوائد حاصل کرنے کا الزام لگایا۔ اس پر بینظیر بھٹو نے ٹام سمنز سے خاصی تلخ کلامی کی اور نوبت یہاں تک آئی کہ بینظیر بھٹو نے سمنز سے تحریری معافی نامے کا مطالبہ کیا اور سمنز نے باقاعدہ تحریری طور پر معافی نامہ دیا۔ 21 اپریل 1996ء کو رابن فیل نے اسلام آباد میں ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ امریکی کمپنی یونوکال ترکمانستان سے پاکستان تک پائپ لائن تعمیر کرنے میں دلچسپی رکھتی ہے۔

اگست 1996ء سیکرٹری آف سٹیٹ برائے جنوبی ایشیا مسز رابن رافیل نے یکے بعد دیگرے پاکستان اور افغانستان کے دو، دو دورے کیے اور یونوکال کے حق میں بات کی۔

پائپ لائن کا یہ پروجیکٹ ترکمانستان، پاکستان اور افغانستان کیلئے بہت فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اس سے روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے اور افغانستان کو ایندھن حاصل ہوگا۔ اس کے بعد رافیل نے وسطی ایشیا کی جمہوریتوں کے دارالحکومتوں اور ماسکو کا دورہ کیا جہاں بھی انہوں نے یونوکال کی حمایت میں کھل کر باتیں کیں۔

امریکہ کی یونوکال کیلئے کھلم کھلا حمایت نے روس اور ایران کے شکوک وشبہات میں اضافہ کر دیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ سی آئی اے طالبان کی حمایت کر رہی ہے۔

کابل پر طالبان کا قبضہ ہونے کے چند گھنٹے کے اندر امریکہ محکمہ خارجہ نے اعلان کیا کہ وہ ایک افسر کابل بھیجے گا اور طالبان سے سفارتی تعلقات قائم کرے گا۔ مگر یہ بیان کسی وجہ سے واپس لے لیا گیا۔ محکمہ خارجہ کے ترجمان گلین ڈیوس نے کہا کہ طالبان اسلامی قوانین

نافذ کرتے ہیں تو امریکہ کو اس میں قابل اعتراض بات دکھائی نہیں دیتی۔ اس نے طالبان کو خوب دشمن نہیں بلکہ جدیدیت کے خلاف قرار دیا۔ سینیٹر ہنک براؤن نے کہا کہ جو کچھ ہوا ہے اس کا اچھا پہلو یہ ہے کہ ایک گروہ بالآخر افغانستان میں ایک حکومت قائم کرنے کے قابل ہو گیا ہے۔ براؤن یونوکال کے حق میں بات کر رہے تھے کہ یونوکال اب افغانستان میں پائپ لائن بچھانے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کرے گی۔

امریکہ اور پاکستان کی حمایت حاصل ہونے کے بعد یونوکال طالبان سے محبت کی پینگیں بڑھانے لگی۔ ادھر بریداس نے بھی طالبان کو سرمائے کے حصول میں تعاون کی پیشکش کی۔ اکتوبر 1996ء میں بینظیر حکومت کے گرنے کے بعد راستہ صاف ہو گیا۔

بے نظیر کی پشت پناہی اور طالبان کی کامیابی

1993ء میں بے نظیر بھٹو جب دوبارہ وزیراعظم منتخب ہوئیں تو وہ وسطی ایشیا تک راستہ کھولنے کی بڑی خواہش مند تھیں۔ سب سے چوڑا راستہ پشاور سے کابل تک کا تھا جو کوہ ہندوکش میں سے گزرتا ہے اور کابل سے ازبکستان میں ترمیز اور تاشقند تک جاتا ہے لیکن کابل کے گرد جنگ کے باعث یہ راستہ بند تھا۔ ستمبر 1994ء میں پاکستان کے سرویئرز اور آئی ایس آئی کے افسروں نے چمن سے ہرات تک سفر کیا اور سڑک کا جائزہ لیا۔ اسی مہینے بے نظیر دور کے وزیر داخلہ جنرل (ر) نصیراللہ بابر بھی چمن گئے۔ قندھار کے قبائلی سرداروں نے اس منصوبے پر شک کا اظہار کیا۔ ان کے خیال میں یہ منصوبہ پاکستان کا بنایا ہوا تھا کہ پاکستانی انہیں کچلنے کیلئے فوجی مداخلت کریں گے۔ ان کے ایک کمانڈر امیر لالائی نے تو بابر سے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ پاکستان جو ہمارے لیے سڑکیں تعمیر کرنے کا عندیہ دے رہا ہے کہیں یہ ہمارے داخلی معاملات میں مداخلت تو نہیں ہے۔ اگر ہمسایہ ممالک ایسی دخل اندازی کریں گے تو امن قائم نہیں ہو سکے گا۔

پاکستانی حکومت نے قندھار کے قبائلی سرداروں اور ہرات میں اسمایل خاں سے بات چیت جاری رکھی اور انہیں ترکمانستان تک ٹریفک کھولنے اور جاری رکھنے کی اجازت دینے کیلئے کہتے رہے۔ 20 اکتوبر 1994ء کو جنرل نصیراللہ بابر چھ مغربی سفارتکاروں کو ساتھ لے کر قندھار اور ہرات گئے۔ اس پارٹی میں پاکستان کے ریلوے، سڑکوں، ٹیلی فون اور بجلی کے محکموں کے اعلیٰ افسران بھی شامل تھے۔

مسز رابن رافیل اور بے نظیر بھٹو

28 اکتوبر 1994ء کو بے نظیر بھٹو نے اسماعیل خاں اور جنرل رشید دوستم سے ملاقات کی اور انہیں جنوبی راستہ کھولنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ انہیں بتایا گیا کہ راستے پر آنے جانے والے لوگوں کو بہت کم جگہوں پر محصول ادا کرنا پڑے گا اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری دی جائے گی۔ لیکن اس ملاقات سے چند دن پہلے ایک عجیب واقعہ ہوا کہ قندھار اور پاکستان مدرسوں کے قریباً دوسو افغان اساتذہ اور طالب علم پاکستان کے سرحدی شہر چمن کے بالکل سامنے افغانستان کی سرحدی چوکی اسپن بولدک پر جمع ہوئے' یہ چوکی ٹرکوں کے پڑاؤ اور تیل لینے کیلئے ایک مخصوص جگہ ہے۔ افغان ٹرک اس جگہ سے پاکستانی ٹرکوں سے آیا ہوا سامان لے کر واپس افغانستان جاتے ہیں۔ پاکستان سے قبائلی سرداروں کے فوجی جتھوں کیلئے تیل بھی اسی جگہ سے ہی پہنچایا جاتا' اس چوکی (اسپن بولدک) پر حکمت یار کے آدمیوں کا قبضہ تھا' جو ٹرانسپورٹرز سے من مانا ٹیکس وصول کرتے۔ ٹرانسپورٹر لیا گیا ٹیکس اور دوسرے اخراجات ملا کر نقصان میں رہتے' لیکن کاروباری نقطہ نگاہ سے وہ سا اڈے کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے' اس کیلئے انہوں نے ملا عمر سے ملاقات کی اور اپنے مسائل اور طالبان کے فوائد سامنے رکھے۔ ملا عمر کو نذرانہ بھی پیش کیا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ وہ طالبان کو ہر ماہ طے شدہ رقم بھی ادا کر دیا کریں گے۔ طالبان اتنی مہربانی کریں کہ راستے کی رکاوٹیں اور زنجیریں ہٹا دیں۔ راستہ روکنے والوں کو بھگا دیں اور ٹرکوں کی بحفاظت نقل و حمل کی ضمانت دیں۔ ٹرانسپورٹروں نے مجموعی رقم جو ٹیکسوں کی مد میں حکمت یار کے آدمیوں کو دیتے تھے' طالبان کو دی گئی رقم سے کم پڑتی تھی اور انہیں بحفاظت منزل مقصود تک مدد دینے میں بھی طالبان کا ساتھ ہونے کی وجہ سے گھاٹے کا سودا نہیں تھا۔

ملا عمر نے ٹرانسپورٹروں کی پیشکش کو قبول کر لیا اور راستہ کھلوانے میں مدد کی۔ ان طالبان کے بارے میں روسی فوج کے ریٹائرڈ میجر جنرل الیگزنڈر لیا کہوسکی جو افغان جنگ میں شریک رہے' ان کا کہنا ہے کہ میں تجربہ کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ طالبان ہلکا پھلکا اسلحہ

استعمال کرتے ہیں اور وہ پچھلے تیس برسوں سے برسرپیکار چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے پیدا ہوتے ہی بندوقیں دیکھیں اور بندوقوں کے سائے میں پل کر جوان ہوئے۔ یہ لوگ چھاپہ مار کارروائیوں میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اور پہاڑوں کے چپے چپے سے واقف ہیں۔ افغانوں کی فطرت ہے کہ وہ بندوق کی نوک پر کوئی بات نہیں مانتے ہاں! یہ لوگ پیسے کی جھلک دیکھ کر نرم پڑ جاتے ہیں۔ ان کو زیر کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ یہ لوگ پیسے کے متوالے ہیں۔ انہیں پیسہ دیجئے اور خرید لیجئے۔

ملا عمر کے فیصلے سے طالبان کو مطلع کر دیا گیا اور طالبان نے حکمت یار کے زیر قبضہ چوکی پر تین اطاف سے حملہ کر دیا۔ حکمت یار کے آدمی اپنے پیچھے سات لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ کئی آدمی زخمی ہوئے۔ طالبان کا بھی ایک شخص ہلاک ہوا۔ پاکستان نے حکمت یار کے آدمیوں کے زیر قبضہ سن بالڈک چوکی کا قبضہ چھڑانے میں طالبان کی مدد کی اور اس چوکی کے باہر اسلحہ کے بڑے ذخیرے پر قبضہ کرنے میں بھی مدد کی۔ یہ وہ اسلحہ تھا جو 1990ء میں پاکستان کی سرحد کے پار افغانستان میں لے جایا گیا۔ حکمت یار کے آدمی اس اسلحہ کی حفاظت پر مامور تھے۔ جنیوا معاہدہ کی رو سے پاکستان افغانوں کیلئے اپنے علاقے میں اسلحہ نہیں رکھ سکتا تھا۔ اس لیے اسے یہ ذخیرہ افغان علاقے میں منتقل کرنا پڑا۔ یہاں سے طالبان کو 18000 (اٹھارہ ہزار) کلاشنکوفیں، درجنوں گولے اور بھاری تعداد میں گولہ بارود اور کئی گاڑیاں بھی ملیں۔

سن بالڈک چوکی پر طالبان کا قبضہ ہو جانے کے بعد قندھار کے قبائلی سرداروں کو تشویش ہوئی اور طالبان کی پشت پناہی کرنے پر ان قبائلی سرداروں نے پاکستان حکومت کی مذمت کی۔ نصیر اللہ بابر قبائلی سرداروں کے آپس میں جھگڑوں سے جلد فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ انہوں نے تیس 30 ٹرکوں پر مشتمل ایک تجارتی قافلہ ترتیب دیا اور ان ٹرکوں میں مختلف سامان لے کر اشک آباد کی طرف سفر کیا۔ اس پر قبائلی سرداروں (کمانڈروں) کو شک گزرا

کہ ٹرکوں کا یہ قافلہ آئندہ آنے والی پاکستانی فوج کیلئے اسلحہ لے کر جارہا ہے۔

29 اکتوبر 1994ء کو این ایل سی کے ٹرکوں کا یہ قافلہ کوئٹہ سے روانہ ہوا۔ اس قافلہ کے ساتھ 80 (اسّی) سابق فوجی ڈرائیور، اس کے علاوہ ہرات میں پاکستان کے قونصل جنرل، آئی ایس آئی کے فیلڈ آفیسر کرنل امام، ان کے ساتھ دو نوجوان طالبان کمانڈر ملا برجان اور ملا ترابی بھی شامل تھے، قندھار کی طرف روانہ ہوا۔ قندھار سے بارہ میل باہر قندھار کے ہوائی اڈے کے قریب تخت پل پر قبائلی کمانڈروں کے ایک گروپ نے قافلہ کو آگے جانے سے روک دیا۔ کمانڈروں کا مطالبہ تھا کہ انہیں ٹیکس اور ٹرکوں میں لدے ہوئے سامان سے بھی حصہ دیا جائے۔ دوسری شرط یہ رکھی کہ پاکستان طالبان کی مدد کرنا چھوڑ دے۔ بصورت دیگر ہم سامان آگے نہیں جانے دیں گے اور ضبط کرلیں گے۔ انہوں نے سامان اور افراد کو اپنی حراست میں لے لیا۔

3 نومبر 1994ء کو طالبان قافلہ کو روکنے والوں پر حملہ کیلئے آگے بڑھے اور چوکی پر بھرپور حملہ کردیا۔ افغان کمانڈروں نے سوچا کہ یہ حملہ پاکستانی فوج نے کیا ہے اور وہ بھاگ نکلے۔ اغوان کنندگان کے سربراہ منصور کو طالبان نے صحرا میں تعاقب کر کے اسے اور اس کے دس محافظوں کو پکڑ کر گولی ماردی۔ منصور کی لاش ٹینک کی توپ کے ساتھ لٹکا دی تاکہ وہ نشان عبرت ہو اور لوگ خوفزدہ ہوں۔ اس سے بھی طالبان کا رعب و دبدبہ قائم ہوگیا۔

اسلحہ اور بارود وافر تعداد میں ملنے اور عوام کی طرف سے بھی تعاون ملنے پر طالبان کے حوصلے بلند ہوگئے اور چند ہفتوں میں افغانستان کے دوسرے شہر قندھار پر بھی قبضہ کرلیا۔

اس واقعہ پر اسلام آباد میں کسی غیر ملکی سفیر اور تجزیہ نگار کو شک بھی نہیں تھا کہ طالبان کو پاکستان کی طرف سے خاصی امداد مل رہی ہے۔ قندھار پر قبضہ ہونے پر پاکستان کی حکومت، جمعیت العلمائے اسلام کے دونوں گروپوں (ف) اور (س) سے خوشیاں منائیں۔ نصیر اللہ خاں بابر نے طالبان کی کامیابی کو اپنے کھاتے میں ڈالا اور صحافیوں کی نجی محفل میں بتایا

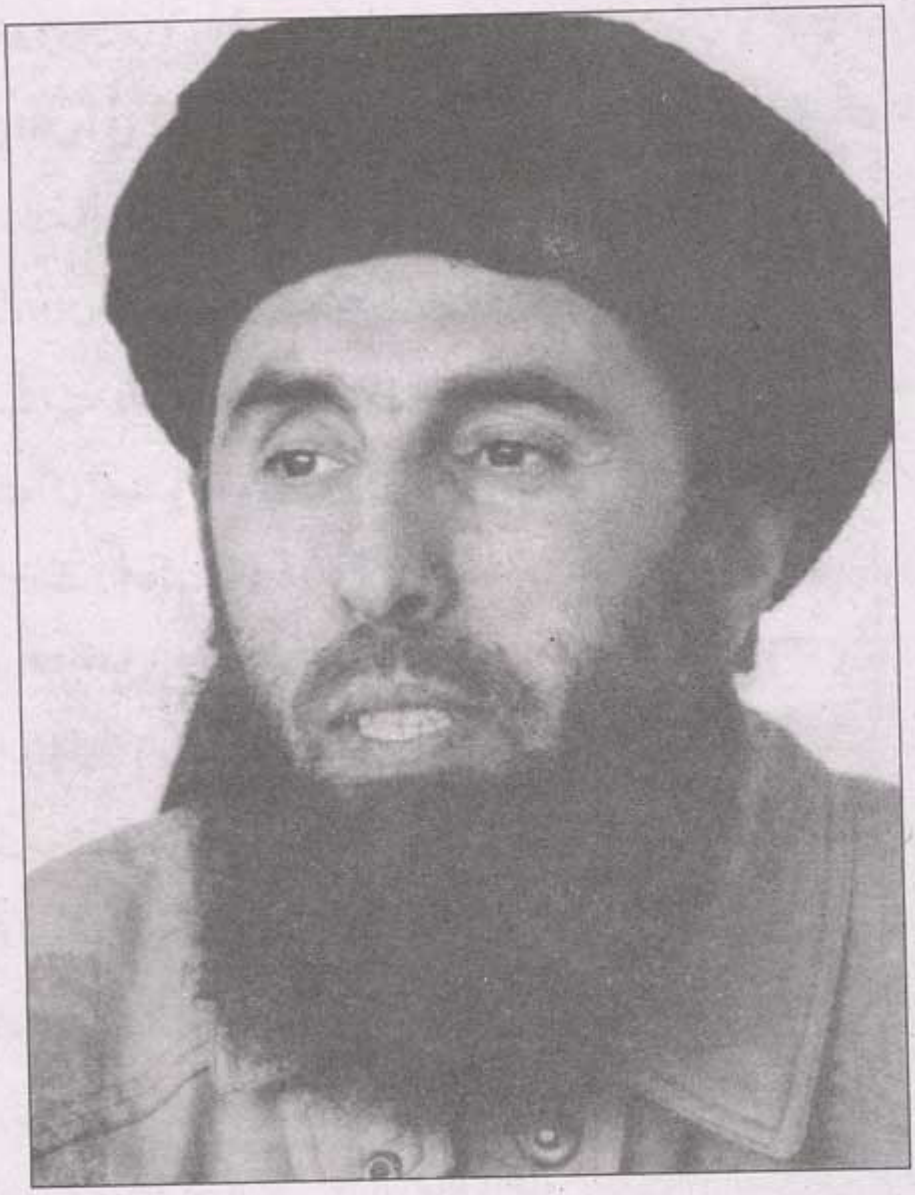

گل بدین حکمت یار

کہ طالبان ہمارے لڑکے ہیں۔ تاہم طالبان نے پاکستان کے زیر اثر نہ ہونے کا اعلان کیا اور کہا کہ وہ کسی کے ہاتھ میں کٹھ پتلی نہیں ہیں۔

16 نومبر 1994ء کو ملا غوث اخوند نے کہا کہ پاکستان طالبان کو نظر انداز کر کے آئندہ کوئی قافلہ افغانستان نہ بھیجے۔ اس کے علاوہ کسی قبائلی سردار سے کوئی نجی معاہدہ بھی نہ کرے۔ اسی اثنا میں ہزاروں نوجوان افغان پشتون جو بلوچستان اور صوبہ سرحد میں تعلیم حاصل کر رہے تھے' طالبان میں شامل ہونے کیلئے قندھار پہنچنا شروع ہو گئے۔ ان میں اکوڑہ خٹک (نوشہرہ)' کوئٹہ' پشاور اور دوسرے شہروں سے افغان سکولوں کے اساتذہ اور طلباء اور پاکستانی رضا کار بھی آن شامل ہوئے۔ دسمبر 1994ء تک 12 (بارہ) ہزار افغان اور پاکستانی طلباء قندھار میں آ کر طالبان میں شامل ہو چکے تھے۔ مختلف ممالک نے اس پر ملا جلا ردِ عمل کا اظہار کیا اور پاکستان کی امداد پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس صورتحال کی وضاحت کیلئے پاکستان پر بین الاقوامی اور اندرونی دباؤ پڑنے لگا۔ فروری 1995ء میں بے نظیر بھٹو (وزیر اعظم پاکستان) کو باقاعدہ اعلان کرنا پڑا کہ طالبان کا ساتھ دینے کیلئے سرحد عبور کرنیوالوں کو روکا نہیں جا سکتا۔ میں صدر برہان الدین کیلئے جنگ کرنے کی ہرگز روادار نہیں۔ اگر افغان سرحد پار جانا چاہتے ہیں تو میں انہیں باز نہیں رکھ سکتی۔ البتہ انہیں واپس آنے سے روکا جا سکتا ہے لیکن ان کے خاندان پاکستان کے مختلف شہروں میں ہیں۔

جنوری 1995ء میں تمام مخالف گروپوں نے کابل میں صدر ربانی حکومت کے خلاف اتحاد کر لیا۔ گلبدین حکمت یار شمال میں ازبک سردار جنرل رشید دوستم اور وسطی افغانستان کے ہزارہ قبیلے سے مل گئے جس کا کابل کے ایک حصہ پر قبضہ تھا۔ پاکستان نے اس نئے اتحاد کو قائم کرنے میں معاونت کی۔ طالبان جس تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے' اس نے اسلام کو بھی حیران کر دیا۔ اگرچہ بے نظیر بھٹو کی حکومت طالبان کی پوری حمایت کر رہی تھی لیکن آئی ایس آئی کو طالبان کی صلاحیت کے بارے میں شک ہی رہا۔

حکمت یار کو طالبان کے پھیلتے جانے پر سخت تشویش تھی۔ اس نے طالبان کی پیش قدمی کو روکنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ کابل پر راکٹوں سے بڑا حملہ کر دیا جس سے سینکڑوں افراد ہلاک ہوئے اور شہر کے کئی حصے تباہ ہوئے۔

2 فروری 1995ء کو طالبان نے کابل سے 35 میل دور وردک شہر پر قبضہ کر لیا۔ طالبان جس تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے اور مختلف شہروں پر قبضہ کر رہے تھے' اس سے حکمت یار کے دستوں کے حوصلے پست ہو گئے اور پھر 14 فروری کو طالبان نے سیاب شہر میں حکمت یار کا ہیڈ کوارٹر فتح کر لیا جس سے اس کی فوج میں خوف و ہراس پھیل گیا اور وہ مشرق کی طرف جلال آباد کی طرف بھاگ نکلی۔ صدر ربانی کے دستے احمد شاہ مسعود کی قیادت میں کابل شہر میں چلے گئے۔ طالبان نے سارے راستے کھول دیئے جس سے کابل کو خوراک کی فراہمی شروع ہو گئی۔ کیونکہ حکمت یار نے کئی مہینوں سے کابل کا محاصرہ کر رکھا تھا جس سے قحط کی سی صورتحال پیدا ہو چکی تھی۔

راستے کھلنے پر کابل کے شہریوں کے طالبان کے بارے میں سارے شکوک و شبہات دور ہو گئے کیونکہ سامان رسد و رسائل اور کھلے عام آنے جانے سے عوام کے چہروں پر رونق آئی۔ خوراک ملنے لگی اور اس سے طالبان کے حوصلے بھی بلند ہوئے۔ طالبان کے عزت و وقار میں اضافہ ہوا مگر اب طالبان اور احمد شاہ مسعود کا آمنا سامنا تھا۔ طالبان نے مطالبہ کیا کہ صدر ربانی اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں اور احمد شاہ مسعود بھی اپنی شکست تسلیم کر لیں۔ اسی دوران طالبان نے ہزارہ قبیلہ سے بھی بات کی۔ طالبان کے اس اصرار پر کہ کابل میں جو حکومت بھی بنے' اسے صرف طالبان کی فوج کی حمایت حاصل ہو' ربانی حکومت اور اقوام متحدہ کے خصوصی نمائندے (مقیم افغانستان) نے طالبان کی یہ شرائط مسترد کر دیں۔

1996ء میں طالبان کی مسلسل کامیابی اور افغانستان پر مکمل کنٹرول کے بعد ملک بھر

سے ہم خیال طالبان اور علماء کو آئندہ لائحہ عمل کے بارے میں سوچ بچار کرنے کیلئے مدعو کیا گیا۔ چونکہ بیرون ممالک طالبان کے حامی بھی یہ محسوس کر رہے تھے کہ طالبان کی کامیابی کی صورت میں بالخصوص کابل پر قبضہ کرنے کے بعد ان کے علاوہ عوام طالبان کے اپنی طرز کے بنائے ہوئے اسلامی قوانین اور نظام کو کیسے قبول کریں گے' شوریٰ کا یہ اجلاس دو ہفتے جاری رہا۔ الگ الگ مجالس میں سیاسی اور فوجی مستقبل سے متعلق غور وخوض ہوتا رہا۔ اس کے علاوہ یہ بھی طے پایا جانا تھا کہ شریعت کے نفاذ کی مؤثر صورت کیا ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم' ملازمتیں' عدل وانصاف' رہن سہن ودیگر قوانین کیسے ہوں گے' اسلامی زندگی اور شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے طالبان کا طرز زندگی کیسا ہوگا؟ اس شوریٰ میں کئی پاکستانی افسروں کا تعاون بھی ساتھ رہا۔ ان میں کابل میں متعین پاکستان کے سفیر قاضی ہمایوں' آئی ایس آئی کے کئی افسر اور ہرات میں پاکستانی قونصل جنرل کرنل امام بھی شامل تھے۔

ملا عمر کے حامی قندھاریوں کے گروپ نے اختلاف ختم کرانے کیلئے ملا عمر کو امیر المومنین قرار دینے کی تجویز پیش کی۔ اس لقب سے وہ جہاد کے غیر متنازعہ لیڈر اور افغانستان کے امیر بن گئے۔

طالبان کی مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس ربانی حکومت کے خلاف جہاد کرنے کے اعلان پر ختم ہوا۔ طالبان نے حلف اٹھایا کہ وہ اپنے مخالفین سے مذاکرات نہیں کریں گے۔ فیصلہ ہوا کہ افغانستان میں جائز حکومت کے قیام کے بعد ہی عورتوں کی تعلیم کے بارے میں حتمی فیصلہ کیا جائے گا۔ اس اجلاس کے بعد ملا عمر کو اس خطاب سے اپنے جائز امیر ہونے کی تصدیق حاصل ہوگئی اور پشتونوں کی ایک طرح کی تسکین ہوگئی کہ مجاہدین کے کسی لیڈر نے جنگ کے دوران یہ مقام نہیں پایا تھا۔ اب ملا عمر کو روزمرّہ کی سیاست سے الگ تھلگ رہنے' غیر ملکی سفیروں سے ملنے' طالبان کی قیادت کو وسعت دینے یا مخالفوں سے ملنے کے ضمن میں بے لچک رویہ اپنانے کا اختیار اور جواز مل گیا تھا۔

طالبان افغانستان پر کس طرح سے حکمرانی کرنا چاہتے ہیں اور ملک اقتصادی اور معاشرتی تعمیر و ترقی کا کیا منصوبہ رکھتے ہیں' ان بے حد حساس اور اہم سوالوں کے بارے میں علماء کے اجلاس میں جان بوجھ کر کوئی فیصلہ نہ کیا گیا۔ کابل میں قبضہ ہونے کے بعد بھی ان سوالوں کا کوئی جواب نہ دیا جا سکا۔ ملاّ عمر کے معاون ملاّ وکیل نے کہا ''ہم نے اپنے حکومتی ڈھانچے کے متعلق کوئی اعلان نہیں کیا اس لئے ابھی ہم یہ فیصلہ کرنے کے قابل نہیں ہو سکے کہ ملک کا صدر کون ہوگا۔ اور وزیر اعظم کون؟ شوریٰ سیاست اور سیاسی جماعتوں کو اجازت نہیں دی گی۔ یہی وجہ ہے کہ سرکاری ملاّزموں اور سپاہیوں کو تنخواہ نہیں دی جاتی۔ صرف غذا' کپڑے' جوتے اور ہتھیار دیئے جاتے ہیں۔ ہم اپنا رہن سہن رسول اکرمؐ کی طرح کا رکھنا چاہتے ہیں' جہاد کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ ہم رسول اللہؐ کا دور واپس لانا چاہتے ہیں۔ افغان عوام کی گزشتہ 14 برس سے یہی خواہش ہے۔ ایک دوسرے طالبان لیڈر نے کہا کہ ہم اپنے دشمنوں سے محبت کر سکتے ہیں لیکن انہیں شکست دینے کے بعد۔

علماء کے اجلاس نے جو فیصلے کئے' ان کا ایک محرک تو مخالفین کو دبانے میں ہونے والی کامیابی تھی۔ دوسرے صدر ربانی کے مؤقف کیلئے بڑھتی ہوئی عالمی حمایت کی روک تھام کرنے کی ضرورت کا احساس تھا۔ کابل کی فوجی کامیابیوں نے حکمت یار کو تو بے اثر کر دیا۔ ہزارہ قبائل اور طالبان کے حملے نے حکومت کو باور کرایا کہ وسیع تر سیاسی قبولیت حاصل کرنے کیلئے کوشش ہونی چاہئے اور اپنی حمایت بڑھانے کی تدبیر کی جانی چاہیے۔ ادھر صدر ربانی نے دوسرے جنگی سرداروں سے بات چیت شروع کر دی۔ انہیں جھانسہ دیا کہ وہ نئی حکومت بنا رہے ہیں جس میں ان کو شامل کیا جا سکتا ہے۔ جنوری' فروری 1996ء میں صدر ربانی کے نمائندے ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے گلبدین حکمت یار سے سروبی میں' جنرل رشید دوستم سے مزار شریف میں اور حزب کے لیڈروں نے بامیاں میں ملاّقات کی۔ فروری میں تمام مخالف گروہوں میں سوائے طالبان کے ایک دس رکنی کونسل بنانے پر اتفاق ہو گیا۔

کونسل کا کام کابل سے امن کی بحالی کی شرائط کے بارے میں بات چیت کرنا تھا۔

طالبان کے اس اصرار کے باوجود کہ وہ شکست تسلیم کرتے' حکومت سے مذاکرات کا یہ سلسلہ جاری رکھنا طے پایا۔ چند ہفتے بعد حزب اسلامی نے حکمت یار کو صدر ربانی سے اقتدار میں شرکت کا معاہدہ طے کرنے کا اختیار دے دیا۔ پاکستان کو صدر ربانی کی کامیابیوں پر تشویش تھی۔ اس نے جنگی سرداروں کو طالبان سے مل کر کابل کی حکومت کی مخالفت میں اتحاد قائم کرنے پر آمادہ کرنا چاہا۔ آئی ایس آئی نے حکمت یار' دوستم اور جلال آباد شوریٰ کے پشتون لیڈروں اور حزب وحدت کے سربراہوں کو اسلام آباد آنے کی دعوت دی اور انہیں طالبان کا ساتھ دینے کا کہا۔ ان افغان سرداروں نے صدر فاروق احمد لغاری اور فوج کے سربراہ جہانگیر کرامت سے ملاقات کی۔ ایک ہفتہ مذاکرات جاری رہے۔ جن میں پاکستان نے سیاسی اتحاد قائم کرنے کی تجویز پیش کی' نجی گفتگو میں کابل پر مشترکہ حملہ کرنے کا خاکہ پیش ہوا۔ جس کی رو سے طالبان کو جنوب سے حکمت یار کو مشرق سے اور جنرل دوستم کو شمال کی جانب سے حملہ کرنا تھا۔ پاکستان کے وزیر داخلہ جنرل (ر) نصیراللہ بابر نے طالبان کو آمادہ کرنے کیلئے تین ملین ڈالر کے خرچ سے شمالی افغانستان میں چمن سے ترکمانستان کی سرحد پر قدرگنڈی تک سڑک بنانے کی پیش کش کی۔ طالبان نے اسے قبول نہیں کیا۔ وزیر داخلہ نصیراللہ بابر' جمعیت العلمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن اور آئی ایس آئی کی ذاتی اپیلوں کو بھی خاطر میں نہ لائے۔ طالبان ان سرداروں سے کسی قسم کا علاقہ یا تعلق رکھنے پر تیار نہ ہوئے۔ جنہیں وہ کمیونسٹ اور بے دین کہتے اور ان کی مذمت کرتے رہے تھے۔

کابل کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم کرنے کی کوشش سے ناکام ہونے سے صدر برہان الدین ربانی کے حوصلے مزید بڑھ گئے۔ محاذ کی ناکامی (وسط فروری ہی میں ہوئی تھی) ایک ماہ بعد مارچ 1996ء میں ربانی نے ایک ساٹھ رکنی وفد کے ساتھ ایران' ترکمانستان' ازبکستان اور تاجکستان کا وسیع دورہ کیا' وہاں اپنے لئے بین الاقوامی حمایت اور اضافی فوجی

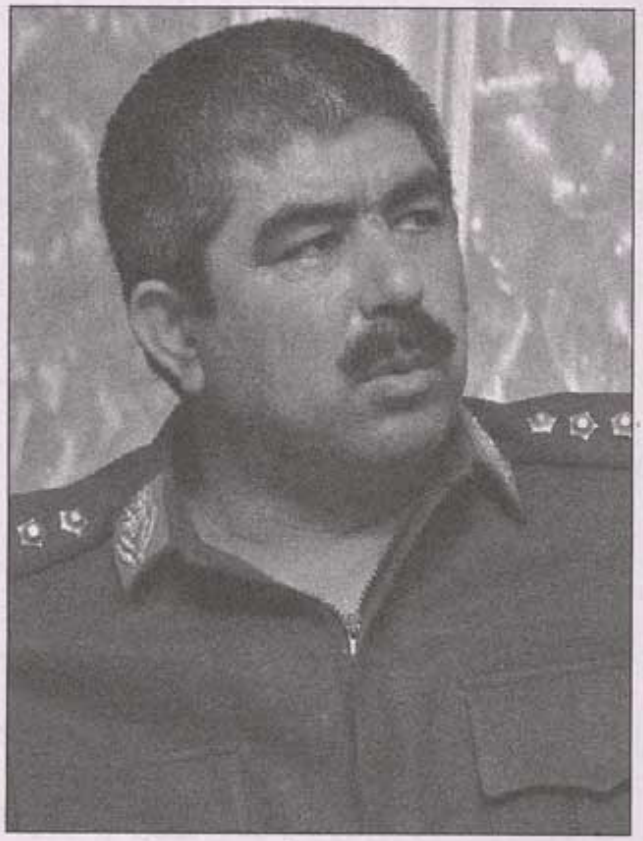

جنرل عبدالرشید دوستم

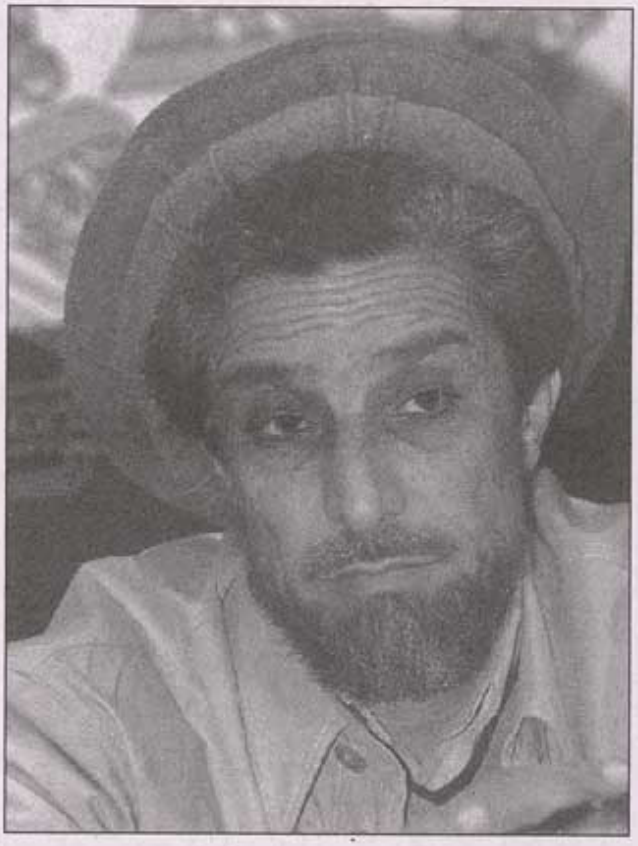

احمد شاہ مسعود

امداد پر زور دیا۔ روس اور ہندوستان نے جو کابل حکومت کی حمایت کرتے رہے تھے۔ اندازہ کیا کہ اندرونی باہمی کشمکش ایک نازک مرحلے میں داخل ہوگئی ہے۔ کابل میں ایک اور جنگ علاقے میں عدم استحکام اور وسطی ایشیا میں اسلامی بنیاد پرستی کے فروغ کا موجب ہوگی۔ ایران ہرات پر پشتونوں کا قبضہ ہوجانے پر برافروختہ تھا۔ اس لئے بھی کہ پشتون شیعوں کے مخالف تھے۔ دوسرا انہیں علاقے میں ایران کے مخالفوں یعنی پاکستان اور سعودی عرب کی پشت پناہی حاصل تھی۔ روس کابل کی حکومت کو طالبان کے قبضے میں زیادہ اعتدال پسند اور لچکدار سمجھتا تھا۔ دوسرے اسے وسطی ایشیائی جمہوریتوں کی سلامتی کے سلسلے میں تشویش تھی۔ روس تاجکستان میں کمیونسٹ حکومت اور اسلامی باغیوں کے درمیان چار سالہ جنگ کے خاتمے کا خواہاں تھا۔ اس کے خیال میں اس جنگ کو افغانستان کی طرف سے بھڑکایا جارہا تھا۔ ہندوستان کابل حکومت کی صرف اس لئے حمایت کررہا تھا کہ پاکستان طالبان کا طرف دار تھا۔

ان تمام ملکوں نے کابل کی فوجی امداد میں اضافہ کردیا۔ روس نے بگرام ایئرپورٹ کی سہولتوں میں اضافہ کیلئے فنی امداد فراہم کی۔ روس ٹرانسپورٹ طیارے روس تاجکستان اور یوکرائن سے اڑکر کابل کو ہتھیار، گولہ بارود اور ایندھن پہنچاتے، ایران نے شہر سے بگرام کے درمیان فضائی پل فراہم کردیا جس کے ذریعے کابل حکومت کو اسلحہ فراہم ہونے لگا۔ پاکستان انٹیلی جنس نے اطلاع دی تھی کہ بگرام میں رسد پہنچانے کیلئے ایک دن میں ایران کی تیرہ (13) پروازیں آئیں۔ سی آئی اے کو شک تھا کہ ربانی حکومت کے شیعہ حلیفوں نے پانچ اینٹی ایئرکرافٹ سٹنگر میزائل ایران کے ہاتھ بیچے ہیں اور فی میزائل ایک ملین ڈالر وصول کئے ہیں۔

ایران نے بھی مشہد کے قریب پانچ ہزار سپاہیوں کی تربیت کیلئے پانچ کیمپ قائم کئے تھے۔ ان سپاہیوں کا تعلق ہرات کے سابق گورنر اسماعیل خان سے تھا۔ ایران کی طرف سے

کابل حکومت کو امداد اس لحاظ سے اہم تھی کہ ایک سال قبل ہزارہ شیعوں کا جو قتل ہوا تھا اس پر ایران کو احمد شاہ مسعود پر سخت غصہ تھا' جسے پی کر اس نے کابل کی امداد شروع کی۔ ہندوستان نے افغان ایئر لائن آریانہ کو از سر نو منظّم کرنے اور مؤثر بنانے میں مدد کی اور یوں افغان حکومت کو اسلحے کی فراہمی کا لائق اعتماد بندوبست کر دیا۔ ہندوستان نے طیاروں کے فاضل پرزے زمینی ریڈار اور پیسے بھی دیئے۔

اس کے مقابلے میں پاکستان اور سعودی عرب نے طالبان کی فوجی امداد میں اضافہ کر دیا۔ قندہار ایئر پورٹ کی صلاح اور تعمیر کا کام سرانجام دیا۔ راکٹوں سمیت فاضل پرزے فراہم کئے۔ سعودی عرب نے ایندھن' سرمایہ اور سینکڑوں نئی پک اپ گاڑیاں دیں' زیادہ تر ساز و سامان بذریعہ ہوائی جہاز قندہار کے ایئر پورٹ پر پہنچایا گیا۔ افغانستان کے اندرونی معاملات میں بیرونی مداخلت پر امریکہ نے پریشانی اور ناگواری کا اظہار کیا اور چار برس بعد ایک بار پھر خانہ جنگی ختم کرانے میں دلچسپی لینا شروع کی۔ مارچ کے اوائل میں امریکی کانگریس اور خارجہ تعلقات سے متعلق سینٹ کی سب کمیٹی کے رکن ہینک براؤن چھ برس میں پہلے امریکی ترجمان تھے انہوں نے کابل اور دوسرے اہم شہروں کا دورہ کیا۔ وہ تمام افغان دھڑوں کا واشنگٹن میں اجلاس طلب کرنا چاہتے تھے۔ جنوبی ایشیا کیلئے امریکی اسسٹنٹ آف سٹیٹ مسز رابن رافیل افغانستان کے بارے میں امریکی پالیسی کا جائزہ لینے کیلئے اسلام آباد پہنچیں۔ 19 اپریل 1996ء مسز رابن رافیل نے پہلے کابل' قندہار اور مزار شریف کا اور بعد میں وسطی ایشیا کی جمہوریتوں کے تین دارالحکومتوں کا دورہ کیا۔ رافیل نے کابل حکومت سے کہا کہ ہم افغان امور میں مداخلت نہیں کرنا چاہتے۔ افغانستان کے دوست کی حیثیت سے ہمارا کہنا ہے کہ افغان اپنے طور پر اکٹھے ہوں اور باہم بات چیت کے ذریعے معاملات نمٹائیں۔ رابن رافیل نے پاکستان سے کہا کہ وہ ربانی حکومت سے صلح کر لے اور اسے اور طالبان کو مذاکرات کرنے پر آمادہ کرے۔ امریکہ دوسرے محاذوں

پر بھی سرگرم عمل رہا۔ امریکی کانگریس سے افغانیوں کے مابین مذاکرات کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ رابن رافیل کا کہنا ہے کہ ربانی کا خیال ہے کہ اس اتحاد میں مزید اہم مخالف شخصیات کو شامل کر کے امن کا محور قائم کیا جاسکتا ہے۔ ربانی نے کہا کہ میری دوسروں کو دعوت ہے' وہ بھی اس عمل میں شریک ہوں تا کہ ایک عبوری حکومت کے قیام کیلئے کوئی فارمولا تلاش کیا جاسکے۔ یہ اہم کامیابی تھی جس نے طالبان کو مشتعل کر دیا۔ انہوں نے محسوس کیا کہ اسلامی اتحاد کے مضبوط ہونے سے پہلے صدر ربانی کے خلاف فوری کارروائی کی جانی چاہیے۔

جولائی 1996ء میں طالبان کے راکٹ افغانستان کیلئے اقوام متحدہ کے مصالحت کنندہ جرمن سفارت کار نار برٹ ہال کے قریب آ کر پھٹے۔ جرمن سفارت کار نے طالبان سے کہا کہ امن کے لئے کسی داعی سے اس طرح کا سلوک روا نہیں' آپ کے گھر میں کوئی مہمان آئے تو آپ اس پر تھوکنا شروع نہیں کر دیں گے۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کو میرے مشن سے نفرت ہے۔

ناتجربہ کاری کی وجہ سے طالبان ایک محاذ پر افرادی قوت اور گولہ باری کو مرتکز نہیں کر پاتے جس کے بغیر وہ مزاحمت کو ختم کئے بغیر شہر میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ مسعود ان کی صفوں کو مسلسل توڑتا رہا۔ کابل شہر کے گرد اپنا حفاظتی حصار برقرار رکھ سکتا لیکن اپنے پچیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جنگ کے دائرے کو وسعت دینے اور پیچھے دھکیلنے کا اہل نہیں۔ ایران کو کمزور اور غیر مستحکم کرنے کیلئے سی آئی اے کو بیس ملین ڈالر فراہم کئے۔ تہران نے امریکہ پر الزام لگایا کہ وہ طالبان کی مالی امداد کر رہا ہے۔ واشنگٹن کی طرف سے اس نوع کے الزامات کی ہمیشہ تردید ہوتی رہی تھی۔ بے نظیر بھٹو نے اپنے کئی نمائندے امریکہ پر یہ زور دینے کیلئے واشنگٹن بھیجے کہ وہ کھل کر پاکستان اور طالبان کی طرف داری کرے۔

طالبان کی مدد میں امریکہ کی عدم دلچسپی کی ایک وجہ برہان الدین ربانی کے خلاف اتحاد قائم کرنے میں پاکستان کی ناکامی تھی۔ مئی 1996ء میں حکمت یار کے ایک ہزار سپاہی

طالبان کے خلاف حکومت کی مدد کیلئے کابل پہنچے' جس سے پاکستان کو مزید خفت اٹھانا پڑی۔ جون 1996ء کو حکمت یار پندرہ برس میں پہلی مرتبہ کابل آئے اور حکومت کی پیش کش پر وزیراعظم بننا قبول کرلیا۔ ان کے نو ساتھیوں نے کابینہ میں شمولیت اختیار کرلی۔

طالبان نے اسی روز جوابی اقدام کرتے ہوئے کابل پر راکٹوں سے حملہ کردیا۔ جس میں 61 افراد مارے گئے اور 100 زخمی ہوئے۔ صدر ربانی نے حکمت یار سے سیاسی معاملہ کرنے کے بعد جلال آباد جا کر وہاں کی شوریٰ کو حکومت میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ انہوں نے کسی بھی افغان لیڈر کے حق میں صدارت کا منصب چھوڑنے پر رضامندی بھی ظاہر کی اور تجویز کیا کہ ریاست کا نیا سربراہ منتخب کرنے کیلئے جلال آباد میں کل جماعتی کانفرنس منعقد کی جائے۔ جنرل دوستم جنگ بند کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ اس نے شاہراہ سالانگ کھول دی اور یوں کابل کا ملک کے شمالی علاقوں سے پھر سے رابطہ ہوگیا۔ صدر ربانی کے معاہدوں کے نتیجے میں طالبان کی مخالف دھڑوں سے معاملہ نہ کرنے کی ضد نے پاکستان حکومت کو مایوس کیا۔ لیکن طالبان نے پاکستان اور سعودی عرب کو کابل پر قبضہ کرنے کی ایک دوسری کوشش میں ان کی مدد کرنے پر آمادہ کرلیا' سعودی انٹیلی جنس کا سربراہ شہزادہ ترکی الفیصل نے جولائی 1996ء میں اسلام آباد اور قندہار کا دورہ کیا اور آئی ایس آئی سے کابل پر قبضہ کرنے کیلئے منصوبے پر تبادلہ خیال کیا۔ دونوں ملکوں نے طالبان کی امداد بڑھادی۔ شہزادہ ترکی الفیصل کی آمد کے دو مہینے بعد طالبان نے پیش قدمی شروع کر دی۔ کابل کی طرف سے نہیں بلکہ مشرقی شہر جلال آباد کی طرف۔ پاکستان اور سعودی عرب نے جلال آباد کے شوریٰ کے سربراہ حاجی عبدالقدیر کو بھاری رشوت دے کر ہتھیار ڈالنے اور آخر میں فرار ہونے پر آمادہ کرلیا' بعض افغانوں کا کہنا تھا کہ اسے دس ملین امریکی ڈالر نقد دیئے گئے اور اسے یہ بھی ضمانت دی گئی کہ پاکستان میں اس کے اثاثے اور بینک اکاؤنٹ منجمد نہیں کئے جائیں گے۔ طالبان نے اگست 1996ء کو اچانک حملہ کردیا۔

طالبان کی فوج جنوب سے شہر کی جانب بڑھ رہی تھی تو پاکستان نے افغان مہاجر کیمپوں سے طالبان کے ہزاروں مسلح حامیوں کو سرحد پار کر کے مشرق کی طرف سے جلال آباد پر دھاوا بولنے کی اجازت دے دی۔ جلال آباد میں سخت خوف و ہراس پھیل گیا۔ شوریٰ انتشار کا شکار ہوگئی۔ حاجی عبدالقدیر بھاگ کر پاکستان چلا گیا۔ ایک دن بعد اس کا جانشین گورنر محمود اپنے چھ محافظوں سمیت پاکستان فرار ہوتے ہوئے قتل ہوگیا۔ اسی شام طالبان کا ایک دستہ ملا بروجان کی سربراہی میں جلال آباد میں داخل ہوگیا۔

26 ستمبر کو طالبان کے دستے اس وقت کابل میں داخل ہوئے جب مسعود نے چند گھنٹے پہلے شہر خالی کر دینے کا اعلان کیا اور اس کی فوجیں شہر سے نکل گئی تھیں۔ طالبان کی پیش قدمی کی رفتار سست کرنے کیلئے چند چھوٹی ٹکڑیاں پیچھے رہ گئی تھیں۔ ان کا ایک کام گولہ بارود کے ذخیروں کو تباہ کرنا تھا۔ مسعود اور اس کی فوجوں نے بھاری تعداد میں اسلحہ' گولہ بارود بچالیا تھا۔ مسعود نے شہر چھوڑنے کا فیصلہ اس حقیقت کی بنا پر کیا تھا کہ وہ چار سمتوں سے حملہ آور طالبان فوج سے شہر کا دفاع نہیں کرسکتا تھا۔ وہ کابل کے شہریوں کی حمایت سے بھی محروم نہیں ہونا چاہتا تھا کہ طالبان سے ٹکرانے سے شہر میں بھی خون خرابہ ہو اور طالبان کی فتح ہر اعتبار سے مکمل تھی۔

طالبان نے پہلا کام یہ کیا کہ ڈاکٹر صدر نجیب اللہ کو جس نے افغانستان پر 1986ء سے 1992ء تک حکومت کی تھی۔ پھانسی پر لٹکا دیا۔ نجیب اللہ نے کابل میں اقوام متحدہ کے دفتر میں پناہ لے رکھی تھی۔ جسے اقوام متحدہ کا دفتر محفوظ نہ رکھ سکا۔ اقوام متحدہ کے دفاتر کو جو سفارتی تحفظ حاصل تھا' تمام افغان دھڑے اس کا احترام کرتے تھے' نجیب اللہ کی بیوی اور تین بیٹیاں 1992ء سے نئی دہلی میں مقیم تھیں۔

جنوری 1994ء کو سرحد اسمبلی کی رکن بیگم نسیم ولی خان دہلی گئی تھی جہاں انہوں نے افغانستان کے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کی اہلیہ سے ملاقات کی تھی اور ان سے ڈاکٹر نجیب

ولی خان

بیگم نسیم ولی خان

اللہ کو اقوام متحدہ کی مدد سے کابل سے نکالنے کیلئے صلاح مشورہ کیے تھے مگر پاکستان کی سیاسی پارٹی نیپ (نیشنل عوامی پارٹی) نجیب کو رہا کرانے میں ناکام رہی تھی اور اس کی پھانسی پر لاش حاصل کرنے کی بھی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی تھی۔

1992ء میں کابل پر مجاہدین کا قبضہ ہونے کے بعد بھی آئی ایس آئی نے جنوبی پشتونوں پر جمعیت العلمائے اسلام (مولانا فضل الرحمٰن گروپ) کے روز افزوں اثر کو نظر انداز کئے رکھا۔ جمعیت العلمائے اسلام نے بے نظیر کے پہلے دور 90-1988 کے دوران جب بے نظیر بھٹو کی پہلی حکومت برسر اقتدار آئی تو حزب مخالف کا کردار ادا کیا تھا جبکہ 1993ء کے الیکشن کے بعد مولانا فضل الرحمٰن نے بے نظیر بھٹو حکومت کا ساتھ دیا تھا۔

طالبان لڑائی کے لیے جارہے ہیں

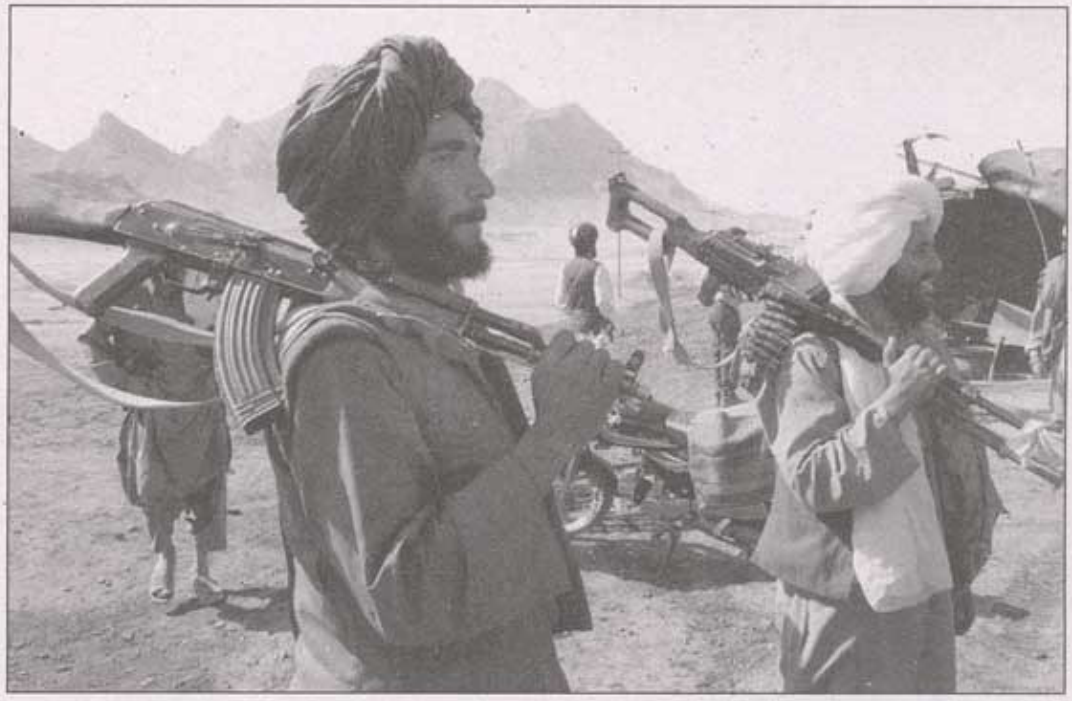

اب وقت شہادت ہے آیا' اللہ اکبر۔ سرفروش طالبان اسلحہ سمیت حکم کے منتظر۔

طالبان سے بے نظیر کا تجارتی تعاون

1993ء کے دوبارہ الیکشن میں جمعیت العلمائے اسلام نے بے نظیر بھٹو کی قیادت میں کامیاب ہونے والی پاکستان پیپلز پارٹی کا ساتھ دیا اور یوں مخلوط حکومت کا حصہ بن گئی۔ اقتدار سے وابستگی کی بنا پر اس نے فوج آئی ایس آئی اور وزارت داخلہ سے جس کا قلمدان جنرل (ر) نصیراللہ بابر کے پاس تھا۔ تعلقات قائم کر لئے۔ بابر ایک نئے پشتون گروپ کی تلاش میں تھے جو افغانستان میں پشتونوں کے اثرات ومفادات کا احیاء کر سکے اور پاکستانی تاجروں کیلئے جنوبی افغانستان کے راستے وسطی ایشیا سے تجارت کا وسیلہ بن سکے۔ جمعیت نے انہیں یہ موقع فراہم کر دیا جمعیت العلمائے اسلام کے رہنما مولانا فضل الرحمٰن قومی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور خارجہ کے چیئرمین بنا دیئے گئے۔ اس حیثیت میں انہیں پہلی بار خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہونے کا موقع ملا۔ اسی حیثیت میں انہوں نے طالبان کے حق میں بات کرنے کی غرض سے واشنگٹن اور یورپی ملکوں کے دارالحکومتوں کا دورہ کیا اور ان کیلئے مالی امداد کے حصول کیلئے سعودی عرب اور خلیجی ریاستوں سے مذاکرات کئے۔ مرکزی قیادت کے فقدان یا مدرسے کے اجراء کیلئے کسی مقامی طور پر معروف یا عالم فاضل ملا کی عدم موجودگی کے سبب نتیجہ یہ نکلا کہ جمعیت العلمائے اسلام کی صفوں سے انتہا پسند گروہ نکلے۔ جمعیت کی کئی شاخیں بن گئیں۔ ایک ایسی قابل ذکر شاخ جس کے رہنما مولانا سمیع الحق ہیں وہ قومی اسمبلی کے رکن اور سینیٹر رہے ہیں (اب بھی ہیں) ان کا مدرسہ طالبان کی قیادت کی تربیت کا اہم مرکز بن گیا۔ مولانا سمیع الحق، ملا عمر کی بہت عزت کرتے ہیں، گو ملا عمر ان کے مدرسے کا طالبعلم نہیں رہا اور نہ ہی 1994ء سے پہلے ملا عمر مولانا سمیع الحق کو

جانتا تھا' مولانا سمیع الحق کا کہنا ہے کہ میں جب 1996ء میں قندہار گیا تو میری ملاّ قات ملاّ عمر سے ہوئی مجھے ان کے امیر المومنین چنے جانے پر فخر ہے۔ ان کے پاس کوئی روپیہ پیسہ ہے نہ ان کا کوئی قبیلہ ہے۔ نہ کوئی حسب نسب ہے۔ لیکن دوسروں سے زیادہ محترم ہیں ۔اس لئے اللہ نے انہیں قیادت دی ہے اسلام کی رو سے جو شخص امن قائم کرسکتا ہے امیر چنا جاسکتا ہے۔

وزیراعظم بینظیر بھٹو کے دوسرے دور حکومت میں جنرل (ر) بابر نے طالبان کی حوصلہ افزائی کی۔ وہ افغان پالیسی کو آئی ایس آئی کی گرفت سے آزاد کرانا چاہتے تھے۔ اب بینظیر بھٹو اور نصیر اللہ بابر دونوں آئی ایس آئی کی طاقت اور وسائل کے بارے میں خاصے پریشان تھے جو اس نے بے نظیر بھٹو کے خلاف ان کے پہلے دور حکومت میں بے اطمینانی پیدا کرنے کیلئے خرچ کئے تھے اور جس کے سبب وہ 1990ء میں اقتدار سے محروم ہوگئی تھیں' علاوہ بریں آئی ایس آئی کو طالبان کی صلاحیتوں کے بارے میں یہی شک تھا کہ وہ ابھی تک گلبدین حکمت یار کا ساتھ دے رہی تھیں۔ طالبان کے پاس اتنے وسائل بھی نہیں تھے کہ وہ افغان طلبا کی تحریک کی مدد کرسکتی۔ بابر نے طالبان کی امداد کو سول ڈھانچے میں ڈال دیا' انہوں نے وزارت داخلہ میں افغان ٹریڈ ڈویلپمنٹ سیل قائم کیا جس کا مقصد وسطی ایشیا تک تجارتی راستے کھولنے کے سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کو مربوط کرنا تھا۔ اس کے علاوہ خفیہ فنڈ سے بلکہ وزارتوں کے مالی وسائل سے طالبان کو نقل وحمل کی سہولتیں فراہم کرنا تھا۔ جنرل بابر نے پاکستان کے محکمہ ٹیلی فون کو حکم دیا کہ وہ طالبان کیلئے ٹیلی فون کا نظام قائم کرے۔ اس طرح وہ پاکستان کے ٹیلی فون نظام کا حصہ بن گیا۔ پاکستان سے کسی بھی مقام سے 081 کے کوڈ کے ساتھ کوئٹہ کی طرح قندھار میں بھی ٹیلی فون کیا جاسکتا تھا۔ پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ اور واپڈا نے سڑکوں کی تعمیر اور قندہار کو بجلی فراہم کرکے دی۔ فرنٹیئر کور نے جو براہ راست جنرل بابر کے تحت تھی' طالبان کے کمانڈروں کے لئے وائرلیس نیٹ ورک

قائم کر کے دیا۔ پی آئی اے اور شہری ہوابازی کے محکمے نے قندھار ایئرپورٹ' فائٹر جیٹ اور ہیلی کاپٹروں کی مرمت کیلئے اپنے کاریگر اور ماہر بھیجے۔ ریڈیو پاکستان نے ریڈیو افغانستان کیلئے جس کا نام ریڈیو شریعت رکھا' اسے فنی امداد فراہم کی۔

1995ء میں طالبان نے ہرات پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد پاکستان کی کوششوں میں تیزی آ گئی۔ افغان ٹریڈ ڈویلپمنٹ سیل کے ڈائریکٹر جنرل نے سڑک کے راستے کوئٹہ سے ترکمانستان تک سفر کیا۔ ان کے ساتھ شہری ہوابازی کے محکمے۔ پاکستان ٹیلی کام' پی آئی اے' پاکستان ریلوے۔ ریڈیو پاکستان اور نیشنل بینک آف پاکستان کے افسر' وزارتوں اور سرکاری کارپوریشنوں نے طالبان کی مدد کیلئے منصوبوں پر عمل درآمد کیلئے وہ سرمایہ صرف کرنا شروع کیا جو پاکستان کی معیشت کی ترقی کیلئے مختص کیا گیا تھا۔

طالبان کی مدد کرنے اور انہیں کنٹرول کرنے کی کوششوں کے باوجود طالبان کسی کی کٹھ پتلی نہیں بنے' اسلام آباد نے انہیں کنٹرول کرنے کے جتنے بھی جتن کئے' طالبان نے ان کی مزاحمت کی۔ اس کے باوجود پاکستان حکومت' وزارت داخلہ' علماء' دینی و مذہبی اور سیاسی جماعتوں کے عہدیداران و جماعتیں طالبان کی بھرپور حمایت کر رہی تھیں۔ اس کے باوجود کہ طالبان پیدا ہی پاکستان کے افغان مہاجر کیمپوں میں ہوئے۔ پاکستانی مدرسوں میں پڑھے اور پاکستان میں رہنے والی مجاہدین کی پارٹیوں سے لڑائی کے طور طریقے سیکھے۔ انہیں بلوچستان اور سرحد کی صوبائی حکومتوں کی شہ حاصل ہوئی۔ طالبان کی تحریک بڑھی تو یہ اندازہ کرنا مشکل ہو گیا کہ کون کس کو چلا رہا ہے پاکستان جسے طالبان پر غالب رہنا چاہیے تھا' ان کا تابع ہو گیا' پاکستان کی سلامتی کے تقاضے' افغانستان کے صوبہ سرحد اور بلوچستان کے علاقوں پر دعووں کی بنا پر تشکیل پاتے رہے۔

1995ء میں جب طالبان منظر عام پر آئے تو آئی ایس آئی کے نزدیک ان کے آگے بڑھنے کی صلاحیت مشکوک تھی۔ جب حکمت یار کو کابل پر قبضہ کرنے میں ناکامی ہوئی اور

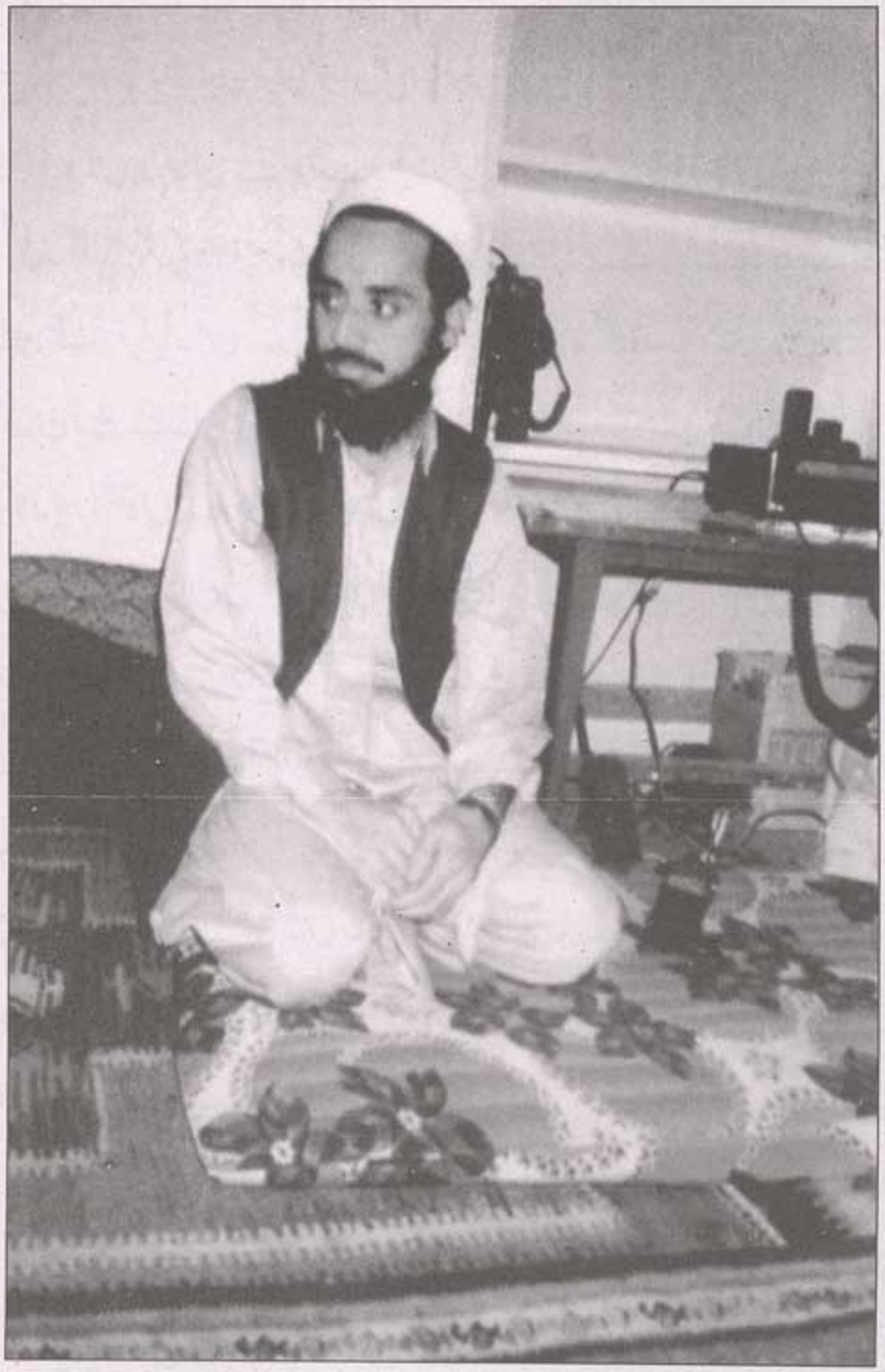

طالبان کا مرکزی ٹیلیفون ایکسچینج جہاں سے ملک بھر سے رابطہ ہے

سرمایہ بھی کم میسر آنے لگا تو آئی ایس آئی نے پسپائی اختیار کر لی' اس سے بے نظیر حکومت کو طالبان کیلئے اپنے طور پر امداد کا بندوبست کرنے کا موقع میسر آ گیا۔ 1995ء کے دوران آئی ایس آئی نے طالبان کیلئے امداد کے مسئلے پر بحث جاری رکھی۔ اس کا مرکز افغانستان میں پشتون اسلامی فیلڈ افسر تھے جو طالبان کو زیادہ سے زیادہ امداد فراہم کرنا چاہتے تھے۔ یہ افسر طویل المعیاد دفاعی منصوبہ بندی میں مصروف تھے۔ ان کی کوشش تھی کہ پاکستان کی طرف سے کم سے کم حمایت سامنے آئے تاکہ وسط ایشیا کی ریاستوں اور ایران سے تعلقات خراب نہ ہوں۔ 1995ء کے موسم گرما تک فوج میں پشتونوں اور آئی ایس آئی نے طالبان کے پشت پناہی حاصل کرنے کا عزم کر لیا۔ بالخصوص جبکہ صدر برہان الدین نے پاکستان کے مخالف روس' ایران' اور ہندوستان سے مدد طلب کر لی۔

اس وقت تک آئی ایس آئی کا تمام دوسرے پاکستانی حلیفوں سے جن سے طالبان کا گہرا رابطہ تھا' مقابلہ شروع ہو گیا' ان میں انتہا پسند ملاّ اور منشیات کا کاروبار کرنے والے شامل تھے' آئی ایس آئی کی حکومت اور ان کے حلقوں کے درمیان تند و تیز مقابلے نے افغانستان کے بارے میں پاکستان کے فیصلہ کن عمل کو مزید نقصان پہنچایا۔ پاکستان کی وزارت خارجہ اس کنفیوژن کے باعث اس درجہ کمزور ہو گئی تھی کہ اس کا افغان پالیسی سے عملاً تعلق ہی نہ رہا۔ وہ ہر ہمسایہ ملک روس ایران اور وسطی ایشیائی ریاستوں سے خراب ہوتے ہوئے سفارتی تعلقات کا مداوا کرنے کے اہل نہ تھی۔ ان ملکوں کا پاکستان پر الزام تھا کہ پاکستان علاقے میں عدم استحکام پیدا کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ آئی ایس آئی کے یکے بعد دیگرے آنے والے سربراہ نے اس تنقید اور مخالفت کو ختم کرانے کیلئے ماسکو' تہران' تاشقند اور اشک آباد کے خفیہ دورے کئے لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ مشہور صحافی احمد رشید اپنی کتاب طالبان میں لکھتے ہیں کہ 1995ء کے اوائل میں ان کی ملاّ قات پاکستان کے سنٹرل بورڈ آف ریونیو کے ایک افسر سے ہوئی جس نے

عبدالسلام ضعیف

سفیر طالبان

بتایا کہ اب یہ کسی کے کنٹرول میں نہیں' طالبان کو سرمایہ ٹرانسپورٹر دیتے ہیں تاکہ سڑکیں کھلیں اور سمگلنگ میں آسانی ہو جائے۔ یہی مافیا افغانستان اور پاکستان کی حکومتوں کی اکھاڑ پچھاڑ کا موجب ہے۔ کسٹم ڈیوٹی کے باعث اس سال پاکستان کی آمدنی میں تیس فی صد کمی ہونے کا خدشہ ہے۔

بے نظیر دور میں پاکستان کڑی بین الاقوامی تنقید کے باوصف طالبان کی پالیسیوں کی حمایت کر رہا تھا۔ یہ حقیقت بھلا دی گئی تھی کہ ملک کا کتنا نقصان ہو رہا ہے۔ افغانستان کے دوطرفہ سمگلنگ سب سے بڑے نقصان کا موجب بنی۔ اس ناجائز تجارت سے جو وسطی ایشیا 'ایران اور خلیجی ریاستوں تک پھیل گئی تھی۔ ان سب ملکوں کی' بالخصوص پاکستان کی آمدنی میں کمی کا موجب تھی۔ سمگل ہو کر آنے والی اشیائے صرف کے باعث ملکی صنعت معطل ہو کر رہ گئی تھی۔ افغانستان سے تجارتی راہداری سمگلنگ کا اتنا وسیلہ بن گئی تھی کہ پوری دنیا میں اس کی مثال شاید ہی کہیں اور ملتی ہو۔ اس ناجائز تجارت نے طالبان' پاکستانی سمگلروں' ٹرانسپورٹروں' منشیات فروشوں' بیوروکریٹوں' سیاست دانوں' پولیس اور فوجی افسروں کا ملغوبہ سا نکال دیا تھا۔ یہ تجارت ہمسایہ ملکوں کیلئے نقصان رساں مگر طالبان کی آمدنی کا سب سے بڑا وسیلہ بن گئی۔

طریقہ واردات بھی انوکھا ہے۔ بلوچستان میں چمن اور افغانستان میں سین بالڈک دو سرحدی چوکیاں ہیں۔ وہاں ٹرک ڈرائیور' پاکستانی کسٹم آفیسر اور طالبان آپس میں دوستانہ فضا میں گھل مل جاتے ہیں اور قہوہ پیتے رہتے ہیں۔ ادھر ٹرکوں کی لمبی قطار لگی رہتی ہے۔ ہر کوئی یہ بات جانتا ہے کہ یہاں بیٹھے ٹرک ڈرائیور کوئی چھوٹے موٹے آدمی نہیں ہیں ظاہراً ڈرائیور ہی ہیں یا تو یہ خود مالک ہیں یا کئی بڑے مرسیڈیز اور بیڈفورڈ ٹرک چوروں کے ہیں اور ان پر جعلی نمبر پلیٹیں بھی لگائی ہوئی ہیں۔ ان میں جو سامان ہے' اس کی کوئی رسید یا پرچہ نہیں ہے' ڈرائیور جعلی ڈرائیونگ لائسنسوں روٹ پرمٹوں اور پاسپورٹوں کے بغیر چھ

بین الاقوامی سرحدیں عبور کر لیتے ہیں۔ سامان میں انگلش، جاپانی، چینی اور امریکی سامان، آلات اور پرزے، پاکستانی گندم، چینی، مشرقی یورپی کلاشنکوفیں اور ایرانی پٹرولیم تک دنیا جہاں کی چیزیں ہوتی ہیں۔ ان پر نہ تو کوئی کسٹم ادا کیا جاتا ہے اور نہ ہی سیلز ٹیکس۔ اس آزاد تجارت کو افغانستان کی خانہ جنگی کے سبب فروغ حاصل ہوا ہے، منشیات کا کاروبار پاکستانی، ایرانی اور وسط ایشیائی ریاستوں کی ٹوٹ پھوٹ اور کرپشن سے اس سرحدی تجارت کو بہت فائدہ ہوا ہے۔

1950ء میں بین الاقوامی معاہدوں کے تحت پاکستان نے خشکی میں گھرے ہوئے افغانستان کو کراچی کی بندرگاہ کے ذریعے ڈیوٹی کے بغیر درآمدات کرنے کی اجازت دے دی۔ ٹرکوں والے مقفل کنٹینر کراچی سے لیتے ور افغانستان لے جاتے۔ کچھ چیزیں کابل میں بیچتے اور باقی کا مال لے کر واپس پاکستان آ جاتے اور یہاں کی مارکیٹوں میں فروخت کر دیتے۔ یہ محدود لیکن فروغ پذیر تجارت تھی۔ اس سے پاکستانیوں کو سستی، ڈیوٹی فری اشیاء، خاص طور جاپانی برقی آلات اور سامان مل جاتا۔

افغانستان کی خانہ جنگی شروع ہو جانے سے پاکستانی ٹرانسپورٹر سخت مایوس ہوئے۔ ان کے ٹرکوں کو کسی ایک راستے سے گزرنے کیلئے درجنوں جگہ جنگی سرداروں کو ٹیکس ادا کرنا پڑتا۔ پشاور کا ٹرانسپورٹ مافیا کابل کے گرد مسلسل جنگ کے باوجود پاکستان، شمالی افغانستان اور ازبکستان کے درمیان تجارت کرتا رہا۔ کوئٹہ کا ٹرانسپورٹر مافیا مشکل میں تھا، کیونکہ قندہار کے جنگی سرداروں نے پاکستان سے آنے والی شاہراہ پر درجنوں مقامات پر ٹول ٹیکس لینے کیلئے زنجیریں باندھ رکھی تھیں، کوئٹہ مقیم ٹرانسپورٹ مافیا ایران اور ترکمانستان تک محفوظ راستے کھولنے میں دلچسپی رکھتا تھا، بے نظیر بھٹو حکومت بھی اسی پالیسی پر کاربند تھی۔

طالبان کا کوئٹہ کے ٹرانسپورٹ مافیا سے اچھے تعلقات تھے۔ اس نے سب سے پہلے طالبان کو مالی امداد دی تھی۔ جلد ہی کوئٹہ کے ٹرانسپورٹ مافیا نے طالبان پر زور دینا شروع

کیا کہ وہ ہرات پر قبضہ کریں تا کہ ترکمانستان تک سڑک پر ان کا کنٹرول ہو جائے۔ آئی ایس آئی نے شروع میں طالبان کو مشورہ دیا کہ وہ ہرات پر حملہ نہ کریں۔ لیکن کوئٹہ مافیا کا طالبان پر زیادہ اثر تھا۔ 1996ء میں طالبان سے کہا کہ وہ کابل پر قبضہ کر کے شمال کی جانب کا راستہ کھول دیں۔ کابل فتح کرنے کے بعد طالبان نے پشاور سے کابل جانے والے ہر ٹرک پر چھ ہزار روپے ٹیکس لگا دیا۔ اس سے پہلے ایک ٹرک پر تیس ہزار سے پچاس ہزار روپے ادا کرنے پڑتے تھے۔ ٹرانسپورٹ مافیا نے طالبان کے لیڈروں کو ٹرک خریدنے اور اپنے رشتہ داروں کو اس پر آمادہ کر کے کاروبار میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ ڈرگ مافیا نے ہیروئن کی نقل و حمل پر زکوٰۃ دینے کی پیش کش کی جو طالبان کی آمدنی کا اہم وسیلہ بن گئی۔

اس تجارت کا سب سے بڑا نقصان پاکستان کو پہنچا۔ پاکستان کی سبھی ایجنسیاں کسٹمز، کسٹمز انٹیلی جنس، سی بی آر، فرنٹیئر کانسٹیبلری اور قبائلی علاقے کی انتظامیہ سبھی رشوت لینے لگیں۔ افغانستان کی سرحد پر کسٹمز کی آسامیاں حاصل کرنے کیلئے سینئر بیوروکریٹس کو بھاری رشوت دی جانے لگی۔ رشوت کو سرمایہ کاری سمجھا جاتا۔ رشوت دے کر ملازمت حاصل کرنے والے خود رشوت لینے لگے۔ یہ لعنت بلوچستان اور صوبہ سرحد میں سیاست دانوں اور وزیروں تک پھیل گئی۔ ان دونوں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور گورنر ٹرکوں کو چلنے اور گندم افغانستان کو برآمد کرنے کیلئے پرمٹ جاری کرتے۔ مشہور صحافی احمد رشید اپنی کتاب طالبان میں لکھتے ہیں کہ 1995ء اور پھر دوبارہ 1996ء میں سینئر افسروں نے مجھ سے شکایت کی کہ دونوں صوبوں کے وزراء اعلیٰ اور گورنروں میں روٹ پرمٹ جاری کرنے کا جو مقابلہ ہو رہا ہے وہ رشوت کا بڑا ذریعہ ہے، جس نے پوری مشینری کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے۔ یہ رشوت افغانستان سے متعلق آئی ایس آئی کی پالیسی میں مداخلت ہے اور یوں پاکستان کے سیاست دانوں پر طالبان کے وسیع تر کنٹرول کا سبب بنتی ہے۔

مافیا نے اپنی تجارت بڑھانے کے ساتھ افغانستان کو تہی دامن کرایا۔ افغانستان میں لاکھوں ایکڑ رقبے پر پھیلے ہوئے درخت کاٹ دیئے اور پاکستانی مارکیٹ میں بیچ دیئے۔ دیہی علاقہ درختوں سے خالی ہوگیا' وہاں کسی نے دوبارہ درخت نہیں لگائے۔ فیکٹریاں' گاڑیوں' بجلی اور گلیوں کے کھمبے توڑ ڈالے گئے اس طرح جو لوہا اور سکریپ ملا وہ پاکستان کی سٹیل ملوں کے پاس بیچ دیا گیا۔ کراچی اور دوسرے شہروں میں موٹر گاڑیاں کی چوری کی وارداتیں عام ہونے لگیں۔ کار چوران گاڑیوں کو افغانستان منتقل کر دیتے۔ وہاں سے افغانستان اور پاکستانی گاہکوں کے ہاتھ فروخت کر دیتے۔ افغانستان کے سمگلر نمبر پلیٹ بدل کر دوبارہ پاکستان میں لاکر بیچ دیتے۔ گاڑیوں کے علاوہ افغانستان سے خشک میوہ اور لکڑی میں ہیروئن چھپا کر ان راستوں کو سمگل کر دی جاتی اور طالبان دور میں شاہراہ ریشم کے ذریعے ہونے والی سمگلنگ دور جدید کی تجارتی بنیاد بن گئی۔ افغانستان کیلئے درآمدات پاکستان کے کالے دھن میں اضافے کا وسیلہ بن گئیں۔ 1973ء میں کالے دھن کی مالیت کا اندازہ 15 بلین روپے کے لگ بھگ تھا جو 1996ء میں 1115 بلین روپے تک جا پہنچا۔ افغانستان سے آنے والے خشک میوہ جات اور پھل (بالخصوص انار' گرما) تو ہر کسی کے قوت خرید کے قابل نہ رہے۔

پاکستان نے افغانستان کو تجارتی راہداری کی جو سہولتیں فراہم کر رکھی تھیں ان پر قدغن لگانے کی کئی بار نیم دلانہ کوششیں کی گئیں اور چاہا کہ باقی سامان کی درآمد پر پابندی لگا دی جائے' لیکن طالبان نے نئی شرائط ماننے سے ہر بار انکار کیا اور مافیا نے وزراء پر دباؤ ڈالا جس کے باعث حکومت کو پسپائی اختیار کرنا پڑی۔ اسلام آباد میں ایسا کوئی حلقہ نہیں تھا جو پاکستان کی معیشت کو پہنچنے والے نقصان کی طرف انگلی اٹھا سکتا یا طالبان کو شرائط ماننے پر مجبور کر سکتا۔ آئی ایس آئی طالبان کے انکار کی بنا پر ان کی حمایت سے دست کش ہونے کی دھمکی دینے پر بھی تیار نہیں تھی۔ پاکستانی اور غیر ملکی سرمایہ کار ششدر تھے کہ حکومت ان کے

مفاد کو خاطر میں لانے کی بجائے طالبان کے مفاد کو مقدم جانتی ہے اور پاکستان کی معیشت کو نقصان پہنچانے پر تل گئی ہے۔ اس طرح کہ اس نے پاکستان کا ریاستی سرمایہ طالبان کو منتقل کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ ایک طرح سے غیر سرمایہ کاری امداد تھی جس سے طالبان کو فائدہ پہنچا اور وہ پاکستانی جو طالبان کے معاملات میں وکیل تھے۔ امیر کبیر بن گئے انہوں نے ایک نہایت ہی طاقتور حلقہ قائم کر لیا جو طالبان کیلئے پاکستان کی امداد جاری رکھنے پر مصر تھا اور پاکستانی معیشت نے ملک کو دیوالیہ ہونے کے قریب کر دیا۔

طالبان ہمارے بچے ہیں

سمیع الحق، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا فضل الرحمٰن اور قاضی حسین احمد

بینظیر کی جنگِ افغانستان میں طالبان کی مدد

بینظیر بھٹو کی کمانڈروں سے ملاقات

20 اکتوبر 1994ء کو چھ مغربی سفارت کار پاکستان کے وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر کی قیادت میں کمانڈر اسماعیل سے ملاقات کیلئے ہرات گئے اور 28 اکتوبر 94ء کو وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی کمانڈر اسماعیل خان اور جنرل رشید دوستم سے اشک آباد میں ملاقات ہوئی۔

پشاور پر بم

21 دسمبر 1995ء پشاور کے پررونق شاہراہ صدر پر زبردست دھماکے کے نتیجے میں 56 افراد ہلاک اور 200 زخمی ہوگئے۔ دھماکہ گارمنٹس کی دکان کے سامنے کھڑی کار میں ہوا۔ کار بیس فٹ بلندی پر اڑتی ہوئی گری تو ہر طرف تباہی مچ گئی۔ بم 25 کلو وزنی تھا جسے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑایا گیا۔ درجنوں گاڑیاں اور دکانیں جل کر تباہ ہوئیں۔ حکومت نے دھماکہ میں ملوث ملزم یا ملزمان کی نشاندہی پر ایک کروڑ روپے کا اعلان کیا۔ پاکستان حکومت نے پشاور میں متعین افغان قونصل جنرل موسیٰ خاں کو پاکستان کے منافی سرگرمیوں میں ملوث پائے جانے پر ناپسندیدہ شخص قرار دے کر انہیں 48 گھنٹے کے اندر اندر ملک چھوڑنے کی ہدایت کردی۔ قونصل جنرل موسیٰ خاں نے کہا کہ بعض عناصر پاکستان اور افغانستان کو ایک دوسرے سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔

کابل پر راکٹوں سے حملہ

4 ستمبر 1996ء طالبان کی جانب سے افغانستان کے دارالحکومت کابل پر راکٹوں

روزنامہ نوائے وقت لاہور (3) 4 ستمبر 1996ء

DAILY
NAWA-I-WAQT
LAHORE

روزنامہ
بانی حمید نظامی مرحوم
ایڈیٹر مجید نظامی
نوائے وقت
لاہور

ادارہ نوائے وقت راولپنڈی اسلام آباد ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

پاکستان ساتھ دیتا تو اسلامی افغانستان وجود میں آسکتا تھا عبدالرسول سیاف

ہمارے جہاد کا مقصد اپنے ملک کو کمیونسٹوں سے پاک کرنا تھا' پاکستانیوں نے شانہ بشانہ ہمارے ساتھ جہاد میں حصہ لیا

پاکستان نے جہاد افغانستان کے دوران افغانیوں کو جو پیار دیا وہ ماں کی گود میں یا بچے کو پنگھوڑے میں ملتا ہے

جہاد میں کامیاب ہو گئے تو روس اور امریکہ ایک ہو گئے اور انکی کوشش رہی کہ افغانستان میں اسلامی حکومت قائم نہ ہو

غیر مسلم قوتیں طالبان کو اکسا رہی ہیں ہم طالبان سے لڑنا نہیں چاہتے' طالبان ہمارے شاگرد اور بیٹے ہیں

افغانستان اور پاکستان میں تفرقہ ڈالنے والے ہمارے دشمن ہیں' ہم ایک قوت بننا چاہتے ہیں: سابق وزیراعظم کا خطاب

کابل (حسنین جاوید سے) افغانستان کے سابق وزیراعظم استاد عبدالرسول سیاف نے کہا ہے کہ پاکستانیوں نے جہاد افغانستان کے دوران افغانیوں کو جو پیار دیا وہ ماں کی گود میں نصیب ہوتا ہے یا بچے کو پنگھوڑے میں ملتا ہے۔ ہمیں پاکستان نے جو ہماری اور اسلحہ کی امداد دی اور ہمارے شانہ بشانہ جس طرح جہاد افغانستان میں حصہ لیا وہ ہم کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے۔ افغانستان کی تاریخ میں محبت 'پیار' اخوت اور بھائی چارہ امداد آج ہی دیکھا ہے جو ہم سب اپنے

عبدالرسول

رہنے ہیں تو وہ ان کے لئے اور جہاد کے ثمرات کو ضائع بچانے میں مصروف ہو گئے۔ جب ہم جہاد افغانستان میں کامیاب ہوئے تو امریکہ اور روس ایک ہو گئے اور انکی کوشش یہی رہی کہ افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ اس وقت افغانستان میں جو بھی مشکلات موجود ہیں وہ امریکہ کی پیدا کردہ ہیں اور

ہمارا امتحان لے رہا ہے۔ ہم پاکستان سے جتنی محبت کرتے ہیں اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ عبدالرسول سیاف نے کہا کہ ہمارے جہاد کا مقصد ایک ہی تھا مقصد تھا کہ افغانستان کمیونسٹوں سے مکمل طور پر پاک ہو جائے اور یہاں صرف اللہ اور اسکے رسول کا نظام قائم ہو جائے۔ انہوں نے بتایا کہ جب افغان مجاہدین نے سوویت یونین کے خلاف جہاد شروع کیا تو تب کمیونسٹوں نے دیکھا کہ ہم جیت

صفحہ 6 پر

سکتا تھا۔ حقیقت میں ہم ایک جسد کے مختلف اعضا ہیں۔ پاکستان

سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ پاکستانی علماء کے پچاس رکنی مصالحتی وفد کے اعزاز میں دعوت پر خطاب کے موقع پر انہوں نے کہا کہ پاکستانی ہمارے اپنے بھائی ہیں جو ہمارے ساتھ آنکھے سر چڑھوں میں بیٹھے اور ہمارے شانہ بشانہ لڑتی جائیں جہاد افغانستان میں قربانیاں کر دیں۔ اگر پاکستانیوں کی قربانیاں ہمارے ساتھ نہ ہوتیں تو ہم کبھی بھی بازی نہیں جیت سکتے تھے اور نہ ہی نیا اور اسلامی افغانستان وجود میں آ

کابل پر راکٹوں کا نیا حملہ 8 افراد ہلاک ہو گئے

کابل (رپورٹ نوائے وقت) طالبان کی جانب سے افغانستان کے دارالحکومت کابل پر راکٹوں کے نئے حملہ میں 8 افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ اتوار کی صبح راکٹوں کے نئے حملہ کے نتیجے میں متعدد مکانوں کو بھی نقصان پہنچا۔ ہفتے کے روز بھی کابل پر راکٹوں کے حملہ میں دو افراد ہلاک ہوئے تھے۔ طالبان کی جانب سے کابل پر راکٹوں کے حملے سے پہلے افغانستان کی سرکاری فوج نے جنوب مغربی علاقہ میں طالبان کے ٹھکانوں پر توپ خانے سے گولہ باری کی اور ٹینکوں کے گولے برسائے۔ افغان حکومت کے ترجمان کے مطابق اس حملے میں سترہ طالبان ہلاک ہوئے۔

پاکستان کے جو اصحاب ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اپنے ملک کے دوستوں کے ساتھ ایک ہو گئے اور انکی کوشش یہی رہی کہ افغانستان میں مجاہدین کی اسلامی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ اس وقت افغانستان میں جو بھی مشکلات موجود ہیں وہ امریکہ کی پیدا کردہ ہیں اور افغانستان چاہتا ہے پوری طرح اٹھائے ہم اسے اپنے لئے عزت افزائی سمجھیں گے۔

ہمارے جہاد کا مقصد اپنے ملک کو کمیونسٹوں سے پاک کرنا تھا' پاکستانیوں نے شانہ بشانہ ہمارے ساتھ جہاد میں حصہ لیا

پاکستان نے جہاد افغانستان کے دوران افغانیوں کو جو پیار دیا وہ ماں کی گود میں یا بچے کو پنگھوڑے میں ملتا ہے

جہاد میں کامیاب ہو گئے تو روس اور امریکہ ایک ہو گئے اور انکی کوشش رہی کہ افغانستان میں اسلامی حکومت قائم نہ ہو

غیر مسلم قوتیں طالبان کو اکسا رہی ہیں ہم طالبان سے لڑنا نہیں چاہتے' طالبان ہمارے شاگرد اور بیٹے ہیں

افغانستان اور پاکستان میں تفرقہ ڈالنے والے ہمارے دشمن ہیں' ہم ایک قوت بننا چاہتے ہیں: سابق وزیراعظم کا خطاب

سے مراعات نہیں کی کیونکہ ہم انہوں کا خون بہانے کے حق میں نہیں ہیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ ہم سے کیوں لڑتے ہیں تو اس کا کوئی واضح جواب نہیں دیا گیا صرف اتنا کہا کہ ہم ملک میں شریعت کا نظام چاہتے ہیں۔ ہم نے انہیں کہا کہ جو شریعت آپ ملک میں نافذ کرنا چاہتے ہیں اس کا مسودہ دکھائیں۔ اس دن کے بعد وہ آگے نہیں آئے تب ہمیں تسلیم کر لینا چاہئے کہ ہم جنگ کیلئے تیار ہو رہے ہیں۔ ہم نے کہا مسلمانوں کا ایک دوسرے سے لڑنا

کے نئے حملہ میں 8 افراد ہلاک ہو گئے اور متعدد مکانوں کو نقصان پہنچا۔ طالبان کی جانب سے کابل پر راکٹوں کے نئے حملے سے پہلے افغانستان کی سرکاری فوج نے جنوب مغربی علاقہ میں طالبان کے ٹھکانوں پر توپ خانے سے گولہ باری کی اور راکٹ برسائے۔ لڑائی کی وجہ سے میدان شہر کو جانے والی سڑک بند کر دی گئی۔ افغان حکومت کے ترجمان کے مطابق اس حملے میں سترہ طالبان ہلاک ہوئے۔

طالبان کا جلال آباد پر قبضہ

12 ستمبر۔ طالبان کی جانب سے افغانستان کے سرحدی صوبہ ننگر ہار کے نامزد گورنر کمانڈر انجینئر محمود اور ننگر ہار انتظامیہ کے سرکردہ افراد سمیت 70 افراد بدھ کی صبح ایک حملہ میں موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ حزب اسلامی خالص گروپ کے کمانڈر انجینئر محمود نے گزشتہ گورنر ننگر ہار حاجی عبدالقدیر خان کی پاکستان روانگی کے بعد انتظامیہ کا کنٹرول سنبھال لیا تھا تاہم کابل حکومت کے جنرل فہیم اور کمانڈر حکمت علی کے دستوں سے حملے کے پیش نظر انجینئر محمود اپنے دیگر ساتھیوں جن میں ننگر ہار کی داخلی سلامتی کے سربراہ نادر عرب جن کا تعلق اتحاد اسلامی (سیاف گروپ) سے تھا۔ صوبہ کے ڈائریکٹر اطلاعات عبدالرشید ظفر اتحاد اسلامی کے کمانڈر استاد معاذ نور، حاجی اکبر مجددی، سید محمد پہلوان، قاری مجاہد، رمضان اور وارث خان سمیت 70 افراد کے ایک قافلے میں پاک افغان سرحد طورخم کی طرف روانہ ہوئے۔ 18 گاڑیوں کا یہ قافلہ جب طورخم جلال آباد شاہراہ پاکستان سرحد طورخم سے 20 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع علاقہ ڈھکہ پہنچا تو اس پر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی اس حملہ میں ستر آدمیوں کے ہلاک ہونے کی تصدیق کی ہے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں کمانڈر محمود کی گاڑی نے آگ پکڑ لی۔ اس حملہ کیلئے محاذ ملی اسلامی افغانستان کے کمانڈر شاہ ولی کو ذمہ دار ٹھہرایا جا رہا ہے۔ حضرت علی نے جلال آباد کے اردگرد اپنا قبضہ قائم کر لیا تھا۔ لیکن اسی دن سہ پہر تین بجے ملا برجان کی قیادت میں طالبان کے پرجوش جوانوں نے

جلال آباد میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ طالبان نے 11 کور اور جلال آباد گریژن پر بھی قبضہ کر لیا۔ 11 کور کا کمانڈر محمد زمان حاجی قدیر کے ساتھ فرار ہو کر پشاور آ گیا۔ جبکہ جلال آباد گریژن حزب اسلامی کے قائد فضل حق مجاہد کے قبضہ میں ہے۔ پاکستان کے حکام نے طالبان کی حمایت کیلئے جانے والے دینی مدارس کے طلبا کو روک لیا اور پاک افغان سرحد بند کر دی گئی۔ معلوم ہوا کہ جلال آباد طالبان قبضہ کے بعد لوگوں نے دکانیں بند کر کے پاکستان فرار کی کوشش کر رہے تھے۔ جلال آباد قبضہ کے بعد ایئر پورٹ پر موجود چالو حالت میں پانچ طیارے اور دو ہیلی کاپٹر بھی طالبان کے ہاتھ لگے ہیں۔ جبکہ شمشاد سر کے مرکز پر قبضہ کے دوران بھاری اسلحہ طالبان کو ملا جس سے مسلح تازہ دم دستوں نے درونٹہ میں سرکاری افواج کو پسپا کر دیا۔ طالبان کے ترجمان کے مطابق صوبہ ننگر ہار کے صدر مقام جلال آباد اور طورخم جلال آباد شاہراہ پر طالبان کا مکمل کنٹرول ہے۔ اسی دن طالبان نے مولوی احمد جان کی سربراہی میں طورخم کے قریب اتحاد اسلامی کے سربراہ سابق وزیراعظم پروفیسر عبدالرب رسول سیاف کے مرکز پر قبضہ کر لیا یہاں سے بھاری تعداد میں اسلحہ طالبان کو ملا' طالبان کے ایک بیس رکنی گروپ نے مولوی عبدالوارث کی قیادت میں رات سوا آٹھ بجے طورخم سرحد پر طالبان کا پرچم لہرا دیا جس پر کلمہ طیبہ تحریر ہے۔ طالبان اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے آئے۔ طالبان نے مولوی عبدالوارث کو امیر اور مولوی میر حیدر کو شمشاد سر کا انچارج مقرر کیا ہے۔ حزب اسلامی کے قائد فضل حق مجاہد اپنے دس ساتھیوں سمیت جلال آباد سے طورخم پہنچ گئے۔

جلال آباد پر طالبان کے قبضہ کے بارے میں مشہور صحافی محسن رضا نے پشاور سے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ پاکستان کے سرحدی صوبہ ننگر ہار پر بھی افغانستان کی طالبان تحریک کے پرجوش جوانوں نے قبضہ کر کے جلال آباد میں قائم کل جماعتی حکومت کا صفایا کر دیا۔ جس کے ساتھ ہی طالبان کے کمانڈر ملک بدر جان کا کہنا ہے کہ صوبہ ننگر ہار میں شریعت نافذ کی

جائے گی اور جلال آباد پر قبضہ کے بعد کابل میں بھی شریعت کے نفاذ کے لیے راہ ہموار کی جائے گی۔ کابل حکومت کابل کا محاصرہ کرنے والے طالبان کے گروپ کے خلاف ایک بڑے حملے کا پروگرام بنا ہی رہی تھی کہ طالبان نے جلال آباد کی جانب زبردست پیش قدمی کر کے کابل حکومت سمیت پوری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے۔ کابل اور پشاور کی بین الاقوامی شاہراہ پر قائم پاکستان کے سرحدی علاقہ خیبر ایجنسی سے متصل صوبہ ننگر ہار اپنی جغرافیائی اور سیاسی اہمیت کے پیش نظر کابل حکومت کے لئے بہت اہمیت کا حامل تھا۔

جلال آباد میں طالبان کی آمد کے بعد صوبہ ننگر ہار کے ذریعہ بعض قبائلی ارکان سمیت اہم شخصیات کا اربوں روپے کا سمگلنگ کا کام چلتا ہے یا نہیں' اس کا فیصلہ تو طالبان کریں گے اور اگر یہ کام بند ہو گیا تو قبائلی علاقوں میں تعیناتی کے لئے تگڑی سفارش اور ڈالی پہنچانے کا سلسلہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ جلال آباد کے بعد طالبان اب کابل کی جانب پیش قدمی کریں گے جو چاروں طرف سے دشمنوں میں گھر چکا ہے۔ گو کہ افغانستان کے نئے وزیراعظم انجینئر گل بدین حکمت یار شمالی افغانستان کے رہنما جنرل عبدالرشید دوستم سے اچھے تعلقات کا آغاز کر چکے ہیں' لیکن دوستم اور ربانی کے تعلقات بحال نہیں ہوئے اور دوسری جانب طالبان اور دوستم میں دوستی کا فی الحال کوئی امکان نظر نہیں آ رہا۔ طالبان اتحاد تحریک کو اپنے زور بازو پر آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔

طالبان کا صوبہ خوست اور کنٹر پر قبضہ

13 ستمبر 96ء: وزیر داخلہ میجر جنرل (ر) نصیر اللہ خان بابر نے کہا ہے کہ طالبان افغانستان کے صوبہ خوست اور کنٹر پر آئندہ اڑتالیس گھنٹوں میں قابض ہو جائیں گے۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ انہیں کئی ہفتے پہلے اس بات کا علم تھا کہ افغانستان میں صورتحال خراب ہو رہی ہے اور انہوں نے سیکرٹری خارجہ کو اس سلسلہ میں بریف کر دیا تھا۔ پارلیمنٹ ہاؤس میں اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے وزیر داخلہ نے کہا کہ اس وقت افغانستان

طالبان کے جلال آباد پر قبضے کے بعد طورخم سرحد بند گورنر ہاؤس سمیت 70 ہلاک

طالبان نے 11 کورکمانڈر جلال آباد ایئر پورٹ پر کھڑے 5 طیارے اور 2 ہیلی کاپٹر سمیت بھاری اسلحہ پر قبضہ کر لیا پاکستان نے طالبان کو تسلیم کرنے کے لیے شرط طورخم کی سرحد استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی افغانستان کا داخلی معاملہ

پار چنار فرقہ وارانہ فسادات میں 25 ہلاک مساجد و امام بارگاہیں جلنے لگے

پار چنار میں 16 اور دیر کے علاقوں میں دس بارہ افراد کی ہلاکت کی اطلاعات ہسپتالوں میں 100 سے زائد زخمی داخل ہوئے

تسلسل اشاعت کے 56 سال

روزنامہ نوائے وقت لاہور

DAILY NAWA-I-WAQT LAHORE

THURSDAY, SEPTEMBER 12, 1996

نگر بار میں شریعت نافذ کر دی ہے: ملا برجان

جلال آباد کچھ پر شریوں نے زبردست استقبال کیا۔ کسی نے مزاحمت نہیں کی

12 ستمبر 1996ء (روزنامہ نوائے وقت) کا تراشہ طورخم سرحد بند۔

میں موجودہ حکومت کے خلاف شدید عوامی ردعمل پایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان طالبان کی کوئی امداد نہیں کر رہا۔ وزیر داخلہ نے کہا کہ پاکستان نے جلال آباد پر طالبان کے حملے سے دو روز قبل ہی پاک افغان سرحد بند کر دی تھی۔ کیونکہ انہیں صورت حال کا علم تھا۔

کابل حکومت کا جوابی حملہ' دو شہروں میں جنگ' طالبان پر بمباری

13 ستمبر۔ افغان حکومت کے دستوں نے جلال آباد پر طالبان کے قبضہ کے نتیجہ میں خوراک اور ایندھن کی سپلائی روک دی ہے۔ افغان ذرائع نے کہا ہے کہ سرکاری دستوں نے صوبہ لوگر کے قصبہ حصارک اور ازرا کے حصوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ ان کے مطابق طالبان کے سپلائی راستے کٹ گئے ہیں' افغان ذرائع نے یہ بھی بتایا ہے کہ سرکاری دستے حصارک پر قبضہ کی کوشش کر رہے ہیں۔ افغان خبر رساں ایجنسی نے ان اہلکاروں کے حوالے سے بتایا کہ سرکاری جیٹ طیاروں نے بمباری کی۔ طالبان اہلکاروں نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے جمعرات کو جلال آباد کے مشرق میں بہبود پر قبضہ کر لیا اور آخری قصبہ دورنٹہ سے سرکاری دستوں کو پیچھے دھکیل دیا ہے۔

طالبان تحریک نے افغانستان کے صوبہ ننگر ہار کے صوبائی دارالحکومت جلال آباد میں مکمل قبضہ کے بعد بہبود ضلع پر بھی قبضہ کر لیا ہے جہاں ربانی کے حامی کمانڈر حضرت علی کی فوجیں جمع ہو رہی تھیں۔ طالبان نے اعلان کیا ہے کہ وہ جلال آباد سے ساٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر جنگی حکمت عملی کے لحاظ سے اہم علاقہ سروبی کی جانب جلد پیش قدمی کریں گے۔ طالبان نے پاک افغان سرحد پر افغانستان کی حدود میں طورخم چیک پوسٹ پر اپنا سفید پرچم لہرا کر کام شروع کر دیا ہے۔ طالبان نے کہا ہے کہ وہ ربانی یا حکمت یار میں سے کسی پر بھی اعتماد نہیں کرتے۔ ادھر پشاور میں سفارت کاروں کا کہنا ہے کہ افغان حکومت کے جنگی طیاروں نے جلال آباد ایئرپورٹ پر بمباری کی جس کی تفصیلات کا علم نہیں ہو سکا۔ طالبان کے پشاور میں نمائندے نے اخباری نمائندوں کو بتایا کہ جلال آباد میں گزشتہ روز تین افراد

طالبان اسلحہ سے لیس ہو کر اپنے مشن پر روانہ ہو رہے ہیں۔

طالبان نشانہ لیے ہوئے

مارے گئے جبکہ حصارک کی پہلی چوکی پر آٹھ سرکاری فوجی اور کچھ لوگ دورنٹہ میں مارے گئے۔ انہوں نے کہا کہ کابل کی فوجوں کا حوصلہ گر گیا ہے اور گزشتہ روز طالبان کے کاروان پر دورنٹہ کے قریب سرکاری فوجوں کو طالبان پر حملہ کی ہمت نہیں ہوئی۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ جلال آباد شہر ایئرپورٹ حکمت عملی کے لحاظ سے اہم مقامات پر طالبان کا قبضہ ہے لیکن جلال آباد سے پانچ کلومیٹر دور دورونٹہ سے سروبی اور کابل تک 120 کلومیٹر طویل شاہراہ حکومت کے قبضہ میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ ربانی حکومت سے مل جانے والے کمانڈر حضرت علی بہبود کی جانب چلے گئے تھے تاہم ان کے بارے میں تازہ ترین اطلاعات کوئی نہیں ہیں۔ ادھر افغان صدر استاد برہان الدین ربانی اور وزیراعظم گلبدین حکمت یار کی مخلوط حکومت کی وفادار فوجیں جلال آباد اور سروبی کے درمیان بہبود، دارو زئی اور زین کا کا کے مقامات پر طالبان سے فیصلہ کن معرکہ آرائی کے لئے مورچہ بندی کر رہی ہیں۔ کابل حکومت نے اپنے زیر انتظام پانچ صوبوں میں ہنگامی حالات کا اعلان کر کے لام بندی کا حکم جاری کر دیا ہے اور طالبان کے خلاف جہاد کے لئے بھرتی شروع کر دی ہے۔ جبکہ دوستم ملیشیا کے سربراہ اور شمالی افغانستان کے بیشتر صوبوں کے حکمران جنرل رشید دوستم نے طالبان کے خلاف حکمت یار کی درخواست پر ردعمل ظاہر کرنے کی بجائے خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ حزب اسلامی کے جانباز دستوں پر مشتمل لشکر ایثار نے طالبان کے ساتھ آخری معرکہ آرائی کے لئے تیاریاں مکمل کر لی ہیں۔ روس کے ساتھ جہاد میں نمایاں کامیابیاں حاصل کرنے والے دس ہزار گوریلوں پر مشتمل اس لشکر کا نعرہ ''فتح یا شہادت'' ہے انجینئر گلبدین حکمت یار کے لشکر ایثار کے پاس جدید ترین میزائلوں کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے جو وہ چہار آسیاب سے پسپائی کے وقت لوائے راکٹ سے سروبی منتقل کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ عینی شاہدوں کے مطابق کابل جلال آباد روڈ سے تین کلومیٹر تک مار کرنے والے اور کون میزائلوں کی سینکڑوں بیٹریاں تیار دکھائی دے رہی ہیں جن سے

پلک جھپکنے میں درجنوں میزائل بیک وقت مختلف اہدائف پر فائر کئے جاسکتے ہیں۔ پاک افغان سرحد کے قریب دفاعی اہمیت کے عسکری مرکز پر قبضہ کے دوران بھاری تعداد میں تباہ کردہ اسلحہ اور گاڑیاں طالبان کے ہاتھ لگی ہیں جو کہ اگلے محاذوں کو روانہ کی جارہی ہیں۔ کروڑوں روپے کی لاگت سے شمشاد سر پہاڑی کو کھود کر تعمیر کردہ عسکری مرکز پر طالبان کا سفید جھنڈا لہرادیا گیا ہے۔ یہ مقام پروفیسر سیاف کا مضبوط مرکز تھا جہاں سے طالبان کو پی ایم 40 راکٹوں کے کئی یونٹ' بکتر بند گاڑیاں' بھاری توپیں' عسکری گاڑیاں اور سینکڑوں کلاشنکوفوں اور دیگر اسلحہ کی بھاری تعداد طالبان کے ہاتھ لگی ہیں۔ جلال آباد پر طالبان کے قبضہ کے بعد سرحد میں افغانی طلبہ کے تمام مدرسے بند کر کے طلبہ اور اساتذہ طالبان کو کمک پہنچانے کے لئے جلال آباد روانہ ہورہے ہیں اس امر کا انکشاف طالبان کے کمانڈر مولوی احمد جان احمدی نے طورخم میں طالبان کے مرکز میں صحافیوں سے بات چیت کے دوران کیا' مولوی احمد جان احمدی جو باڑہ کے ایک دارالعلوم میں مدرس ہیں نے بتایا کہ جلال آباد پر طالبان کے قبضہ کے بعد سرحد میں وہ تمام دارالعلوم عملاً بند ہوگئے ہیں جہاں افغانی طلبہ زیر تعلیم ہیں اور ان دارالعلوموں کے طلبہ اور مدرس جلال آباد پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت زیادہ تر طلبا پشاور' مردان' باڑہ' کرم ایجنسی' میران شاہ سے آئے ہیں تاہم کراچی' پنجاب اور اسلام آباد کے دینی مدارس میں زیر تعلیم طلبہ بھی یہاں پہنچ رہے ہیں۔ دریں اثنا ممتاز گوریلا کمانڈر اور پل چرخی کی آرمرڈ کور کے سابق کمانڈر جنرل صدیق اللہ طالبان کے دستوں کی مدد کے لئے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جلال آباد پہنچ گئے ہیں' چند دن پہلے پاک افغان سرحد طورخم پر جلال آباد روانگی سے قبل مولوی صدیق اللہ نے جو اس سے قبل مولوی محمد نبی محمدی کی حرکت انقلاب اسلامی سے وابستہ تھے اخبار نویسوں کو بتایا کہ پاکستان بھر سے طالبان افغانستان روانہ ہورہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت قریباً 500 طالبان پاک افغان سرحد پر افغانستان میں داخلے کے منتظر ہیں۔ افغانستان کے سرحدی صوبہ ننگرہار کے

صدر مقام جلال آباد پر قبضہ کے بعد طالبان جلال آباد سے صدائے شریعت نشریات کا آغاز کررہے ہیں کہ اس وقت قندہار ریڈیو سٹیشن کام کررہا ہے جس کی روزانہ نشریات کا دورانیہ دو گھنٹے ہے۔

سرحد میں افغانی دینی ادارے بند

جلال آباد پر طالبان کے قبضہ کے بعد سرحد میں افغانی طلبہ کے تمام مدرسے بند کر کے طلباء اور اساتذہ طالبان کو کمک پہنچانے کے لئے جلال آباد روانہ ہورہے ہیں۔

شمشاد سر پہاڑی پر طالبان

پاک افغان سرحد کے قریب دفاعی اہمیت کے عسکری مرکز پر قبضہ کے دوران بھاری تعداد میں تباہ کن اسلحہ اور گاڑیاں طالبان کے ہاتھ لگی ہیں جو کہ اگلے محاذوں کو روانہ کی جارہی ہیں۔ کروڑوں روپے کی لاگت سے شمشاد سر پہاڑی کو کھود کر تعمیر کردہ عسکری مرکز پر طالبان کا سفید جھنڈا لہرادیا گیا ہے۔ یہ مقام پروفیسر سیاف کا مضبوط مرکز تھا جہاں سے طالبان کو ایم 40 راکٹوں کے کئی یونٹ بکتر بند گاڑیاں۔ بھاری توپیں، عسکری گاڑیاں اور سینکڑوں کلاشنکوفیں اور دیگر اسلحہ کی بھاری تعداد طالبان کے ہاتھ لگی ہیں۔

پاکستان سے طالبان کی کمک

باڑہ (پشاور) کے ایک دارالعلوم میں مدرس مولوی احمد جان احمدی نے بتایا کہ جلال آباد پر طالبان کے قبضہ کے بعد سرحد میں وہ تمام دارالعلوم عملاً بند ہوگئے ہیں جہاں افغانی طلبہ زیر تعلیم ہیں اور ان دارالعلوموں کے طلبہ اور مدرس طالبان کا ساتھ دینے کیلئے جلال آباد پہنچ رہے ہیں۔

پاکستانی فوج اور طالبان کی مدد و پشت پناہی

افغان حکومت نے اپنے ملک میں پاکستان کی مبینہ مداخلت کا مشاہدہ کرنے کے لئے اقوام متحدہ سے خصوصی ایلچی بھیجنے کی اپیل کردی۔ افغان دفتر خارجہ نے اقوام متحدہ کے

روزنامہ جنگ لاہور
THE DAILY JANG LAHORE

طالبان کا پہلا دورہ پشاور کامیاب

گلبدین سے طالبان کابل کا قبضہ کرلینے پر پاکستان نئی حکومت کو تسلیم کرلے گا، بابر

نواز شریف اور ان کے ساتھیوں نے ہوائی اڈے پر طالبان کا پرتپاک استقبال کیا

14 ستمبر 1996ء (روزنامہ جنگ) کی خبر' پاکستان طالبان حکومت کو تسلیم کرلے گا۔

سیکرٹری جنرل بطروس غالی سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنا خصوصی نمائندہ بھیجیں جو یہ دیکھے کہ طالبان کے روپ میں پاکستان کی باقاعدہ فوج اور ملیشیا بھی افغانستان میں طالبان کے ساتھ سرگرم ہے۔ افغان دفتر خارجہ کی طرف سے جاری کئے گئے بیان کے مطابق پاکستان کافی عرصے سے افغانستان میں مداخلت کر رہا ہے اور اب کچھ عرصے سے یہ مداخلت شدید ہوگئی ہے۔ اخبار کے حوالہ سے کہا گیا کہ گزشتہ ہفتوں کے دوران طالبان نے افغانستان کے مشرق میں جلال آباد اور دوسرے اہم شہروں پر قبضہ کے لئے جو سرعت دکھائی اس کے پیچھے پاکستان کی فوجی اور مالی معاونت شامل تھی جس سے افغانستان کی خودمختاری خطرے میں ہے۔ افغان حکومت نے یہ بھی الزام لگایا کہ کنٹر پر قبضہ کے لیے تقریباً 1200 پاکستانی کمانڈوز نے حصہ لیا اور میدان شہر پر قبضہ کیلئے بھی پاکستان ملیشیا کے 600 ارکان حصہ لے رہے ہیں۔ عالمی برادری سے اس صورتحال کو سنجیدگی سے لینے کی اپیل کی ہے۔

پاکستان پر طالبان کی پشت پناہی کا الزام

رپورٹر کی اطلاع کے مطابق ربانی حکومت نے طالبان کے مفتوعہ علاقہ جلال آباد پر شدید بمباری کا سلسلہ تیز کر دیا ہے جس کے باعث جلال آباد سے بڑی تعداد میں لوگ پاکستان کی جانب نقل مکانی پر مجبور ہو گئے۔ اور تین دن کے اندر اندر آٹھ سو سے زائد خاندان جلال آباد سے پاکستان آ چکے تھے جبکہ مزید خاندانوں کی آمد کو حکام خارج از امکان قرار نہیں دے رہے ہیں۔ پاکستان میں مقیم ساڑھے بارہ لاکھ سے زیادہ رجسٹرڈ اور غیر رجسٹرڈ نئے اور پرانے افغان پناہ گزینوں کو خوراک اور کپڑوں کی امداد کی اپیل کی ہے۔ کمشنر افغان مہاجرین صوبہ سرحد رستم شاہ مہمند نے اقوام متحدہ کے کمشنر برائے مہاجرین کے پاکستان میں سربراہ سے بھی امداد کے بارے میں بات کی۔ جنہوں نے اس بارے میں اپنی رضامندی ظاہر کی۔

(ماہر افغانیات) وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر کو بھٹو دور میں سرحدی فورس فرنٹیئر کا انسپکٹر جنرل

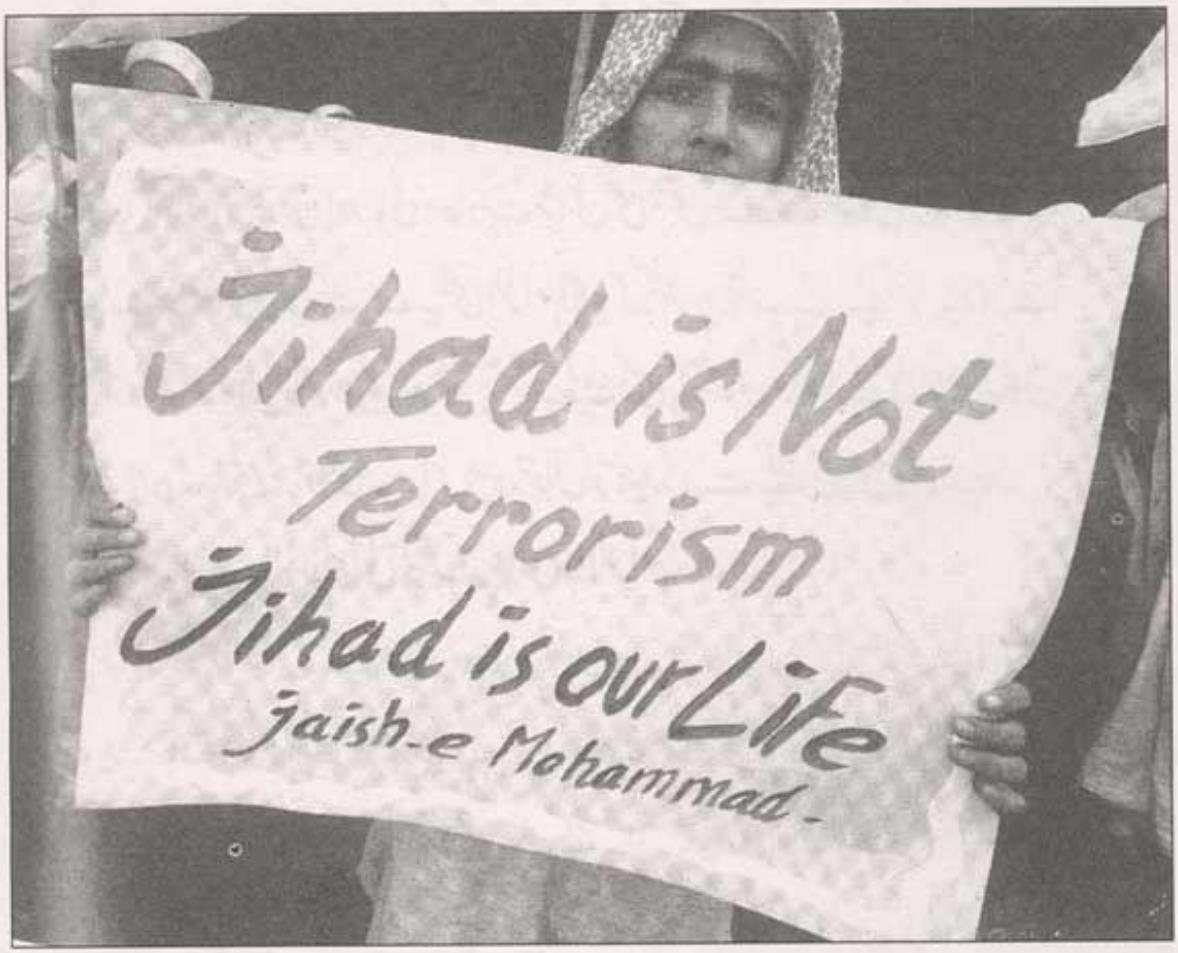

جہاد جہاد ہے، ہم افغانی پیدائشی جہادی ہیں

ہونے کے ناطے افغان امور میں گہری دلچسپی ہے اور پختونستان کے نعرہ کا مقابلہ کرنے کے لئے افغانستان سے کئی رہنما برآمد کئے۔ جنہوں نے اب افغانستان کے امور کی کمان سنبھالی ہوئی ہے۔ جنرل بابر نے پی پی پی کے سابقہ دور میں اور اب کھلم کھلا افغانی امور سے اپنی گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ افغان حکومت بار بار الزام لگا رہی ہے کہ پاکستان طالبان کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ بے نظیر بھٹو نے اس تاثر کو غلط قرار دیا ہے کہ پاکستان طالبان کی مدد کر رہا ہے۔ لیکن پاکستان اس مسئلہ پر اپنی پوزیشن کو واضح نہیں کر سکا او، اب صورتحال یہ ہے کہ افغانستان میں ربانی حکومت پاکستان پر مسلسل جانبداری اور طالبان کی حمایت کا الزام لگا رہی ہے اس حکومت کو بھارت اور ایران کی مکمل حمایت حاصل ہے۔ ایران طالبان کے مقابلہ میں ہر صورت میں ربانی حکومت کو قائم رکھنا چاہتا ہے جبکہ بھارت اور روس ربانی حکومت کو جہازوں کے دفاعی ساز و سامان پہنچا رہے ہیں اور پاکستان کے سیکرٹری خارجہ کے دورہ کو ناکام بنانے کیلئے افغان حکومت نے جلال آباد پر وحشیانہ بمباری شروع کر رکھی ہے اور افغان حکومت نے اس وحشیانہ بمباری کی دلیل یہ دی ہے کہ جلال آباد میں طالبان اور پاکستانی حکام میں اجلاس ہو رہا تھا جسے بمباری کر کے ناکام بنا دیا۔

دوسری جانب صورتحال یہ ہے کہ کرم ایجنسی میں ہونے والے بدترین فسادات میں افغان باشندوں کے ملوث ہونے کی اطلاعات ملی ہیں۔ تحریک فقہ جعفریہ کے رہنماؤں نے طالبان کے ملوث ہونے کا الزام لگایا ہے۔ پاکستان کی سرحدوں پر فرقہ وارانہ کشیدگی اور افغانستان پاکستان کے متنازعہ ہو جانے سے پاکستان کی پوزیشن بھی خراب ہو رہی ہے۔

طالبان نے لغان اور ابریشم درہ پر بھی قبضہ کر لیا

14 ستمبر: لغان صوبہ پر قبضہ کرنے کے بعد طالبان کے دستے سروبی میں وزیر اعظم حکمت یار کے ملٹری ہیڈ کوارٹر کی جانب پیش قدمی کر رہے ہیں۔ گورنر ہاؤس جلال آباد سے طالبان کے رہنما ملا محمد عثمان نے بتایا کہ جلال آباد کا کنٹرول حاصل کرنے کے بعد

روزنامہ نوائے وقت لاہور

DAILY NAWA-I-WAQT LAHORE

طالبان نے شہر کابل فتح کرلیا

طالبان نے غلبہ حاصل کرلیا

طالبان نے ہرات کی طرف پیش قدمی شروع کردی۔ کنٹرول طالبان کے سپرد کردیا

طالبان نے شہر کا کنٹرول سنبھال لیا

طالبان نے ہرات کی طرف پیش قدمی شروع کردی۔ کنٹرول طالبان کے سپرد کرد

کے بعد کمانڈر ملا پروان کی سربراہی میں طالبان کے دستوں نے صوبہ لغان کا رخ کیا تھا' جہاں کسی مزاحمت کے بغیر طالبان نے صوبائی دارالحکومت مہترلام پر قبضہ کرلیا۔ کابل جلال آباد شاہراہ پر جلال آباد سے 60 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع دفاعی اہمیت کے تنگی ابریشم درہ پر طالبان نے قبضہ کرلیا ہے اور کنٹر کو بھی طالبان کے حوالے کرنے کیلئے بات چیت جاری ہے۔

طالبان کے ساتھ مؤثر قوت ہے

14 ستمبر وزیر داخلہ میجر جنرل (ر) نصیراللہ خان بابر نے پشاور میں ایک جلسہ عام اور اخبار نویسوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کسی بھی افغان گروپ کی بات نہیں کررہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر طالبان اس قوت سے آگے بڑھتے رہے تو ایسا محسوس ہورہا ہے کہ وہ جلد کابل پر قبضہ کرلیں گے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہم ربانی حکومت کو اس وقت تک تسلیم کرتے ہیں جب تک یو این او اور عالمی ادارے اسے تسلیم کررہے ہیں اور طالبان کے ساتھ ابھی مؤثر قوت ہے اور اگر یہ لوگ کابل پر قبضہ کریں گے تو ہم ان کو تسلیم کرلیں گے۔ ہم ربانی حکومت اور طالبان دونوں کی انسانی ہمدردی کی بنا پر امداد کررہے ہیں۔

حکومت طالبان کی سرپرستی سے باز آجائے

15 ستمبر 96ء (جنگ)۔ جماعت اہلحدیث اور ملی یکجہتی کونسل کے رہنما مولانا اختر محدی نے کہا ہے کہ حکومت طالبان کی سرپرستی کر کے افغانستان میں خون کی ندیاں بہانا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ وزیر داخلہ کے اس بیان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ افغانستان میں جاری خونی ڈرامے کا جلد ہی ڈراپ سین ہونے والا ہے اور امریکی ایجنڈے کی تکمیل آخری مراحل میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر کنٹر میں خون کا بازار گرم کرلیا گیا تو جماعت اہلحدیث پورے ملک میں حکومت کے خلاف سراپا احتجاج بن جائے گی۔

سرحدی جھڑپ سے جلال آباد ایئرپورٹ تباہ

حملے کے وقت گورنر ہاؤس میں ایک پاکستانی افسر اور طالبان میں بات چیت ہو رہی تھی۔ روس اور ایران سے اسلحہ کی کابل آمد

نظامیہ نے مزار شریف سے حزب اسلامی کے ایک ہزار سپاہی پہنچ رہے ہیں۔

DAILY
NAWA-I-WAQT
LAHORE

روزنامہ

بانی حمید نظامی مرحوم
ایڈیٹر مجید نظامی

نوائے وقت

لاہور

اسلام آباد اور ملتان سے بیک وقت شائع ہوتا ہے

جلد	پیر 2 جمادی الاول 1417ھ 16 ستمبر 1996ء کیم اسوج 2053ب	صفحات	رجسٹرڈ نمبر ایل	شمارہ
56	فون نمبر 54 - 6367551 - 6302050 قیمت 7 روپے	12	4599	197

سرحدی جھڑپ میں ایک پاکستانی کیپٹن ہلاک ہو گئیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ سرکاری طیاروں نے شہر

افغان جنگ

ہونے سے سرحدی کی جس میں چار طالبان اور 20 شہری ہلاک ہو گئے طالبان کے سخت انتظامیہ سے سوویٹ کا مکمل کنٹرول سنبھالنے کے سلسلے میں مذاکرات جاری ہیں۔ طالبان ذرائع کا کہنا ہے کہ وہ کسی خون خرابہ نہیں چاہتے چنانچہ کوئی کوشش کی جائے گی

سوویٹ پہنچنے والے ہیں۔ افغان ذرائع نے ان اطلاعات کی تصدیق کی ہے کہ طالبان کے کابل کے گرد گھیرے کے بعد احمد شاہ مسعود اور جنرل رشید دوستم میں تعلقات بحال ہو رہے ہیں اور جنرل رشید دوستم کے قریبی ساتھی کمانڈر صمد خان کے بارے میں اطلاعات ہیں کہ وہ کابل پہنچ گئے ہیں جبکہ اتوار کو صوبہ لغمان میں طالبان اور سرکاری فوجوں میں خونریز جھڑپیں ہوئی رہیں۔ یہ اطلاعات بھی ہیں کہ روس اور ایران سے کابل حکومت کو جہازوں کے ذریعہ روزانہ ایران سے کابل حکومت کو جہازوں کے ذریعہ روزانہ دفاعی سازو سامان پہنچایا جا رہا ہے۔ کوئٹہ سے اطلاع نے کے مطابق کابل حکومت کے طیاروں کی بمباری کے دوران جلال آباد پر بمباری کے نتیجے میں چار طالبان سویت 37 افراد ہلاک ہو گئے اور تین غیر ملکی

بیٹ کوٹرز سے تاہم سیز فائر کے سلسلے میں رابطہ رکھنے کی روایت کی ہے۔ ادھر طالبان نے کہا ہے کہ وہ شکار اور لغمان پر اپنی گرفت مضبوط بنا رہے ہیں اور طالبان نے سوویٹ تک سرکاری فوج کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا ہے۔ طالبان نے سوویٹ کی ضروری ایک اہم چیک پوسٹ پر قبضہ کر لیا ہے۔ کابل انتظامیہ نے سوویٹ کے گرد تین دفاعی حصار قائم کر دیئے

کے دوران بات چیت جاری تھی اس لئے ہوائی کارروائی نہ کی جائے۔ حملہ میں کئی غیر ملکی اور ایک ہوسٹس بھی جاں بحق ہو گئی۔

مشترکہ اتحاد فورس نے سوویٹ کے تین اطراف میں بڑی تعداد میں بارودی سرنگوں کے جال بچھا دیئے

افغان حکومت اور طالبان میں شدید جنگ

17 ستمبر: افغان حکومت اور طالبان کے درمیان فوجی اہمیت کے اہم قصبے سروبی کے قریب شدید جنگ کابل جلال آباد شاہراہ پر ہورہی ہے۔ سرکاری فوجوں نے شاہراہ کے ساتھ ساتھ 30 کلومیٹر تک پیش قدمی کا دعویٰ کیا ہے۔ طالبان نے اب تک دو ساتھیوں کی ہلاکت کا اعتراف کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے مخالفین کو کافی پیچھے دھکیل دیا ہے اور ان کے ٹینکوں اور دوسرے اسلحہ پر بھی قبضہ کے ساتھ نو فوجی بھی ہلاک کئے ہیں۔ سروبی اب طالبان کا ٹارگٹ ہے۔ خبر رساں ایجنسی کے مطابق طالبان اب کنٹر پر قبضہ مکمل کرنے کے بعد وہاں اپنی انتظامیہ تشکیل دے رہے ہیں۔ کنٹر کے امور خارجہ کے انچارج ابوعطاالله تاج محمد نے بتایا کہ کنٹر کے شہر اسد آباد پر طالبان کا قبضہ ہوا ہے۔ باقی تمام صوبہ بدستور جماعت الدعوۃ الی القرآن وسنت کے قبضے میں ہے۔

صوبہ کنٹر میں طالبان کا خیر مقدم

17 ستمبر:۔ طالبان ملیشیا نے افغانستان کی سرکاری فوج سے صوبہ کنٹر چھین لیا۔ سرکاری فوج نے کوئی مزاحمت نہیں کی اور سرکاری عناصر طالبان کی آمد سے قبل ہی بھاگ نکلنے پر مجبور ہوگئے' طالبان ملیشیا کنٹر صوبے میں داخل ہوئی تو وہاں کے لوگوں نے طالبان کا خیر مقدم کیا۔ طالبان کی پیش قدمی روکنے کے لئے کابل کے اطراف میں اور کابل جانے والی شاہراہ پر جگہ جگہ رکاوٹیں کھڑی کر رکھی ہیں اور دستے تعینات ہیں۔ تاہم کھیوا کے مقام پر لڑائی میں پانچ افراد مارے گئے۔ ایک طالبان نے بتایا کہ حکومت کا حامی کمانڈر شیر افضل بھی مرنے والوں میں شامل ہے۔

افغانستان کی تجارت اور طالبان

16 ستمبر: طالبان کے افغان صوبے جلال آباد پر قبضہ کے ساتھ ہی سیاسی پنڈتوں نے یہ پیش گوئیاں شروع کردیں کہ اب جلد ہی طالبان ملک پر اپنا قبضہ پکا کرلیں

گے۔1994ء میں سامنے آنے والے طالبان نے افغانستان کی سب سے بڑی طاقت بننے کے لئے ہمیشہ پرانے طریقے اختیار کئے۔ دی اکانومسٹ میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق جلال آباد اور کابل کے قبضہ کے بعد دوسرے علاقوں میں طالبان کی فتح کے بعد تجارت' سمگلنگ پر طالبان کی اجارہ داری قائم ہوگئی ہے۔ واضح رہے کہ جلال آباد میں سمگلنگ کو بھی تجارت کہا جاتا ہے۔ شہر کے اردگرد صحرا میں یورپ اور مشرق وسطیٰ سے چوری شدہ بڑی بڑی گاڑیاں اس انتظار میں کھڑی ہیں کہ کوئی انہیں ڈرائیو کر کے پاکستان کی سرحد پر لے جائے۔ جبکہ اونٹوں پر لاد کر ڈیوٹی فری ٹیلی وژن اور وڈیوز بھی لائے جاتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق اب یہ تمام علاقے طالبان کے قبضہ میں ہیں۔ ملا عمر بھی سمگلنگ پر آنکھ بند رکھتے ہیں' کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ قرآن مجید اس سے منع نہیں کرتا البتہ کار چوری کے بارے میں انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ اس سے طالبان کو ریونیو بھی حاصل ہو رہا ہے اور مالی مفاد جنگ میں دشمن کو زچ کرنے کے لئے فوجی کامیابیوں سے بڑی کامیابی ہے۔

بھارت اور افغان حکومت

17 ستمبر:۔ نئی دہلی سے نمائندہ کی رپورٹ کے مطابق افغانستان کی سابق برہان الدین ربانی حکومت کے بھارت میں سفیر مسعود خلیلی نے بھارت کی افغان پالیسی کو سخت ہدف تنقید بنایا ہے۔ انہوں نے افغانستان کی تازہ ترین اور تیزی سے بدلتی ہوئی صورتحال کے بارے میں بھارت کی سست روی کے حوالے سے کہا کہ بھارت کو سب سے پہلے ربانی حکومت کی حمایت کے لئے آنا چاہئے تھا' خلیلی نے کہا کہ بھارت کے نروس ہونے کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ طالبان کی فتح کے بعد ابھی تک نہ تو بھارت نے اس کی مذمت کی اور نہ ہی اسے تسلیم کیا ہے۔ بھارت نے سابق کمیونسٹ صدر نجیب اللہ پر بھی مجرمانہ خاموشی اختیار کئے رکھی۔ حالانکہ وہ بھارت کے کٹر حامی تھے۔ اس طرح بھارت نے ضرورت کے اپنے دوستوں سے بے وفائی کی۔

فیصلہ کن جنگ

17 ستمبر:۔ سیکرٹری خارجہ (پاکستان) نجم الدین شیخ کا دورہ کابل غیر یقینی کا شکار ہو گیا ہے۔ سیکرٹری خارجہ نے طے شدہ پروگرام کے مطابق 19 ستمبر کو کابل کے دورے پر جانا تھا۔ لیکن افغانستان کی تازہ ترین داخلی صورتحال کے پیش نظر سیکرٹری خارجہ کے دورہ کابل پر نظر ثانی کا امکان ہے۔ این این آئی کے مطابق افغان حکومت نے کہا ہے کہ جلال آباد پر سرکاری طیاروں کی حالیہ بمباری طالبان اور پاکستان کے درمیان مجوزہ ایک اہم اجلاس کو روکنے کے لئے کی گئی' اس بمباری کے نتیجے میں کم سے کم بارہ افراد ہلاک اور بڑی تعداد میں زخمی ہوئے۔ خبر رساں ایجنسی کے مطابق جلال آباد میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس ہونے والا تھا ۔ جسے روکنے کے لئے سرکاری طیاروں کو جلال آباد کے مغربی علاقوں پر بمباری کرنا پڑی۔ جلال آباد پر طالبان کے قبضہ کے بعد علاقہ کے مکین بڑے پیمانے پر پاکستانی سرحد طورخم کی طرف آ رہے ہیں۔

ایران کی پاکستان پر تنقید

ایران کے معروف اخبار ''ایران نیوز'' نے طالبان کی حمایت پر پہلی بار پاکستان پر کھل کر تنقید کی ہے اور تمام افغان گروپوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے ملک میں غیر ملکی امداد کے بل بوتے پر فتوحات کرنے والے طالبان کے خلاف متحد ہو جائیں۔ ادھر افغانستان میں ملک کی تاریخ کی سب سے خونریز جنگ کے آثار نمایاں ہو گئے ہیں اور مخالف فریق پورے زور و شور سے ایک تاریخی فیصلہ کن جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ ایک طرف کابل پر قبضے کے خواہش مند طالبان نے قندہار' پکتیا' گردیز اور دیگر علاقوں سے بھاری ہتھیار جلال آباد پہنچانا شروع کر دیئے ہیں۔ جبکہ صوبہ کوخر اور تنگی کے مقامات پر سرکاری مزاحمت کے بعد طالبان کے کمانڈر ملا برجان نے مزید طالبان کو ننگرہار طلب کیا ہے اور روزانہ ہزاروں کی تعداد میں طالبان طورخم اور دیگر راستوں سے جلال آباد پہنچ رہے ہیں۔ اطلاعات کے

طالبان نے سرکاری افواج سے صوبہ کنڑ چھین لیا

طالبان ہیشیاہ کا صوبے کے عوام نے تپاک مقدم کیا، زبردست مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا، گورنر نعمان کے قبضے کے نتیجے میں پورا صوبہ کنڑ طالبان کے کنٹرول میں آ گیا

روزنامہ
DAILY NAWA-I-WAQT LAHORE
نوائے وقت
لاہور

افغانستان کی تجارت اور سرحد کراسنگ پر طالبان کا قبضہ ہو گیا

عمرانی یورپ اور مشرق وسطیٰ سے چوری شدہ گاڑیاں پاکستان جانے کو "تیار" کھڑی ہیں

ایران کا صوبہ نمروز بھی طالبان کے پاس ہے "منشیات" سمگلنگ کو قرآن کے خلاف نہیں سمجھتے

طالبان کابل پر قبضہ تو نہ کر سکے، مگر شہر کی بجلی کاٹ رہے ہیں۔ اکثر مشرقی علاقے 18 گھنٹے سے بجلی سے محروم

23 ستمبر 1996ء (روزنامہ نوائے وقت) کی خبر طالبان کا کنٹر پر قبضہ۔

مطابق اس ہولناک جنگ میں کابل پر بمباری کے لئے طالبان فضائیہ کو استعمال کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور اس غرض کے لئے جلال آباد ایئرپورٹ کو ایک ملک کے تعاون سے جنگی جیٹ جہازوں کے لئے قابل استعمال بنایا جا رہا ہے۔ دوسری طرف طالبان کے خلاف میدان، خار، چنار آسیاب، لوگو، سروبی اور دیگر کئی محاذوں سے بیک وقت بڑے حملے کرنے کا پروگرام بنایا گیا ہے۔

بی بی سی کے مطابق افغان حکومت نے اشیائے خوراک کی قلت کے پیش نظر دارالحکومت کابل میں راشن بندی نافذ کر دی ہے، جلال آباد پر طالبان کے قبضہ کے بعد قیمتوں میں 25 فی صد اضافہ ہو گیا ہے اور ایک بوری آٹے کی قیمت ایک سرکاری ملازم کی چار ماہ کی تنخواہ کے برابر ہے۔ حالات دگرگوں ہیں۔ بجلی کی بحالی کے بعد اگرچہ ایندھن کی قیمتیں گر گئی ہیں۔ تاہم سروبی جہاں افغانستان کا بڑا بجلی گھر ہے اور کابل کو بجلی فراہم کی جاتی ہے، طالبان پر حملے کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔

جنرل بابر اور مولانا فضل الرحمان اچانک افغانستان پہنچ گئے

19 ستمبر:۔ وزیر داخلہ جنرل نصیر اللہ خان بابر کی قیادت میں پاکستان کا ایک اعلیٰ سطح کا وفد منگل کو اچانک کابل پہنچ گیا۔ جہاں اس نے طالبان حکومت کے رہنماؤں سے اہم مذاکرات کئے۔ بعد ازاں وفد نے مزار شریف جا کر جنرل عبدالرشید دوستم سے بات چیت کی۔ پاکستان کا وفد کسی پیشگی اعلان کے بغیر پاک فضائیہ کے ایک طیارے میں کابل پہنچا۔ وفد میں جمعیت العلمائے اسلام کے رہنما مولانا فضل الرحمان بھی شامل ہیں۔ افغان ذرائع نے بتایا کہ پاکستانی وفد نے طالبان پر زور دیا ہے کہ وہ ایک وسیع البنیاد حکومت بنانے کے لئے دیگر گروپوں کے ساتھ مذاکرات میں پہل کرے۔ پاکستانی وفد نے طالبان کو یقین دلایا ہے کہ پاکستان افغانستان کی تعمیر نو میں بھرپور مدد کرے گا اور عنقریب پاکستان/کابل میں اپنا سفارت خانہ دوبارہ کھولے گا۔ پاکستانی وفد کابل کے بعد

مزار شریف گیا وہاں وفد نے جمعیت ملی اسلامی کے سربراہ عبدالرشید دوستم سے ملاقات کی۔ مزار شریف جنبش ملی کے ترجمان جنرل یوسف نے وفد کی رشید دوستم سے ملاقات کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ پاکستانی وفد نے رشید دوستم پر زور دیا ہے کہ وہ طالبان کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے اپنے اختلافات طے کریں۔ جنرل یوسف کے مطابق جنرل دوستم نے پاکستانی وفد پر واضح کر دیا ہے کہ افغان بحران اب صرف دوستم اور طالبان کے باہمی مذاکرات کے ذریعے حل نہیں ہو سکتے۔ بحران کے حل کیلئے دوسرے گروپوں کو اس میں شامل کرنا چاہئے۔ بابر کے دورہ کابل کے حوالے سے بی بی سی نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ جنرل نصیراللہ بابر کو کابل بھیجنے کا فیصلہ صدر، وزیراعظم اور آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت کے اجلاس میں کیا گیا۔ جنرل بابر سابق افغان صدر ربانی کے نزدیک ایک متنازعہ شخصیت ہیں جو الزامات لگاتی رہی ہے کہ جنرل بابر طالبان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ تاہم پاکستانی حکومت نے یہ کہا کہ وفد قندہار اور مزار شریف بھی جائے گا۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ ایک امن وفد ہے جس میں مولانا فضل الرحمان بھی جنرل بابر کے ساتھ ہیں، مزار شریف میں پاکستانی وفد جنرل عبدالرشید دوستم کو جو ابھی جنگ میں ہلاک نہیں ہوئے، مگر احمد شاہ مسعود کی کھل کر حمایت کر رہے ہیں کو طالبان کے ساتھ اتحاد پر راضی کرنے کی کوشش کرے گا یا انہیں اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کرے گا کہ کم از کم طالبان اور جنرل دوستم میں جنگ نہ ہو، اگر جنرل دوستم اس پر راضی ہو گئے تو یہ ایک بڑی کامیابی ہوگی۔ ادھر افغانستان کے سابق وزیر دفاع احمد شاہ مسعود نے طالبان کو الٹی میٹم دیا ہے کہ وہ کابل چھوڑ دیں ورنہ سنگین نتائج بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اگر طالبان نے کابل خالی نہ کیا تو بڑی تباہی اور خون خرابہ ہوگا۔ احمد شاہ مسعود نے کہا کہ میں انہیں آخری وارننگ دے رہا ہوں۔ اگر طالبان نے شہر خالی نہ کیا تو شہر پر دھاوا بول دیا جائے گا۔ مسعود نے اقوام متحدہ سے بھی اپیل کی کہ وہ کابل کو غیر فوجی علاقہ قرار دلانے میں مدد کریں۔ بی بی

سی کے مطابق مسعود کی جنرل عبدالرشید دوستم سے ملاقات کے بعد ان کے حامیوں کے حوصلے بڑھ گئے ہیں اور وہ کابل پر حملہ کے لئے صف آراء ہو رہے ہیں۔ طالبان کو دفاعی جنگ لڑنے کا کوئی تجربہ نہیں۔ افغان دارالحکومت کے شمال میں طالبان اور سابق وزیر دفاع احمد مسعود شاہ کی فوجوں میں جنگ جاری رہی۔ طالبان نے کابل کے دفاع کیلئے پوزیشنیں مضبوط کر لی ہیں جس کے بعد مسعود کی فوج کی پیش قدمی نہ صرف رک گئی بلکہ طالبان نے شمال میں ان کے کچھ علاقوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے جو مسعود کے زیر قبضہ چلے گئے تھے۔ طالبان نے سابق صدر ربانی کے ساتھ کسی قسم کے مذاکرات کے امکان کو مسترد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ اب ایسے وقت میں جبکہ جنگ جاری ہے۔ مذاکرات نہیں ہو سکتے' طالبان کے ایک ترجمان نے کہا کہ سابق حکومت کو مذاکرات کے لئے بڑا وقت دیا تھا مگر اس نے توجہ نہ دی اور افغانستان کو تباہ کرنے اور لوٹ مار میں مصروف رہے۔ اب ان سے کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

درہ النگر' درہ دولت شاہ اور طالبان

19 ستمبر: کی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ طالبان ابھی تک صوبے کے شمالی علاقوں میں درہ علی' درہ النگر اور دولت شاہ اضلاع پر قبضہ حاصل نہیں کر سکے' اس سے قبل طالبان نے صوبہ ننگرہار پر مکمل کنٹرول کا دعویٰ کیا تھا۔

طالبان کی پیش قدمی

26 ستمبر: طالبان نے برق رفتار پیش قدمی کرتے ہوئے سروبی اور ملحقہ علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے اور کابل کی نواح میں شدید جنگ جاری ہے۔ جس میں سینکڑوں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ دونوں طرف سے گولہ باری جاری ہے۔ شہری محفوظ مقامات کو بھاگ رہے ہیں۔ طالبان کا کہنا ہے کہ وہ کابل شہر سے چند کلومیٹر کے فاصلے تک پہنچ گئے ہیں جبکہ افغان حکومت نے کہا ہے کہ کابل پر تازہ ترین حملہ پسپا کر دیا گیا ہے۔ طالبان کے ایک ذریعے

افغانستان میں طالبان حکومت قائم ہونے اور پاکستان پشت پناہی پر انڈیا میں
بے نظیر بھٹو کے خلاف مظاہرے۔

نے پل چرخی اور ماہی پر قبضے کا دعویٰ کیا ہے' اور یہ بھی کہا ہے کہ کابل پر طالبان کا قبضہ ہونے والا ہے۔ طالبان کے سربراہ ملا محمد عمر نے کابل حکومت کے حکام اور فوجیوں کے لئے عام معافی کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے فوجیوں کو ہتھیار ڈالنے کیلئے کہا ہے۔

جماعت اسلامی کے افراد کی گرفتاری

26 ستمبر: روزنامہ خبریں کے حوالے سے خبر وزیر داخلہ نصیر اللہ بابر نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ طالبان نے سروبی کو فتح کرلیا ہے اور وہ کابل کے اردگرد پہنچ چکے ہیں' انہوں نے بتایا کہ ہم نے جماعت اسلامی کے 107 افراد کو جو افغانستان جارہے تھے۔ گرفتار کرلیا ہے۔

پاکستان کی امداد پر اظہار افسوس

26 ستمبر: تہران ریڈیو کے مطابق ایران نے طالبان کی پیش قدمی پر اظہار افسوس کیا ہے۔ نائب وزیر خارجہ علاؤالدین برجروی نے کہا ہے کہ سروبی طالبان کے قبضہ سے قیام امن کے مقاصد کو کوئی تقویت نہیں ملے گی۔ ایران نے طالبان کو خبردار کیا ہے کہ اگر انہوں نے خونریزی اور قاتل گری کی پالیسی جاری رکھی تو ایران کو روّیہ بدلنا پڑے گا۔ ایرانی نائب وزیر خارجہ نے کہا کہ طالبان کا قبضہ ہونے کے بعد بھی افغانستان میں امن قائم نہیں ہوسکے گا۔ ایران وزیر خارجہ نے خفی انداز میں پاکستان پر الزام لگایا کہ وہ طالبان کی مدد کررہا ہے۔ انہوں نے پاکستانی رہنماؤں سے حالیہ مذاکرات میں طالبان پر یہ دباؤ ڈالنے کے لئے کہا ہے کہ وہ صلح کے عمل میں شامل ہوں۔ افغانستان کے صدر پروفیسر برہان الدین ربانی کی حکومت نے دارالحکومت کابل کی جانب طالبان کی پیش قدمی کے بعد اقوام متحدہ سے اپیل کی ہے کہ وہ پاکستان کے حملہ پر غور کے لئے سلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس بلایا جائے۔ بی بی سی کے مطابق افغان حکومت نے پاکستان پر طالبان کی مدد کرنے کا بار بار الزام لگایا ہے۔ افغان حکام کا کہنا ہے کہ طالبان کو پاکستان کی فوج اور انٹیلی جنس کی مدد کے

سروبی اور نزدیکی علاقوں پر قبضہ کے بعد طالبان کی برق رفتار پیش قدمی ایران اور افغانستان کی طرف سے پاکستان پر الزامات پاکستان کی تردید

طالبان نے کابل پر یلغار کر دی سلامتی کونسل کا اجلاس بلا لیا گیا

روزنامہ نوائے وقت لاہور

DAILY NAWA-I-WAQT LAHORE

26 ستمبر 1996۔ (روزنامہ نوائے وقت) کا تراشہ پاکستان کی پشت پناہی کے الزامات۔

بغیر اتنی زیادہ کامیابیاں حاصل نہیں ہوسکتیں۔ افغان حکومت نے اقوام متحدہ سے کہا ہے کہ وہ افغانستان پر پاکستان کی یلغار پر ردعمل کے لئے سلامتی کونسل کا فوری اجلاس بلائے۔ پاکستان کے ترجمان نے کہا ہے کہ پاکستان کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے کہ افغانستان میں کس فریق کی حکومت قائم ہوتی ہے اور پاکستان صرف یہ چاہتا ہے کہ وہاں خانہ جنگی ختم ہو اور امن قائم ہو۔ اس خانہ جنگی سے پاکستان کو جن مسائل کا سامنا ہے وہ حل ہوسکیں۔ کابل حکومت نے ایک آخری کوشش یہ بھی کی ہے کہ وہ جنرل عبدالرشید دوستم کو منالیں اور ان کو اس بات پر راضی کرلیں کہ وہ اپنی افواج کابل کے دفاع کے لئے روانہ کریں اور اس مقصد کے لئے یونس خانونی اور ہمایوں جرور مزار شریف پہنچے ہیں۔ لیکن اطلاعات کے مطابق جنرل دوستم نے اس جنگ میں فریق بننے سے انکار کردیا ہے۔ پاکستان میں جنرل دوستم کے نمائندے جنرل پائندہ خان نے کہا ہے کہ وہ اس جنگ میں حصہ نہیں لیں گے' کیونکہ جوان کے مقاصد ہیں۔ وہی مقاصد طالبان کے ہیں۔

سلامتی کونسل کا اجلاس

26 ستمبر اقوام متحدہ نے کابل حکومت کی درخواست پر سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کرلیا ہے۔ سلامتی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کرنے کی درخواست کرتے ہوئے کابل حکومت نے الزام لگایا کہ پاکستانی فورسز اس علاقے میں مداخلت کررہی ہیں۔ افغان حکومت کے نائب وزیر خارجہ عبدالرحیم غفور زئی نے کہا کہ طالبان کی مدد سے پاکستان ملیشیا فورسز کی افغان علاقے میں مداخلت اور جارحیت سے صورتحال انتہائی تشویش ناک ہوگئی ہے لہٰذا سلامتی کونسل کو جارحیت رکوانے کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔

کابل کے اردگرد شدید جنگ

26 نومبر طالبان نے برق رفتار پیش قدمی کرتے ہوئے سروبی اور ملحقہ علاقوں پر قبضہ کرلیا ہے اور کابل پر حملہ کردیا ہے۔ کابل کے نواح میں شدید جنگ جاری ہے۔ جس میں

27 ستمبر 1996ء

LAHORE
نوائے وقت
لاہور

طالبان نے کابل فتح کرلیا

کابل (پی پی سی) رات 2 بجے طالبان کی فوج نے کابل پر مکمل قبضہ کرلیا اور سرکاری فوجیں وادی پنج شیر کی جانب پسپا ہوگئی ہیں۔ طالبان نے کابل بھی جلال آباد کی طرح بغیر کسی مزاحمت کے فتح کیا ہے۔ اس سے کابل مشرقی اور جنوبی اضلاع میں گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں سینکڑوں افغان ہلاک ہوگئے۔ حکمت یار اور ربانی کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

افغانستان میں خونریزی سے بھاگنے والے افغان مہاجرین پاکستان آنے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور پاکستان افغانستان کے سرحدی علاقوں سے اب تک ستر ہزار سے زیادہ افغان مہاجرین پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ اے ایف پی کے مطابق طالبان نے کابل حکومت کے وزیر دفاع کا کابل پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہاں جنگ میں 100 سرکاری فوجی ہلاک

بقیہ نمبر 12 صفحہ 7 پر

سینکڑوں افراد ہلاک اور زخمی ہو گئے ہیں۔ دونوں طرف سے گولہ باری جاری ہے۔ شہری محفوظ مقامات کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ طالبان کا کہنا ہے کہ وہ چند کلومیٹر کے فاصلے تک پہنچ گئے ہیں۔ جبکہ افغانستان حکومت نے کہا کہ کابل پر تازہ ترین حملہ پسپا کر دیا گیا ہے۔ طالبان کے سربراہ ملا محمد عمر نے کابل حکومت کے حکام اور فوجیوں کیلئے عام معافی کا اعلان کیا ہے' انہوں نے فوجیوں سے ہتھیار ڈالنے کیلئے کہا ہے۔

طالبان کا کابل پر قبضہ

27 ستمبر: بی بی سی کے مطابق رات دو بجے طالبان کی فوج نے کابل پر مکمل قبضہ کر لیا ہے اور سرکاری فوجیں وادی پنج شیر کی جانب شمال میں پسپا ہو گئی ہیں اور طالبان نے کابل بھی جلال آباد کی طرح برق رفتاری سے فتح کیا ہے اس سے قبل مشرقی اور جنوبی اضلاع میں گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں سینکڑوں افراد مارے گئے۔ حکمت یار اور ربانی کا کچھ پتہ نہیں چلا۔

خونریزی جھڑپوں کے بعد ہزاروں افغان مہاجرین کا پاکستان آمد کا نیا سلسلہ شروع ہو گیا ہے اور پاکستان افغانستان کے سرحدی علاقوں سے اب تک سترہ ہزار سے زائد افغان مہاجرین پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں۔ اے ایف پی کے مطابق طالبان نے کابل حکومت کے ملٹری کالج پر قبضہ کر لیا۔ جہاں جنگ میں 100 سرکاری فوجی ہلاک ہوئے۔ گزشتہ رات طالبان نے راکٹوں سے کابل پر حملہ کیا جس کے نتیجہ میں چار افراد ہلاک اور درجنوں زخمی ہو گئے۔ کابل سے غیر ملکی باشندوں کا انخلاء شروع ہو گیا۔

طالبان کی پیش قدمی پاکستان کے قومی مفادات کا تقاضا

27 ستمبر (1996ء) نوائے وقت نے اپنے اداریہ میں لکھا کہ طالبان نے برق رفتار پیش قدمی کرتے ہوئے سروبی اور ملحقہ علاقوں پر قبضہ کر لیا ہے اقوام متحدہ نے افغانستان حکومت کی درخواست پر سلامتی کونسل کا اجلاس طلب کر لیا ہے اور الزام لگایا ہے کہ پاکستان

کی فورسز علاقے میں مداخلت کر رہی ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ سوویت یونین کی طرف سے افغانستان میں فوجی مداخلت کے بعد پاکستان نے جو قربانیاں دی ہیں اور افغانستان کی آزادی و خودمختاری کے لئے نہ صرف اپنی سلامتی خطرے میں ڈالی' بلکہ کلاشنکوف اور ہیروئن کے تحفے بھی قبول کئے۔ جن کی تباہ کاریاں اب تک جاری ہیں۔ وہ افغانستان کی مجاہد تنظیموں کی بے تدبیری اور ہماری غلط حکمت عملی کی وجہ سے ضائع چلی گئیں اور شمال مغربی سرحدوں کو ہمیشہ کے لئے محفوظ بنانے کی خواہش میں ہم نے یکے بعد دیگرے ایسی غلطیاں کی ہیں کہ خود ہماری سلامتی کے لئے خطرات میں اضافہ ہو گیا ہے۔

سوویت یونین کی پسپائی اور شکست دریخت کے بعد ہم اگر افغانستان میں ایک مضبوط اور پاکستان کی دوست حکومت کے قیام پر توجہ دیتے اور وہاں کے مضبوط فریقوں کے مابین غلط فہمیاں پیدا کرنے کی بجائے انہیں مشترکہ طور پر انتقال اقتدار اور تعمیر نو کا موقع فراہم کرتے تو نہ صرف افغانستان کے حالات بہتر ہوتے بلکہ ہماری شمال مغربی سرحدیں بھی ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جاتیں۔ مگر ہم پر امریکہ کی خوشنودی کا بھوت سوار تھا' بعض ایجنسیوں اور وزارت خارجہ کے افسروں کا خیال تھا کہ افغان تنظیموں اور عوام کو اپنی مرضی کے مطابق چلایا جا سکتا ہے اس لئے ہم نے حکمت یار کو ناراض کیا۔ پھر ربانی اور احمد شاہ مسعود سے بگاڑ پیدا کیا اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ افغانستان نے سلامتی کونسل سے پاکستان کی مداخلت رکوانے کی درخواست کی ہے اور طالبان کا ایک طیارہ بلگرام کے ہوائی اڈے پر اتار کر یہ الزام عاید کیا ہے کہ اس میں پاکستانی فوجی افسر سوار تھے۔ ہماری خارجہ پالیسی کا کمال یہ ہے کہ جس ملک کی آزادی اور خودمختاری کے لئے ہم نے اپنی سلامتی کیلئے خطرات کی پرواہ نہ کی وہ ہمیں دشمن قرار دے رہا ہے۔

جہاں تک طالبان کا تعلق ہے' اگر ان کی فتوحات سے افغانستان میں قیام امن کی کوئی ضمانت مل سکتی ہے یا ربانی' حکمت یار' دوستم کی طرح یہ گروپ بھی اپنے دائرہ اثر میں

اضافے کیلئے کوشاں ہے تو اس پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ یہ افغانستان کا اندرونی معاملہ ہے اور گزشتہ پانچ چھ سال سے خانہ جنگی کا شکار عوام ہر اس گروہ کو خوش آمدید کہیں گے جو انہیں سکون وسلامتی کا ماحول فراہم کر سکے۔ لیکن اگر مقصد طالبان کے ذریعے ظاہر شاہ مسلط کرنا ہے اور اس طرح بالواسطہ طور پر امریکہ کے ایجنڈے کو آگے بڑھانا ہے تو نہ یہ افغانستان کے مفاد میں ہے اور نہ ہی پاکستان اس کا متحمل ہوسکتا ہے۔ طالبان کی پیش رفت اگر ان کی اپنی حقیقی قوت وطاقت کی مرہون منت ہوتی تو کوئی بات تھی، لیکن صرف افغانستان ہی نہیں ایران بھی یہ الزام عائد کر رہا ہے کہ انہیں پاکستان اور امریکہ کی تائید اور عملی حمایت حاصل ہے۔ یہ اطلاعات بھی منظر عام پر آ چکی ہیں کہ ننگر ہار اور خوست میں قائم کشمیری مجاہدین کے تربیتی کیمپ بند کر دیئے گئے ہیں۔ ان کی اجازت حکمت یار گروپ نے دی تھی۔ اس سے پہلے بھی ایسی خبریں آ چکی ہیں کہ بھارت میں امریکی سفیر فرینک وائزنر نے اپنے دورہ پاکستان میں ننگر ہار کے سابق گورنر حاجی عبدالقدیر کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ اپنے علاقے میں کشمیری مجاہدین کے کیمپ بند کریں اور اسلحہ کی ترسیل روکنے کیلئے امریکہ کی مدد کریں۔ اس پس منظر میں ننگر ہار میں تبدیلی کا عمل شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے اور طالبان کی پیش قدمی کو ایک اور انداز میں دیکھا جاتا ہے اور یہ کوئی صحت مند علامت نہیں۔

امریکہ کا بھی معاملہ عجیب ہے۔ پوری دنیا میں اس نے مسلمانوں کا بنیاد پرستی کے حوالے سے ناطقہ بند کر رکھا ہے اور اسے پاکستان میں مسلم لیگ بھی ایک بنیاد پرست جماعت نظر آتی ہے لیکن افغانستان میں وہ گلبدین حکمت یار جیسے جمہوریت اور تبدیلی بذریعہ ووٹ کے حامی رہنما کے بجائے طالبان کو ترجیح دیتا ہے جس کے سربراہ اپنے آپ کو امیر المومنین قرار دے چکے ہیں اور انہوں نے خواتین کو گھروں میں بند کرنے کے علاوہ سینما گھروں کی بندش کے احکامات بھی جاری کئے ہیں۔ امریکہ کی یہ خواہش بھی نظر آتی ہے کہ

طالبان کابل پر قبضہ کرنے کے بعد اقتدار ظاہر شاہ کے حوالے کر دیں جو وہاں منی سکرٹ اور مائیکل جیکسن کلچر کو فروغ دینے کیلئے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ ایسا کیونکر ممکن ہے' اس کا جواب تو امریکہ ہی دے سکتا ہے یا پاکستان و افغانستان میں ظاہر شاہ کی واپسی کے خواہش مند عناصر۔ لیکن ظاہر شاہ نے سر دبی پر طالبان کا قبضہ ہوتے ہی وطن واپسی کا اعلان کر کے خود طالبان کی پوزیشن مشکوک کر دی ہے اگر بالفرض طالبان کابل پر قبضہ کر بھی لیں اور شاہ کو تخت پر لا بٹھایا جائے تو یہ سمجھنا حماقت ہے کہ ربانی احمد شاہ مسعود' حکمت یار اور دوستم اس کی حکمرانی کو قبول کر کے آرام سے بیٹھ جائیں گے۔ اگر تخت کابل پر قابض ربانی اور احمد شاہ مسعود اکیلے حکمت یار کو شکست نہیں دے سکے اور حکمت یار سروبی پر قبضہ کے باوجود کابل میں بزور بازو داخل نہیں ہو سکے تو یہ توقع فضول ہے کہ طالبان اور ظاہر شاہ محض اس وجہ سے ستم رسیدہ افغانستان کو امن و سلامتی فراہم کر سکتے ہیں کہ امریکہ بہادر ایسا چاہتا ہے۔ پاکستان خود اندرونی انتشار اور مسائل کا شکار ہے۔

ہمیں ایسی کوئی حرکت نہیں کرنی چاہئے جس سے افغانستان اور ایران سے ہمارے اختلافات میں اضافہ ہو اور اس کا فائدہ صرف امریکہ اٹھائے۔ امریکہ کی یہ خواہش ہے کہ پاکستان علاقے میں الگ تھلگ رہ جائے تا کہ وہ اپنی شرائط پر ہم سے معاملہ کر سکے۔ مگر ہمیں اپنے قومی مفادات کو ترجیح دینی چاہیے اور کوئی ایسا قدم نہیں اٹھانا چاہئے جس سے ہمارے مسائل میں اضافہ ہو۔ صدر نے اپنا کردار ادا کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو انہیں لگے ہاتھوں حکومت کی افغانستان پالیسی کا بھی جائزہ لے لینا چاہیے تا کہ دونوں ملکوں کے تعلقات میں مزید خرابی پیدا نہ ہو۔

وزارت داخلہ کا افغانستان میں خطرناک کھیل

28 ستمبر: آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل نے افغانستان کے متعلق ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ وزارت داخلہ پاکستان افغانستان میں بہت خطرناک

کھیل کھیل رہی ہے کابل پر طالبان کا قبضہ فی الحال ممکن نظر نہیں آتا' ہمارے موجودہ پالیسی ساز طالبان کے حوالے سے افغانستان کے متعلق جو خواب دیکھ رہے ہیں یہ پورے نہیں ہوں گے۔ طالبان جو کچھ بھی ہیں' نفاذ شریعت کے حامی ہیں' یہاں کے سیکولر لوگوں سے ان کا ملاپ ان کا نباہ نہیں چل سکتا اور یہ بھی کہ افغان بیرونی ڈکٹیشن پر کبھی نہیں چلتے جو بیرونی طاقتیں طالبان کو استعمال کرنا چاہتی ہیں وہ ان کے ہاتھ میں استعمال نہیں ہوں گے۔

جنرل گل حمید نے افغان مسئلے کے سلجھاؤ کیلئے تجویز پیش کی ہے کہ اس علاقے کے ممالک پاکستان' ایران' ترکی اور سعودی عرب متحارب افغان دھڑوں کو ایک میز پر بٹھائیں اور افہام و تفہیم سے مسئلہ حل کرانے کی کوشش کریں۔

افغانستان کی سنگین صورتحال

مشہور کالم نویس نصرت مرزا نوائے وقت میں لکھتے ہیں کہ افغانستان میں صورتحال روز بروز بگڑتی چلی جارہی ہے خون خرابہ بہت بڑھ گیا ہے' افغانستان واضح طور پر دو حصوں میں بٹتا چلا جارہا ہے۔ غیر ملکی طاقتوں کی افغانستان کے معاملات میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ ایسی خطرناک صورتحال پاکستانی حکومت کی افغانستان کے معاملے میں غلط طور طریقے استعمال کرنے کی وجہ سے ہوا۔ ایسا لگتا ہے کہ پاکستان کی اپنی کوئی طے شدہ پالیسی نہیں ہے وہ کسی کی ترجیحات اور ترغیبات کو اپنی پالیسی بنالیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ طالبان کا تصور یا سکیم برطانیہ کی مشہور زمانہ خفیہ ایجنسی ایم گیارہ نے دی۔ انگریزوں کو ہمارے بارے میں خود ہم سے زیادہ معلومات ہیں۔ کیونکہ ان کے افسران جن علاقوں میں تعینات رہے۔ ان علاقوں کے لوگوں' سرزمین' قبیلوں' عادات واطوار' ان کی طاقت اور ان کی نفسیات کے متعلق ریسرچ کرتے رہتے تھے۔ اس حقیقت کا اعتراف پاکستان کی وزیراعظم بینظیر بھٹو نے ستمبر 1996ء میں اپنے امریکہ کے دورہ کے دوران یہہ کہہ کر کہا کہ اس منصوبے میں امریکہ' برطانیہ اور سعودی عرب کی ایماء بھی شامل تھی۔

ایک غیر ملکی خاتون صحافی نے طالبان کے حکم پر نقاب اوڑھ لیا۔

دوسرے مضمرات کے علاوہ اسلام کے بارے میں یورپ و امریکہ کے عوام میں دلچسپی جو بڑھ رہی تھی۔ اس کو دھچکا لگا اور اسلام کی یہ تصویر کشی کی گئی کہ اسلام کے نام پر حکومت قائم کرنے والے لوگ اس طرح کے ہوتے ہیں اور ان کی سب سے پہلی ترجیح بس یہی ہوتی ہے کہ وہ آتے ہی عورتوں پر پابندی لگا دیتے ہیں ان کو زبردستی برقع پہنا دیتے ہیں اور اگر وہ بازاروں میں پھریں پھر ان کی بے عزتی کرتے ہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم بند کر دیتے ہیں اس طرح اسلام کی یہ بدنما شکل پیش کر کے ان طالبان اور ان کے حمایتیوں نے اسلام کی خدمت نہیں کی۔ خود افغانستان میں بھی لوگ ان طالبان کے خلاف باتیں کرنے لگے ہیں۔ کابل کو فتح کرنے کے بعد بس طالبان کا سب سے اہم کام سب سے اہم ترجیح یہی تھی کہ وہ عورتوں کو گھروں میں بند کر دیں تاکہ یورپ کی عورتوں میں اسلام کیلئے جو رغبت پیدا ہو رہی تھی وہ مدہم پڑے۔

اسلامی حکومت کا قیام

28 ستمبر: طالبان نے کابل فتح کرنے کے بعد ملک میں اسلامی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا ہے اور کاروبار سلطنت چلانے کیلئے 6 رکنی عبوری حکومت قائم کر دی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ افغان صدر برہان الدین ربانی اور وزیر اعظم حکمت یار وزیر دفاع' کمانڈر احمد شاہ مسعود کی فوجوں کی جانب سے مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ قندہار سے طالبان اسلامی تحریک کے امیر ملا محمد عمر کی جانب سے جاری کئے گئے بیان میں کہا گیا ہے کہ افغانستان میں مکمل طور پر اسلامی نظام قائم کیا جائے گا۔ طالبان کے کابل کے صدارتی محل پر قبضے کے بعد صدر ربانی وزیر اعظم حکمت یار اور انتظامیہ کے دیگر حکام فرار ہو گئے اور ان کا کچھ علم نہیں کہ وہ کہاں چھپ گئے۔

فتح کے بعد طالبان نے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کو شہر کے مرکزی چوک میں پھانسی دے دی۔ نظم و نسق چلانے کیلئے چھ رکنی عبوری کونسل کے سربراہ مولانا محمد ربانی مقرر کئے

گئے۔ بین الاقوامی نشریاتی اداروں کی اطلاعات کے مطابق طالبان ملیشیا کے دستے جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کابل پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔ ادھر ربانی اور حکمت یار کی زیرکمان دستے کابل سے نکل کر نواح کے محفوظ پہاڑی علاقوں میں جا چھپے تھے۔ طالبان کے دستے کابل میں قائم اقوام متحدہ کے دفاتر میں جا گھسے اور وہاں سے سابق صدر نجیب اللہ کو گھسیٹ کر باہر لایا گیا ڈاکٹر نجیب اللہ کے ساتھ ان کا باڈی گارڈ جیسر بھی ساتھ تھا۔ نجیب اللہ کا جسم بری طرح زخمی تھا اور خون بہہ رہا تھا۔ نجیب اللہ کو جیپ کے پیچھے بازو باندھ کر گھسیٹا گیا تھا جبکہ ان کے باڈی گارڈ کے منہ میں افغان کرنسی نوٹ ٹھونس دیئے گئے تھے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیوں میں غیر سلگائے سگریٹ تھمائے گئے تھے۔ کابل پر قبضے کے بعد مساجد کے لاؤڈ سپیکرز پر اعلانات کئے گئے کہ طالبان نے اقتدار سنبھال لیا ہے اور بتایا گیا کہ ڈاکٹر نجیب اللہ کو کابل میں قائم اقوام متحدہ کے دفتر سے نکال کر چوراہے میں پھانسی دے دی گئی ہے اور ہزاروں افراد کے سامنے پھانسی دی گئی ہے۔

قبل ازیں طالبان کی مرکزی کونسل اور مذہبی دانشوروں نے ڈاکٹر نجیب اللہ کو پھانسی دینے کا فیصلہ دے دیا تھا۔ اس فتوے میں کہا گیا کہ ڈاکٹر نجیب اللہ ایک ظالم و جابر حکمران تھا اور اس کے حکم پر ہزاروں افغان باشندوں کو قتل کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر نجیب عرصہ چار سال سے اقوام متحدہ کے دفتر میں پناہ لئے ہوئے تھے اور اقوام متحدہ کی اپیل کے باوجود سابق صدر ربانی نے انہیں رہا نہیں کیا تھا۔ طالبان کے دستوں نے سابق صدر برہان الدین ربانی اور ان کے حلیف گلبدین حکمت یار اور کمانڈر احمد شاہ مسعود اور ان کے کمانڈروں کو تلاش جاری رکھی۔ ادھر نیویارک میں ربانی حکمت یار انتظامیہ کے ناظم الامور عبدالرحیم غفورزئی نے اعتراف کیا ہے کہ ان کی حکومت کو شکست ہوگئی ہے اور کابل پر طالبان کا کنٹرول ہوگیا ہے۔

طالبان حکومت کے بعد کابل میں مکمل سکون بحال ہوگیا ہے۔ لوگ آزادانہ سڑکوں پر

اور بازاروں میں گھوم رہے ہیں اور ٹریفک نارمل ہے عبدالرحیم غفورزئی نے کہا کہ ان کا صدر ربانی اور وزیراعظم حکمت یار اور دوسرے حکام سے ٹیلی فون کے ذریعے بدستور رابطہ ہے اور وہ مکمل طور پر خیریت سے ہیں۔ کمانڈر احمد شاہ مسعود کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اپنے ہیڈکوارٹر جبل السراج میں منتقل ہو چکے ہیں۔

جمعہ کے روز طالبان کے سربراہ ملا محمد عمر نے قندہار سے اپنے ہیڈکوارٹر سے ایک فرمان جاری کیا جس کے تحت عبوری کونسل قائم کی گئی۔ ملا محمد ربانی اس کونسل کے سربراہ اور کونسل کے دوسرے ارکان میں حاجی محمد حسن' ملا عبدالرزاق' مولوی غیاث الدین' ملا محمد فاضل اور ملا محمد غوث شامل کیے گئے۔ حاجی محمد حسن قبل ازیں قندہار صوبے کے چیف ایگزیکٹو تھے۔ ملا عبدالرزاق طالبان کے ملٹری امور کے انچارج بھی تھے۔ مولوی غیاث الدین جونسلاً ازبک تھے اور صوبہ فریاب سے ان کا تعلق تھا۔ ملا محمد فاضل طالبان کے سکیورٹی امور کے سربراہ تھے۔ ملا محمد غوث طالبان کی بائیس ماہ سے جاری تحریک میں خارجہ امور کے نگران تھے۔ دوسری طرف وہاں خون ریز جھڑپوں کے بعد ہزاروں افغان مہاجرین کی پاکستان آمد کا نیا سلسلہ شروع ہو گیا اور قریباً بیس ہزار مہاجرین پاکستان میں داخل ہو گئے۔

افغانستان کے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ' ان کا باڈی گارڈ' ان کا بھائی اور دو قریبی معاونین جرنیلوں کو بھی صدارتی محل کے گیٹ پر لٹکا دیا گیا اور ان کی نعشیں شام تک وہاں لٹکتی رہیں۔ انہیں کابل میں قائم اقوام متحدہ کے دفتر سے پانچ مسلح افراد گھسیٹتے ہوئے صدارتی محل لے گئے۔ ان مسلح افراد کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ کون تھے۔ ڈاکٹر نجیب اللہ 4 مئی 1986ء کو افغانستان کے صدر بنے تھے اور 16 اپریل 1992ء کو اس وقت سے روپوش تھے جب یہاں احمد شاہ مسعود کی افواج کابل میں داخل ہو گئی تھیں۔

طالبان کی حکومت کے قیام کے بعد پاکستان نے فوری طور پر اپنا ایک وفد کابل بھیجا تا کہ طالبان کی حکومت کے ساتھ رابطہ کیا جا سکے کہ کابل میں اب مکمل سکون ہے۔ اس وقت

روزنامہ
DAILY
NAWA-E-WAQT
LAHORE
نوائے وقت
لاہور

30 ستمبر 1996ء

دوستم نے طالبان حکومت ماننے سے انکار کر دیا

کابل میں شمالی قائمین کابینہ خطرناک اور سابق صدر نجیب کی پھانسی قابل مذمت ہے، اسلامی حکومت بنائی جائے، دوستم، طالبان نے شمالی کابل پر حملے کیلئے تیار ہیں، کمانڈروں کا اعلان

30 ستمبر 1996ء (روزنامہ نوائے وقت) کی خبر، بینظیر بھٹو حکومت نے ڈاکٹر نجیب کی نعش پاکستان لانے کی مخالفت کر دی۔

طالبان کا نہ صرف کابل پر کنٹرول ہے بلکہ دو تہائی افغانستان پر ان کی حکومت ہے۔

سابق صدر ربانی نے کسی نامعلوم جگہ سے الزام عائد کیا ہے اور پاکستان پر واضح کیا کہ طالبان کا انجام ٹھیک نہیں ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا کہ افغانستان میں اہم افغان رہنماؤں پر مشتمل وسیع تر حکومت قائم کی جائے۔

کابل پر مکمل قبضہ کے بعد ملا عمر نے کہا کہ اب پورے افغانستان میں اسلام نافذ کر دیا جائے گا اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوگا۔ انہوں نے سب سے پہلے قندہار سے ٹیلی فون پر اکوڑہ خٹک میں جمعیت علمائے اسلام (س) کے سیکرٹری جنرل مولانا سمیع الحق سے بات چیت کی۔ مولانا سمیع الحق نے ملا عمر کے علاوہ جلال آباد میں طالبان کے سرکردہ رہنما مولانا احسان اللہ احسان سے بھی ٹیلی فون پر رابطہ کر کے انہیں کابل کی فتح پر مبارکباد دی۔ اور انہوں نے کہا کہ وہ اپنے ہیں' تاہم طالبان رہنماؤں نے کہا کہ ابھی کابل میں ہنگامی صورتحال ہے۔ ہم چند روز کے بعد انہیں پورے اعزاز و احترام کے ساتھ مدعو کریں گے۔ مولانا سمیع الحق نے حکومت پاکستان پر زور دیا ہے کہ وہ بلا تاخیر طالبان حکومت کو تسلیم کرے اور امریکہ کی سازشوں کو ناکام بنا دے۔

پاکستان نے طالبان حکومت تسلیم کر لی

26 ستمبر 1996ء

طالبان کے رہنما ملا عمر نے گزشتہ روز ایک خصوصی فرمان جاری کیا جس میں کہا گیا کہ پرانی حکومت ختم ہوگئی ہے اور اب اسکی جگہ خالص اسلامی انتظامیہ نے لے لی ہے۔ ادھر قندھار سے طالبان کے ہیڈ کوارٹر سے جاری ہونے والے ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ کابل میں تمام غیر ملکی سفارتکاروں اور ان کے اہل خانہ کی مکمل حفاظت کی جائے گی۔ انہیں کہا گیا ہے کہ وہ اپنی دستاویزات اور املاک کا تحفظ کریں۔ طالبان ان کی اس سلسلے میں پوری پوری مدد کریں گے۔ اس دوران سابق کابل انتظامیہ کے وزیر خارجہ عبدالرحیم غفورزئی نے اپنی

روزنامہ جنگ (18 اکتوبر 1996ء) پاکستان نے طالبان حکومت کو تسلیم کرلیا۔

حکومت کی شکست تسلیم کر لی ہے۔ تاہم انہوں نے نیویارک میں بتایا کہ سابقہ حکومت نے اپنا دارالحکومت عارضی طور پر کابل کے شمال میں لے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔

ادھر طالبان کے سربراہ مولانا محمد عمر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اب افغانستان میں ایک مکمل اسلامی نظام ہوگا۔ انہوں نے لڑائی کے باعث افغانستان سے چلے جانے والے افراد سے کہا ہے کہ وہ اپنے وطن واپس آ جائیں۔ انہوں نے یقین دلایا کہ ان کی جان و مال کا مکمل تحفظ کیا جائے گا۔

اسلام آباد سے تجزیہ نگار خصوصی کے مطابق پاکستان نے طالبان کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ دفتر خارجہ کے اعلیٰ ذرائع نے بتایا ہے کہ پاکستان طالبان کی حکومت کو افغانستان کا جائز حکمران تصور کرتا ہے کیونکہ پاکستان کی طے شدہ پالیسی کے تحت کابل پر دسترس رکھنے والی حکومت افغانستان کی نمائندہ حکومت ہے۔ ان ذرائع نے کہا کہ طالبان کا افغانستان میں برسر اقتدار آنے کے بعد پاکستان کے ساتھ اس ملک کے تعلقات میں قابل لحاظ بہتری آئے گی۔ اس دوران پاکستان نے کابل کے پریشان حال شہریوں کیلئے ہنگامی بنیادوں پر روزمرہ استعمال کی ضروری اشیاء فوری طور پر بھیجنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ اشیاء کس ذریعے اور کتنی مقدار میں بھیجی جائیں گی اس کا فیصلہ دفتر خارجہ میں ہونے والے اعلیٰ سطحی اجلاس میں کیا جائے گا جس کی صدارت خارجہ سیکرٹری نجم الدین شیخ کریں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ دفتر خارجہ میں افغان ڈیسک کے ڈائریکٹر نعیم خان بھی شامل ہوں گے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ پاکستان کابل میں اپنا عارضی سفارتخانہ آئندہ ہفتے کے دوران قائم کر دے گا جبکہ بھارت نے کابل میں اپنا سفارتخانہ بند کر دیا ہے۔ قبل ازیں دو مرتبہ بھارت کو کابل میں اپنا سفارتخانہ بند کرنا پڑا تھا۔ ادھر دفتر خارجہ کے ترجمان نے بتایا ہے کہ پاکستان کابل میں نئی حکومت سے رابطہ قائم کرنے کیلئے فوری طور پر وفد روانہ کرے گا اور قندھار میں طالبان شوریٰ کے ساتھ اپنا رابطہ برقرار رکھے گا۔ ترجمان نے کہا کابل پر طالبان کے قبضہ

سے اب نئی صورتحال پیدا ہوگئی ہے اور پاکستان کی اولین ترجیح نئی حکومت پر یہ زور دینا ہوگی کہ وہ کابل کی آبادی کیلئے انسانی بنیادوں پر امداد میں رکاوٹ پیدا نہ ہونے دے۔ پاکستان ایسے مذاکرات پر زور دے گا جس سے افغانستان کے تمام علاقوں میں امن کو فروغ حاصل ہو۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے یہ بات نوٹ کی ہے کہ طالبان کا کابل پر کنٹرول ہے اور طالبان کو کابل میں داخل ہونے پر بہت کم مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا حالانکہ قبل ازیں ایسی اطلاعات ملی تھیں کہ کابل حکومت نے بیرونی امداد حاصل کی ہے اور اپنی سرحدوں کو مضبوط کیا ہے۔ طالبان کا اب نہ صرف کابل پر مکمل قبضہ ہے بلکہ افغانستان کا دو تہائی حصہ بھی ان کے کنٹرول میں ہے۔ مزار شریف سے حاصل ہونے والی تازہ ترین اطلاعات کے مطابق جنرل دوستم نے ربانی حکومت کی اپیل مسترد کر دی اور غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا طالبان کی حالیہ پیش قدمی سے امکان ہے کہ وہ جلد ہی تاجک آبادی والے صوبوں پر بھی قبضہ کرلیں گے۔

پاکستان حکومت نے طالبان حکومت کو تسلیم کرلیا

جماعت اسلامی کے نائب امیر پروفیسر غفور احمد اپنی کتاب ''بے نظیر حکومت کا عروج وزوال کے صفحہ 590 پر رقمطراز ہیں۔

26 ستمبر 1996ء کو طالبان افغانستان کے دارالحکومت کابل میں داخل ہوگئے۔ اہم مقامات پر قبضہ کرلیا۔ ہزاروں افراد ہلاک ہوئے۔ ربانی، حکمت یار اور احمد شاہ مسعود کابل سے چلے گئے۔

27 ستمبر کو طالبان نے ملا محمد ربانی کی قیادت میں سولہ رکنی حکمران کونسل قائم کردی، ملک بھر میں شریعت کے نفاذ کا اعلان کردیا۔ بیرون ملک تمام سفیر معطل کردیئے گئے۔ طالبان حکومت نے سفارتی مشنوں کو مکمل تحفظ کی یقین دہانی کرائی۔ افغانستان کے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ ان کے بھائی شاہ پور احمد زئی اور دوسرے ساتھیوں کو کابل میں قائم اقوام

متحدہ کے دفتر سے نکال کر آریانہ سکوائر میں سرعام پھانسی دے دی گئی۔

28 ستمبر کو آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت نے وزیراعظم بے نظیر سے ملاقات کر کے افغانستان کی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا۔ 29 ستمبر کو حکومت پاکستان نے افغانستان میں طالبان حکومت کو تسلیم کر لیا۔ اس طرح طالبان حکومت کو تسلیم کرنے والا پاکستان پہلا ملک بن گیا۔

یکم اکتوبر 1996ء کو جب بے نظیر بھٹو (وزیراعظم پاکستان) براستہ لندن نیویارک پہنچیں تو ایئرپورٹ پر پاکستانی حکام نے ان کا استقبال کیا' بیگم نصرت بھٹو بھی ان کے ہمراہ تھیں۔

اسلام آباد میں افغان سفارت خانہ نے حمایت کا اعلان کر دیا

29 ستمبر: اسلام آباد کے افغان سفارت خانے میں متعین ایک سفارت کار عبدالوہاب نے کابل میں طالبان کی حکومت کے قیام کو قانونی قرار دیتے ہوئے اس کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔ سیکنڈ سیکرٹری عبدالوہاب' جن کا تعلق حزب اسلامی سے تھا' بتایا کہ میرا اب سابق صدر برہان الدین ربانی سے کوئی تعلق نہیں رہا' انہوں نے عالمی برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ طالبان کی اسلامی حکومت کو تسلیم کرے۔ عبدالوہاب نے پاکستان کی طرف سے کابل وفد بھیجنے کے فیصلے کی تعریف کرتے ہوئے اسے ایک مثبت اقدام قرار دیا۔

لڑکیوں کی تعلیم کا فیصلہ

افغان حکومت کے چیف کمشنر ملا عبدالعزیز نے اعلان کیا ہے کہ سرکاری اداروں میں کام کرنے والی خواتین کو برطرف نہیں کیا گیا بلکہ ان کی ملازمت کے بارے میں نئی پالیسی کی تشکیل تک انہیں اپنے گھروں میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حکومت انہیں اس دوران پوری تنخواہ اور دیگر تمام مراعات کی ادائیگی جاری رکھے گی۔ حکومت کے ترجمان کے مطابق طالبان کی حکومت نے لڑکیوں کی تعلیم بند کرنے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا' اس طرح کی افواہیں

طالبان کابل چھوڑ دیں ورنہ سنگین نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہیں: مسعود کا طالبان کو الٹی میٹم

بابر چاند افغانستان پہنچ گئے طالبان اور ستم سے مذاکرات

مولانا فضل الرحمن بھی شامل ہیں طالبان سے مذاکرات کے بعد وفد نے مزار شریف جا کر جنرل دوستم سے ملاقات کی

روزنامہ نوائے وقت لاہور

DAILY NAWA-I-WAQT LAHORE

16 اکتوبر 1996ء کا تراشہ

اسلام دشمن عناصر پھیلا رہے ہیں ترجمان نے کہا کہ کابل میں نجیب اللہ کی نماز جنازہ کی اجازت اس لئے نہیں دی گئی کہ وہ کمیونسٹ تھا۔

طالبان کی حمایت

29 ستمبر: افغانستان کے سابق صدر صبغت اللہ مجددی نے کابل پر طالبان کے قبضے کا خیر مقدم کیا ہے انہوں نے توقع ظاہر کی ہے کہ طالبان کی قیادت میں افغان قوم صحیح اسلامی طرز زندگی اپنائے گی۔

جنرل دوستم مذاکرات کیلئے تیار

شمالی افغانستان میں کئی صوبوں پر قابض جنرل دوستم نے طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنے کا اعلان کیا۔ جنرل عبدالرشید دوستم کی نیشنل اسلامک موومنٹ کے ترجمان نے بتایا کہ مذاکرات کیلئے ایک تین رکنی وفد تین روز تک کابل جائے گا۔ وفد کی قیادت پارٹی کے ترجمان مولوی باقی ترکستانی کریں گے۔ اس میں شیعہ حزب وحدت اور سابق افغان صدر صبغت اللہ مجددی کا ایک ایک نمائندہ شامل ہوگا۔ مولوی باقی جنرل دوستم کی پارٹی کے پاکستان میں آفس کے انچارج بھی ہیں۔ جنرل باقی نے کہا کہ یہ اطلاع غلط ہے کہ دوستم کی فوجوں اور طالبان میں جنگ چھڑنے والی ہے۔ جبکہ دونوں فریقین تمام مسائل مذاکرات کے ذریعے حل کرنا چاہتے ہیں۔ ربانی اور احمد شاہ مسعود کی فوج کے کمانڈر نے بتایا کہ اب طالبان کسی صورت بھی وادی میں داخل نہیں ہو سکتے ہم نے اپنا دفاع ناقابل تسخیر بنالیا ہے۔

ملا ہو یا ربانی۔ ہم امن چاہتے ہیں

29 ستمبر: افغان دارالحکومت کابل پر طالبان کے قبضہ پر گزشتہ کئی سالوں کی جنگ سے تباہ حال کابل کے باشندوں نے ملے جلے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کابل میں حکومت پروفیسر ربانی کی ہو یا ملا ربانی کی ہم جنگ سے نجات اور امن چاہتے ہیں۔ کابل

میں طالبان کے قبضہ کے بعد حالات مکمل طور پر پرسکون ہیں۔ لوگ سڑکوں پر آزادانہ آمدورفت کررہے ہیں۔ کابل کے تاریخی صدارتی محل جو ظاہرشاہ، سردار داؤد، نورمحمد ترہ کئی، حفیظ اللہ امین، ببرک کارمل، ڈاکٹر نجیب اللہ، پروفیسر مجددی، پروفیسر برہان الدین ربانی کے اقتدار اور جاہ وجلال کے ادوار دیکھ چکا ہے۔ طالبان کی آمد کے بعد عوام کیلئے کھول دیا گیا ہے۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد جن میں بچے، بوڑھے، جوان سبھی شامل ہیں س تاریخی محل ا ور یہاں کے نئے حکمران طالبان کو دیکھنے کیلئے آرہے ہیں۔ لیکن نئے حکمران اس لحاظ سے ان کیلئے انوکھے ہیں کہ انہوں نے اس محل کے دروازوں پر پہریدار یا دربان نہیں بٹھا رکھے۔ بعض نوجوان سائیکلوں اور موٹر سائیکلوں پر صدارتی محل کے اندر کشادہ راستوں پر گھومتے نظر آئے۔ بعض لوگ پھولوں کے ہار لے کر آئے جو صدارتی محل کے مرکزی دروازے پر موجود ٹینک کو پہنائے گئے۔ کابل میں اگرچہ مکمل سکون ہے لیکن اس کے باوجود لوگوں کے چہروں پر اضطراب اور بے چینی کے واضح آثار نظر آتے ہیں اور ان کے ذہنوں میں یہی سوال ہے کہ آگے کیا ہوگا۔ ان شہریوں کے خیال میں لوگوں کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کابل میں پروفیسر ربانی (سابق صدر برہان الدین ربانی) برسراقتدار ہوں یا ملا ربانی (طالبان کی چھ رکنی شوریٰ کے سربراہ ملا ربانی) وہ یہ چاہتے ہیں کہ کابل میں امن قائم ہو۔ کیونکہ اس شہر میں کوئی ایسا گھر نہیں جس کا کم ازکم ایک فرد جنگ کی نذر نہ ہوا ہو۔

کابل پر جلد حملہ کریں گے: حکمت یار

29 ستمبر: معزول افغان وزیراعظم انجینئر گلبدین حکمت یار نے کہا ہے کہ ہم نے شکست نہیں کھائی ہے، بلکہ حکومت نے ایک جنگی حکمت عملی کے تحت وقتی طور پر عقب نشینی اختیار کی ہے اور انشاء اللہ بہت جلد دوبارہ طالبان سے دارالحکومت کابل چھین لیں گے۔ حکمت یار نے ایک غیرملکی نشریاتی ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ ہماری حکومت نے

تین فیصلے کئے ہیں' اس کے مطابق سابق افغان کابینہ بدستور اپنا کام کرتی رہے گی۔ بیرون ملک قائم افغان نمائندے حسب سابق معمول کا کام کرتے رہیں گے اور افغانستان میں بحران کے حل کیلئے تمام افغان سیاسی گروپوں سے افہام وتفہیم پیدا کرنے کیلئے بات چیت کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔ ہم اپنی قوتوں کو از سر نو منظم کر رہے ہیں۔ افغانستان پر جنگ تھوپنے والے ہم نہیں کوئی اور ہے۔ ہم کسی بھی ایسے فیصلے کی جو غیر شرعی اور غیر قانونی ہو حمایت نہیں کریں گے۔ ڈاکٹر نجیب اللہ کے قتل نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ طالبان کی صفوں میں سابق کمیونسٹوں کو کتنا اثر ورسوخ ہے۔ کمیونسٹوں کا دھڑا اب طالبان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہی لوگ طالبان کا توپ خانہ ٹینک اور ہوائی جہاز چلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری معلومات کے مطابق ڈاکٹر نجیب اللہ کو کمیونسٹوں ہی نے قتل کیا ہے۔ طالبان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔

پاکستان سے دو لاکھ مجاہدین محاذ پر جانے کیلئے تیار

29 ستمبر۔ وائس آف جرمنی نے ایک جرمن اخبار کی رپورٹ کے حوالے سے بتایا ہے کہ پاکستان میں اسلام گروپوں کی عسکریت پسندی تشویشناک شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ ان گروپوں کا تنظیمی ڈھانچہ ایک خول کے پردوں میں لپٹا ہوا ہے۔ اس لئے انہیں کنٹرول کرنا انتہائی مشکل ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ پاکستان کے اسلام پسند عسکری گروپوں کا میلان اثر ساری دنیا تک پھیلا ہوا ہے تو بے جا نہیں ہوگا۔ پاکستان میں اس وقت اسلامی گروپوں کے سات سو فوجی تربیتی مراکز کام کر رہے ہیں۔ یہ مراکز پرانے دینی مدارس کے لبادے میں کام کرتے ہیں۔ ان تربیتی مراکز میں افغانستان' چیچنیا' فلسطین اور کئی دوسرے ممالک میں جنگ کیلئے مجاہدین کو تربیت دی جاتی ہے۔ وہاں سے تربیت پانے والے دو لاکھ نوجوانوں مجاہدین کشمیر اور عرب ممالک میں جنگی مشقوں پر جانے کیلئے تیار کھڑے ہیں۔ دو لاکھ کی موجودہ کھیپ میں شامل نوجوانوں کی زیادہ تعداد بھارت بنگلہ دیش'

ہم فاتح ہیں

افغانستان، وسطی ایشیا، سعودی عرب، ترکی، فرانس، برطانیہ اور امریکہ سے ہے۔

کابل کا نقشہ بدل گیا

کابل ریڈیو کے مطابق طالبان نے کابل پر گرفت مزید مستحکم کر لی ہے۔ شہر میں قدرے سکون ہے، لیکن صدر ربانی کی فوجوں نے بگرام ہوائی اڈے سے چند کلومیٹر دور پوزیشنیں سنبھال لی ہیں۔ طالبان نے کابل میں خواتین کو گھروں میں بند کر دیا ہے، کابل کا نقشہ بالکل بدل گیا ہے سڑکوں پر گھومنے پھرنے والوں نے پگڑیاں باندھ رکھی ہیں اور روایتی قسم کے باریش لوگوں کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے سڑکوں پر کسی حد تک خاموشی ہے لیکن بڑی کاروں میں مغربی لباس پہنے لوگ نظر نہیں آتے، عورتیں بہت ہی کم ہیں اور جو نظر آتی ہیں وہ بھی باپردہ ہیں، لڑکیوں کے سکولوں کے پھاٹک بند ہیں، کیونکہ خواتین اساتذہ کو کام پر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگرچہ طالبان کے آنے سے امن ہو گیا ہے اور لوگوں نے اس کا خیر مقدم کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی انہیں اندیشہ ہے کہ طالبان ایسا نظام ان پر مسلط کرنا چاہتے ہیں جو ان کیلئے بالکل اجنبی ہے۔ بہت سے لوگوں نے اشیائے خوراک کی قیمتیں کم کرنے اور کرنسی کو مستحکم کرنے پر طالبان کی تعریف کی ہے لیکن افغانستان میں مختلف نسلیں آباد ہیں جن کے رسوم و رواج اور زبانیں بالکل مختلف ہیں۔ جبکہ طالبان جن کا تعلق روائتی پسند جنوبی علاقے سے ہیں، دوسرے علاقوں میں جہاں کی ثقافت بالکل مختلف ہے۔ اتنے مقبول نہیں ہیں بلکہ شمال میں لڑکیاں لڑکوں کے شانہ بشانہ سائنس اور انجینئرنگ جیسے مضامین پڑھتی رہی کابل میں بھی ماحول خاصا ترقی پسند رہا ہے، خواتین دفاتر میں کام کرتی ہیں اور پچھلے سالوں سے مسلسل جنگ میں ہزاروں افراد کے ہلاک ہونے کے بعد وہ اپنی دیکھ بھال خود کرنے کی عادی ہیں۔ اب کابل کی تقریباً پچیس (25) ہزار بیوائیں اس فکر میں ہیں کہ سخت سردیاں سر پر ہیں، ایسے میں ان کے کھانے پینے اور کفالت کا انتظام کیا ہوگا۔

سابق صدر افغانستان نجیب اللہ اور اس کے بھائی کو سرعام پھانسی دیئے جانے کا منظر

سابق افغان صدر ڈاکٹر نجیب اور ساتھیوں کو پھانسی

29 ستمبر: کابل میں قائم اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹر کے مطابق سابق افغان صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کو اس بہانے سے باہر نکالنے پر آمادہ کیا کہ انہیں بحفاظت پڑوسی ملک منتقل کرنے کیلئے طیارہ تیار کھڑا ہے' اگر دیر ہوئی تو ان کی جان جاسکتی ہے' اس سے پہلے ربانی حکومت کے اہلکاروں نے ڈاکٹر نجیب کو نیند سے جگا کر اطلاع دی تھی کہ ہم حکومت کی ہدایت پر قائم اہلکار یہاں جارہے ہیں۔ اقوام متحدہ کے دفتر میں افغان ملازم عبدالرؤف نے بتایا کہ صبح سویرے آٹھ مسلح افراد ایک ڈبل ڈور ڈاٹسن پر اقوام متحدہ کے دفتر کے گیٹ پر آئے اور انہوں نے نجیب اللہ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی' جبکہ دفتر میں کوئی بھی محافظ مسلح باقی نہیں رہا تھا۔ اس لئے مسلح افراد کو ہیڈکوارٹر کے اندر جانے سے کوئی نہیں روک سکا' تین افراد نے گیٹ پر پہرہ دینا شروع کردیا' جبکہ پانچ نے دفتر کے اندر بنکر میں داخل ہوکر نجیب سے مصافحہ کیا اور نجیب کو بتایا کہ کابل پر طالبان کا کنٹرول ہوگیا ہے اور ہمارے فیصلے کے مطابق آپ کو خصوصی طیارے کے ذریعے بیرون ملک منتقل کردیا جائے۔ ڈاکٹر نجیب کو جلد از جلد گاڑی کے ذریعے اقوام متحدہ کے دفتر سے کچھ فاصلہ پر واقع خاجی جیل نمبر دو لے جایا گیا اور انہیں قتل کردیا گیا' آدھ گھنٹے بعد مسلح افراد پھر اقوام متحدہ کے دفتر آئے اور نجیب کے بھائی احمدزئی کو ساتھ لے گئے اور ان کو بھی ہلاک کردیا گیا۔

ڈاکٹر نجیب کی ہلاکت کی ذمہ دار صرف اقوام متحدہ ہے

عوامی نیشنل پارٹی پنجاب کی سینئر نائب صدر مسز نیلم شاہ نے افغانستان کے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کی موت پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ بطروس غالی کے نام ایک تار میں کہا ہے کہ نجیب اللہ کی ہلاکت کی ذمہ دار صرف اور صرف اقوام متحدہ ہے اور اقوام متحدہ اپنے اس شرمناک فعل کیلئے تاقیامت دنیا بھر کے عوام کے سامنے مجرموں کی صف میں کھڑی رہے گی۔ مسز نیلم شاہ نے مطالبہ کیا کہ اقوام متحدہ اپنے کئے گناہ

کا اقرار کرتے ہوئے ڈاکٹر نجیب اللہ کے خاندان اور افغان قوم سے معافی مانگے۔ اپنے ذمہ داران عہدیداران کو قرار واقعی سزا دے۔

ڈاکٹر نجیب کے قتل پر اے این پی کا ردعمل

عوامی نیشنل پارٹی پاکستان پشاور میں ڈاکٹر نجیب اللہ اور ان کے ساتھیوں کو کابل میں دی جانے والی پھانسی پر سخت ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ احمد شاہ ابدالی کے بعد یہ بدترین واقعہ ہے جس کی تمام تر ذمہ داری اقوام متحدہ پر قائم ہوتی ہے۔ اے این پی کے مرکزی صدر وسینیٹر اجمل خٹک، صوبائی صدر بیگم نسیم ولی خان نے ایک مشترکہ پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا کہ مقتول رہنما ڈاکٹر نجیب کی لاش ہمارے حوالے کی جائے۔ پریس کانفرنس میں حاجی غلام احمد بلور، قاضی محمد انور ایڈووکیٹ، بشیر احمد بلور، سید بلال شاد، جہانزیب صدیق، میاں افتخار حسین اور دیگر رہنما بھی موجود تھے۔ بیگم نسیم ولی خان نے اس یقین کا اظہار کیا کہ افغانستان میں ایک دن امن ضرور آئے گا۔ افغان قوم مردہ نہیں ہے قوم پرست حکومت ہوگی۔ لیکن شاید افغانستان میں کوئی رہنے والا نہ ہو۔ بیگم نسیم ولی خان نے کہا کہ اسلام کسی قیدی کو مقدمہ کے بغیر سزا دینے کی اجازت نہیں دیتا۔ کسی بھی اسلامی تعزیر کے تحت بے بس اور مقید ڈاکٹر نجیب کا قتل کا جواز نہیں بنتا اور اس کے بعد لاش کی بے حرمتی بھی کی گئی۔ حالانکہ اسلامی تاریخ میں فتح مکہ کے وقت حضور اکرمؐ نے ابوسفیان جیسے اسلام کے دشمن کو بھی معافی دے دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں یقین تھا کہ قوم پرست قوتوں کی وجہ سے افغانستان میں امن آئے گا۔ لیکن ڈاکٹر نجیب کے قتل نے روشنی کی کرن ختم کردی، بیگم نسیم ولی خان نے طالبان کی جانب سے خواتین کے ملازمت کرنے اور تعلیم کے حصول پر پابندی کی مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اسلام مردوں اور عورتوں کو لازمی طور پر تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ لیکن طالبان اس کے برعکس اقدامات کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب ربانی اور حکمت یار بھاگ گئے تو ڈاکٹر نجیب کو بھی بھاگنے کا

موقع دیا جاتا۔ بیگم نسیم ولی خان نے کہا کہ افغان قوم پر کبھی کوئی باہر سے حکومت نہیں کر سکا' اگر پاکستان کے وزیر داخلہ بابر کو شوق ہے تو وہ کابل میں وائسرائے بن جائے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کو افغان مسئلہ میں ہمارے مشورہ کی ضرورت نہیں' حکومت جنرل بابر اور آئی ایس آئی کی جو مرضی ہوتی ہے وہ کرتی ہے۔ بیگم نسیم ولی خان نے کہا اگر چہ ہم جنرل (ر) بابر سے نجیب کی لاش کے حصول کیلئے نہیں کہیں گے کیونکہ اقوام متحدہ نے نجیب کے تحفظ کی ذمہ داری لی تھی تو وہی نعش کے بارے میں حکومت پاکستان کی وزارت داخلہ سے رابطہ کر کے کہیں کہ وہ اپنے چیلے چانٹوں سے نجیب کی نعش دلوادیں۔ کیونکہ ہمیں طالبان سے رابطہ کرنے کی ضرورت نہیں کہ ہم قتل کرنے والوں سے نیکی کی امید نہیں کر سکتے۔

اجمل خٹک نے کہا کہ ڈاکٹر نجیب کے قتل میں پختونوں کے روایتی دشمن شریک ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر نجیب کے قتل پر خوش ہونے والوں نے یہ سلسلہ جاری رکھا تو حالات خراب ہو سکتے ہیں۔

اجمل خٹک نے ڈاکٹر نجیب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر نجیب نے افغانستان کو خونریزی سے بچانے کیلئے اقوام متحدہ کے مصالحتی فارمولے کو تسلیم کرتے ہوئے اقتدار چھوڑ دیا تھا اور اب افغانستان کو یک جہتی اور امن کیلئے نجیب کے زندہ رہنے کی ضرورت تھی لیکن اسے قتل کر دیا گیا۔ ڈاکٹر نجیب کا قتل اور اس کے بعد نعش کے ساتھ ناروا سلوک اسلام' انسانیت' تہذیب' عدل وانصاف کے حوالے سے مناسب نہیں۔ افغانستان کے تاریخی دشمن کسی بھی محبّ وطن شخصیت کو زندہ نہیں چھوڑنا چاہتے' اجمل خٹک نے کہا کہ ہم افغانستان کی قومی' سلامتی' اسلامی تاریخی حیثیت اور اس ملک کی آبادی کی خوشحالی چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان اقدامات کو روکنے کی ضرورت ہے۔ اے این پی نے ڈاکٹر نجیب کی رہائی کیلئے بھرپور کوشش کی تھی اور اب بھی ہم پاکستان میں قومی جمہوری جماعت کے ساتھ ساتھ تمام پختونوں کے نمائندہ ہیں اور افغانستان میں بیرونی مداخلت

کے مقابلہ کیلئے جدوجہد کرتے رہیں گے۔

یادرہے کہ 4 مئی 1989ء کو محترمہ بے نظیر بھٹو کے پہلے دور حکومت میں نیشنل عوامی پارٹی کے سربراہ خان عبدالولی خان نے پشاور سے افغانستان انتظامیہ کے سربراہ حکمران اور پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی افغانستان (پی ڈی پی اے) کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر نجیب اللہ (1986-1992) کو انقلاب ثور کی گیارہویں (انقلاب ثور وہ دن ہے جس 28 اپریل 1975 کو سردار داؤد خاں کا تختہ الٹ کر پی ڈی پی اے نے اقتدار سنبھالا تھا) سالگرہ کے موقع پر مبارکباد کا پیغام ارسال کیا تھا۔ پیغام میں خان عبدالولی خان نے ڈاکٹر نجیب کو یقین دلایا تھا کہ جنگ کے ہر مرحلہ میں آپ کا ساتھ دیں گے۔ ولی خان نے کہا کہ پاکستان میں پختونوں اور بلوچوں کیخلاف سازش کو عملی جامہ پہنایا جارہا ہے۔

ولی خان خود بھی ایک دوستانہ دورے پر کابل پہنچے جہاں پر انہوں نے ڈاکٹر نجیب سے ملاقات کی اور علاقے کے حالات پر بات چیت کی۔

ڈاکٹر نجیب اور بھائی کی لاشوں کی نمائش

کابل ریڈیو کی نشریات کے مطابق طالبان نے سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ اور ان کے بھائی شاہ پور احمد زئی کی سرعام پھانسی کے خلاف شدید عوامی اور بین الاقوامی ردعمل کے بعد ان کی لاشوں کی نمائش بند کر کے انہیں ریڈ کراس کے حوالے کر دیا ہے اور لاشیں تدفین کیلئے لواحقین کے حوالے کئے جانے کی اجازت دے دی ہے اس سے پہلے سابق صدر اور ان کے بھائی کی لاشیں تین دن تک لٹکائے رکھنے کا اعلان کیا گیا تھا۔

کابل ریڈیو سے شرعی قوانین کے نفاذ کے اعلانات بھی کئے جارہے ہیں۔ طالبان کے بیشتر سینئر لیڈروں کو کابل پہنچا دیا گیا ہے اس روز تعلیمی ادارے بند رہے اور خواتین ملازمین بھی دفتر نہیں آئیں عوام میں ابھی یہ تشویش موجود ہے کہ طالبان کسی قسم کا نظام لائیں گے۔ خواتین بے روزگار ہوگئی ہیں اور اب افغانستان میں طالبان حکومت کی طرف سے کوڑوں کی

سزا دینے کی افواہیں پھیلنی شروع ہو چکی ہیں۔

افغانستان پر نئی جنگ کے بادل

29 ستمبر: ربانی فورسز کی جانب سے کابل کے دفاع کیلئے مناسب انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے طالبان کے حملہ کے بعد ربانی فورس نامکمل مورچے' ٹینک' بکتر بند گاڑیاں چھوڑ کر پسپا ہوگئی۔ جس کے بعد احمد شاہ مسعود کے احکامات پر طیارے ٹینک اور مہلک ہتھیار شمالی افغانستان منتقل کر دیئے گئے' کابل پر طالبان کے قبضہ کے بعد افغانستان پر نئی جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں کابل' جلال آباد شاہراہ پر جا بجا ربانی کے گروپ کی فوجیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ سڑی لاشوں سے بدبو اور تعفن پھیل رہا ہے۔ کابل' جلال آباد شاہراہ کے تفصیلی دورہ کے دوران اخباری رپورٹروں کو اس امر کا انکشاف ہوا ہے کہ کابل میں برسراقتدار پروفیسر برہان الدین ربانی وزیراعظم انجینئر گلبدین حکمت یار اور کمانڈر احمد شاہ مسعود ذہنی طور پر طالبان کے ساتھ ٹکر لینے کو تیار نہ تھے۔ کابل جانے والی اہم شاہراہ پر شہر سروبی جو انجینئر حکمت یار کا عسکری ہیڈ کوارٹرز تھا اور اس کے بعد جہاں ربانی فورسز کا آرمرڈ کور اور انفنٹری کور کے مراکز تھے۔ طالبان کو سرکاری دستوں کی جانب سے کسی قابل ذکر مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ماہی پر کے علاقہ تک راستے میں جا بجا ایسی بوریاں پڑی ہیں جن میں آدھی بوریوں میں ریت بھری گئی ہے اور باقی خالی ہیں جبکہ بڑی تعداد میں لکڑیاں بھی پڑی ہیں جو آخری وقت پر مورچے بنانے کیلئے لائی گئی تھیں۔ لیکن مورچے بنانے کا موقع نہ مل سکا اور اس سے قبل ہی ربانی فورسز نے پسپائی اختیار کر لی۔ پسپائی اختیار کرنے سے قبل کمانڈر احمد شاہ مسعود کے احکامات پر کابل اور گردونواح میں موجود ٹینک بکتر بند گاڑیاں' طیارہ شکن توپیں' بی ایم 40 میزائل اور دیگر بھاری ہتھیار شمال پہنچنے شروع ہو رہے تھے۔ خیال ہے کہ یہ اسلحہ شمالی افغانستان میں احمد شاہ مسعود کے زیر کنٹرول صوبہ کے ہیڈ کوارٹر تالقان منتقل کیا گیا ہے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ بگرام ائربیس میں موجود طیارے اور ہیلی

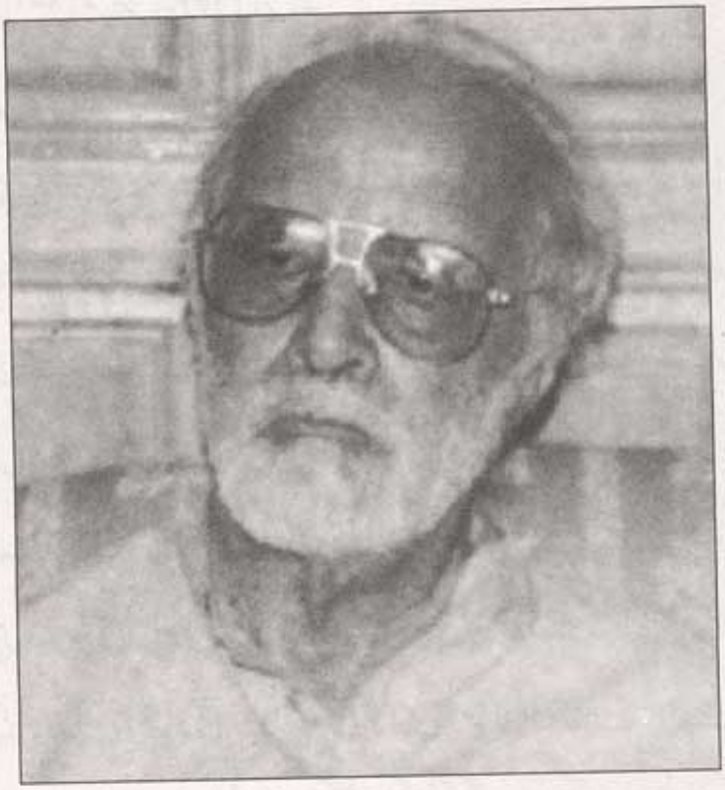

اجمل خٹک

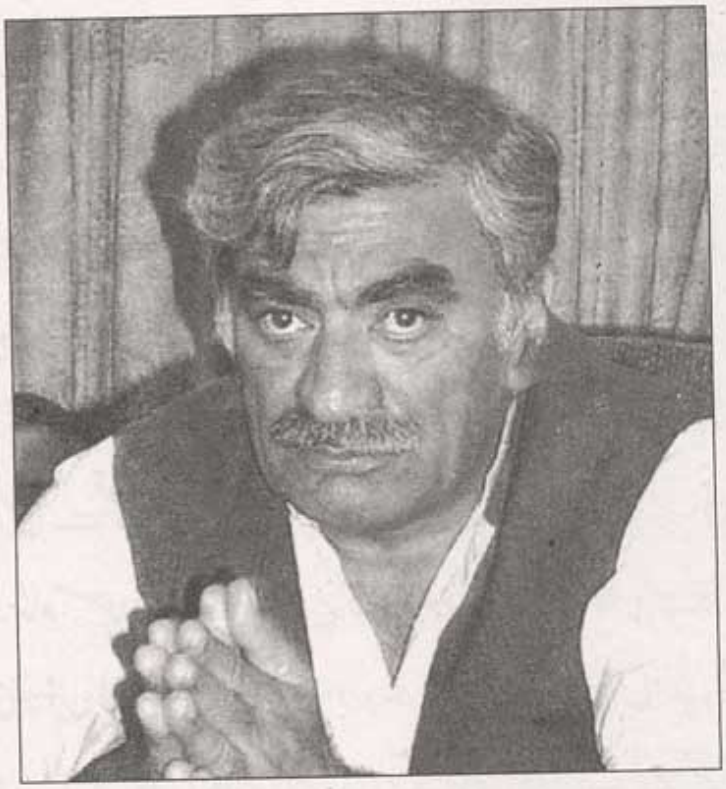

اسفندیار ولی

کا پٹرز بھی تالقان منتقل ہو گئے ہیں' افغان ذرائع نے بتایا کہ احمد شاہ مسعود کے پاس دو تین سکڈ میزائل بھی موجود ہیں' باور کیا جاتا ہے کہ کمانڈر احمد شاہ مسعود طالبان کی حکومت کے خلاف آئندہ راؤنڈ کی تیاری کر رہے ہیں اور اس مقصد کیلئے پسپائی اختیار کرتے ہوئے تمام بھاری ہتھیار اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں منتقل کر دیئے۔ برسر اقتدار طالبان نے بھی ربانی اور مسعود کا تعاقب کرنے اور ان کی قوت ختم کرنے کا اعلان کیا ہے اس صورتحال میں افغانستان میں نئی جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں۔

پاکستان کے لیے لمحہ فکریہ

29 ستمبر: نوائے وقت نے اپنے اداریہ میں لکھا ہے کہ طالبان نے کابل فتح کرنے کے بعد ملک میں اسلامی حکومت قائم کرنے کا اعلان کیا ہے اور کاروبار سلطنت چلانے کیلئے چھ رکنی حکومتی کمیٹی قائم کر دی ہیجس کے سربراہ طالبان کے سینئر لیڈر مولانا محمد ربانی ہوں گے۔ اطلاعات کے مطابق کابل کے بازار کھلتے ہی اشیاء کی قیمتوں میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ تازہ ترین علاقائی تاریخ میں ملا محمد عمر کو وہ مقام حاصل ہے جو ایران میں شہنشاہیت کے خاتمے اور ایک اسلامی انقلابی حکومت کے قیام کیلئے امام خمینی کے حصے میں آیا۔ سابقہ حکمرانوں کے بارے میں طالبان کی قیادت کا رویہ ربانی اور حکمت یار کے برعکس وہی ہے جو ایران کے انقلابیوں نے اختیار کیا تھا اور بالکل اسی طرح اقوام متحدہ نے ان پر بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کا الزام عائد کر دیا ہے۔ طالبان کی اسلامی حکومت نے ٹیلی وژن' خواتین کے تعلیمی اداروں کی بندش اور ملازمت پیشہ خواتین کی برطرفی کے ذریعے اپنے عزائم واضح کر دیئے ہیں کہ وہ افغانستان میں کسی قسم کا نظام حکومت قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ پاکستان میں برسر اقتدار ترقی پسند اور روشن خیال ''حکمرانوں کیلئے بھی یہ صورتحال لمحہ فکریہ ہے۔ کیونکہ طالبان کو نگلنا اور اگلنا کارے دارد ہے۔ بھارت ربانی حکومت اور ایران طالبان کو پاکستان کا کارنامہ قرار دے رہے ہیں۔ چند روز پہلے تک

دافغانستان اسلامی امارت

داستخباراتو عمومی ریاست

دننگرهار داستخباراتو ریاست

نمبر: _____ نیټه: / /

د هغور خم جلال آباد دلوئی لاری محترمو
سوځیفو طالبانو ورونو ته !

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

وبعد !

دوغه لیک لرونکی محترم ورور
چه دپاکستان داوصاف ورځپاڼی جمهریال
دی . هیله ده چه سزاحم ئی نشی -
ریادونی ویده چه دغه ورور دلوړ مقاماتو
په نمونبته دلته را غلی وه .

۱۴ ۱۴۲۳

والسلام

جنرل نصیراللہ بابر بھی اس حوالے سے خاصے سرگرم دکھائی دیتے رہے ہیں' مگر دوروز سے ان کا بھی کوئی بیان سامنے نہیں آیا۔ البتہ وزارت خارجہ کے ترجمان نے فوری طور پر ایک وفد بھجوانے کا فیصلہ کیا ہے اور مولانا سمیع الحق نے مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان فوری طور پر طالبان اور مولانا محمد ربانی کی حکومت کو تخت کابل کا جائز وارث تسلیم کرے۔

حالات کے تحت اس موقع پر پاکستان کو خوب سوچ سمجھ کر اور اپنا قومی مفاد مدنظر رکھتے ہوئے کوئی واضح اور مثبت حکمت عملی وضع کرنی چاہئے۔ اور ماضی کی غلطیوں کا اعادہ نہیں کرنا چاہئے کہ ایک ایک کر کے سارے افغانی گروہ ہم سے ناراض ہوگئے اور بھارت کو افغانستان میں دخل اندازی کا موقع مل گیا' ہمیں ہر صورتحال کا ادارک ہونا چاہئے تاکہ شمال مغربی سرحد کی طرف سے پاکستان کو کسی قسم کا اندیشہ باقی نہ رہے اور ہم یکسوئی کے ساتھ دیگر امور پر توجہ دے سکیں۔

افغانستان میں عام شہریوں کا خیال رکھا جائے

30 ستمبر: افغانستان میں طالبان حکومت پر بنگلہ دیش حکومت نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ افغانستان میں حالیہ تبدیلیوں کے دوران شہریوں کی زندگیوں کا مکمل احترام کیا جائے گا۔ بنگلہ دیش کے دارالحکومت ڈھاکہ میں وزارت خارجہ کے ترجمان نے کہا ہے کہ ہمیں توقع ہے کہ شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کا بھرپور خیال رکھا جائے گا۔ طالبان پر تبصرہ کئے بغیر ترجمان نے کہا کہ بنگلہ دیش افغانستان میں رونما ہونے والے واقعات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہے جس کے ساتھ اس کے تاریخی تعلقات ہیں۔

افغانستان میں اسلامی حکومت کا قیام

یکم اکتوبر 96ء (جنگ): افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام پر طالبان کو مبارکباد دیتے ہوئے متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سربراہ اور سابق رکن قومی اسمبلی مولانا معین الدین لکھوی نے کہا ہے کہ اسلامی نظام کے اثرات پاکستان میں بھی پہنچیں گے۔ ان

خیالات کا اظہار انہوں نے اپنی رہائش گاہ واقع اے بلاک میں اخبار نویسوں سے ملاقات میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کو چاہیے کہ دوسرے گروپوں جو اسلامی نظام لانے میں مخلص ہیں ان کو ساتھ ملا کر افغانستان میں مکمل کنٹرول حاصل کر کے اسلام کا عادلانہ نظام نافذ کرایں۔ مولانا لکھوی نے کہا کہ افغانستان میں امن قائم ہونے سے علاقے کی ترقی کی رائیں کھل جائیں گی۔

دوستم نے طالبان حکومت ماننے سے انکار کر دیا

شمالی افغانستان کے کمانڈر جنرل دوستم نے طالبان حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے طالبان کے شرعی قوانین کے نفاذ کو خطرناک قرار دیا۔ جنرل دوستم نے سابق صدر نجیب اللہ کی پھانسی کی بھی مذمت کی اور کہا کہ کابل میں نمائندہ حکومت تشکیل دی جائے جو اس وقت تک ممکن نہیں جب تک سابق صدر ربانی' دوستم اور دوسرے گروپوں کو طالبان حکومت میں شامل نہیں کیا جاتا۔ بی بی سی کے مطابق شمالی افغانستان کے شہر مزار شریف کے گلی کوچوں میں بہت سے لوگ جنرل دوستم کے حامی معلوم ہوتے ہیں اور وہ نہیں چاہتے کہ طالبان شمال کا رخ کریں۔ مزار شریف کے لوگ سمجھتے ہیں کہ افغانستان کے شمال میں ان کا شہر آزاد خیالی کا گہوارہ بن گیا ہے اور اندیشہ ہے کہ طالبان اس کے برعکس احکامات دیں گے۔

افغانستان میں طالبان حکومت کے سربراہ ملا محمد ربانی نے کہا ہے کہ طالبان کا نظم ونسق چلانے کیلئے جلدی ایک اسلامی حکومت قائم کریں گے ملا محمد ربانی نے کہا کہ ملک میں حکومت کی تشکیل کے سلسلہ میں برہان الدین ربانی' گلبدین حکمت یار اور احمد شاہ مسعود کو کوئی کردار نہیں دیا جا سکتا۔

پاکستان قومی اسمبلی میں جھڑپ:

30 ستمبر قومی اسمبلی کے اجلاس میں حکومتی اور سرحد سے اے این پی کے ممبر ارکان کے

مابین کابل میں طالبان کے ہاتھوں ڈاکٹر نجیب اللہ کی پھانسی کی حمایت اور مخالفت پر ہونے والی تیز و تند تقاریر کے دوران شدید جھڑپ ہوئی' جبکہ حکومتی ارکان اس دوران ڈیسک بجا کر اپنی مسرت کا اظہار کرتے رہے۔ بعض ارکان نے ڈاکٹر نجیب اللہ کو افغان قوم کا ہیرو اور عظیم محبّ وطن قرار دیا تھا' جبکہ بعض نے اسے غدار وطن اور لاکھوں افغانوں کا قاتل قرار دیا۔ سپیکر سید یوسف رضا گیلانی نے اس معاملہ کو طول دینے کے بجائے مختصر کرنے کو کہا۔ اس دوران بھی نجیب کی طالبان کے ہاتھوں پھانسی پر حکومتی اور اے این پی کے ارکان میں جھڑپیں شروع ہوئیں اور انہوں نے کہا کہ طالبان نے نعش کی بے حرمتی کی ہے۔ اے این پی نے فاتحہ خوانی کی اجازت طلب کی سپیکر نے انہیں اجازت دے دی۔ اس سے پہلے تند و تیز جملوں میں اسفندیار ولی نے سوال کیا کہ ڈاکٹر نجیب کے ساتھ جو کچھ ہوا کیا یہ اسلامی اور اخلاقی قوانین کے مطابق تھا' کچھ روز قبل راجہ افضل نے جنرل ضیاء الحق کو رحمت اللہ علیہ کہا تو ہم خاموش رہے' لیکن اب ہم خاموش نہیں رہیں گے۔ اقوام متحدہ کو نجیب اللہ کی حفاظت کرنا چاہیے تھی وہ اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں ناکام رہی۔ راجہ افضل نے کہا کہ نجیب اللہ کے حواری روس کی قوت کو پاش پاش کرنا جنرل ضیاء الحق کا کارنامہ تھا۔ مولانا شہید احمد نے کہا کہ اسلام نے جو سزائیں مقرر کی ہیں وہ عالمی امن کیلئے مقرر کی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر نجیب اللہ کو سزا دی گئی۔ سابق نگران وزیراعظم میر بلخ شیر مزاری نے کہا کہ بدقسمتی سے ہم غدار اور شہید کا درجہ دینے میں ذرا دیر نہیں لگاتے۔ جہاں تک نجیب اللہ کا تعلق ہے وہ اقوام متحدہ کی تحویل میں تھے ان کی حفاظت کرنا اقوام متحدہ کا فرض تھا۔

نجیب کی نعش کو پاکستان لانے کی مخالفت

پشاور: اے این پی کے رہنما خان عبدالولی خان نے حکومت پاکستان سے نجیب کی نعش پاکستان لانے کی اجازت طلب کی جس پر حکومت نے انکار کر دیا۔ پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق ڈاکٹر نجیب اللہ' سابق صدر افغانستان کی لاش کو پشاور

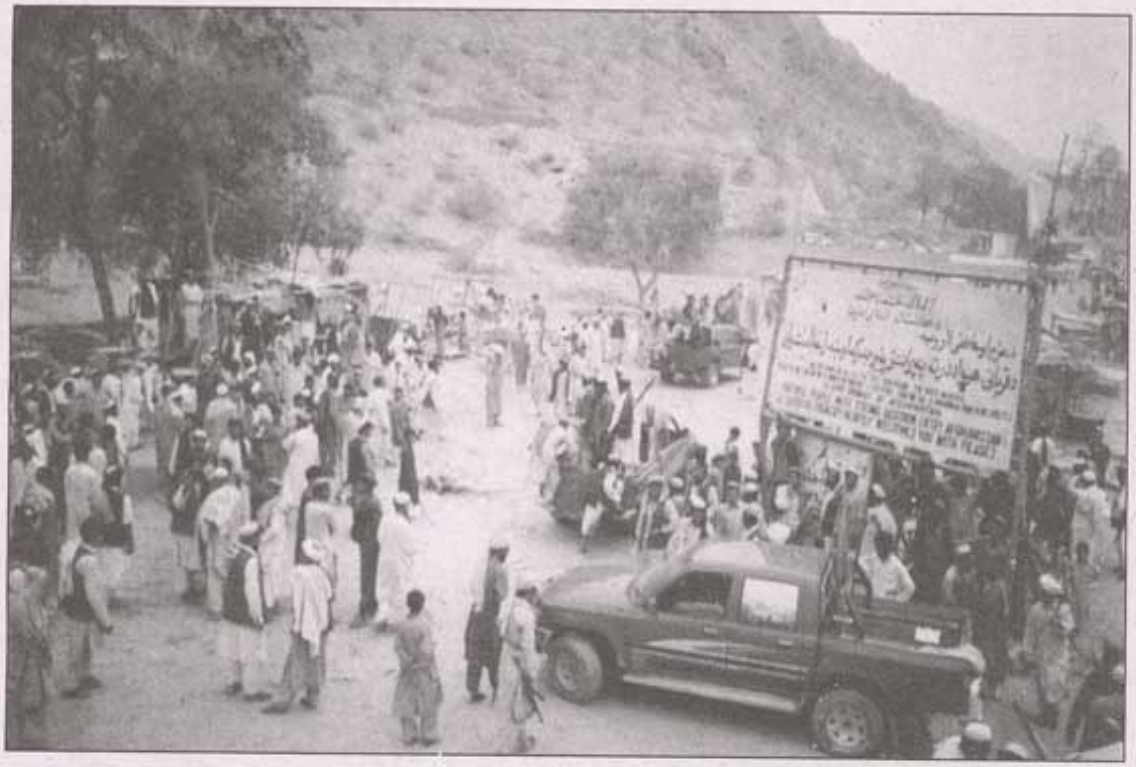

افغانستان کے طورخم بارڈر پر طالبان کا مظاہرہ

لانے کی صورت میں شہر بھر میں عوام کا شدید ردعمل سامنے آئے گا اور اس بات کا خطرہ ہے کہ لاکھوں افراد حکومت پاکستان کے خلاف احتجاج کے طور پر مشتعل ہو کر امن و امان کا مسئلہ پیدا کر دیں گے۔

عوامی نیشنل پارٹی کے رہبر خان عبدالولی خان سابق صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کی بہن محترمہ کوکئی کی رہائش گاہ پر بھی گئے اور ان سے نجیب اللہ کی موت سے پیدا شدہ صورتحال پر تبادلہ خیال کیا اور اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا۔ خان عبدالولی خان جب کوکئی کے گھر پہنچے تو نجیب اللہ کی چھوٹی بہن انہیں دیکھ کر دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں' اس موقع پر وہاں موجود دیگر افراد بھی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے اور بعض افراد رونے لگے۔

مختلف ماہرین کی رائے

طالبان دراصل اسلامی مدرسوں کے اساتذہ اور طالب علموں پر مشتمل وہ گروپ تھا جس نے افغانستان میں روسی فوجوں کی مداخلت کے بعد پاکستان کے صوبہ سرحد اور بلوچستان میں افغان مہاجرین کے مذہبی مدرسوں میں اسلامی فقہ کے بارے میں تعلیم حاصل کی تھی اور نجیب اللہ حکومت کے خاتمے کے بعد یہ طالب قندہار اور جلال آباد وغیرہ کے پشتون علاقے میں واپس آ گئے تھے اور انہوں نے مذہبی مدرسوں اور مساجد کو نئے سرے سے آباد کیا تھا۔ افغانستان کے شہریوں کے ساتھ ساتھ یہ طالبان بھی جہادی کمانڈروں اور موقع پرست افغانی مسلح گروہوں کی افغانستان میں قتل و غارت گری' منشیات کی سمگلنگ اور مجرمانہ سرگرمیوں سے تنگ تھے' طالبان نے ان گروہوں سے اسلحہ واپس لینے اور افغانستان میں امن قائم کرنے کے نام پر طالبان تحریک شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے افغانستان کے طول و عرض پر چھا گئے۔

دسمبر 1994ء میں طالبان نے قندہار پر قبضہ کر لیا۔ اس کے متعلق جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ بیان کرتے ہیں کہ 95-1994ء میں طالبان کو افغان عوام کی جانب سے حیران کن

پذیرائی ملی۔ ان کی کامیابی کا راز یہی تھا کہ مدمقابل طاقتوں نے اپنے آپ کو اسلحہ سمیت ان کے حوالے کر دیا۔ صرف ان مقامات پر ان کو مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا جو احمد شاہ مسعود اور دوستم کے زیر کنٹرول تھے۔

طالبان کی تحریک کا وجود میں آنا اندرون ملک موجود سماجی برائیوں کیخلاف جہاد کا ردعمل تھا لیکن طالبان مذہبی شدت پسندی کے باعث افغانستان میں سیاسی توازن رکھنے میں ناکام رہے اور القاعدہ سے منسلک اسامہ بن لادن کو افغانستان میں سرگرمیاں جاری رکھنے کی اجازت دینے کے سبب بین الاقوامی طور پر طالبان کو پذیرائی نہ مل سکی۔ سعودی عرب، تنزانیہ اور دیگر ملکوں میں امریکی مفادات کیخلاف دہشت گردی کی کارروائیاں کی گئیں گو طالبان نے ان کارروائیوں میں اسامہ کے ملوث ہونے کی تردید کی لیکن امریکہ اور سعودی عرب نے اس دہشت گردی کا ذمہ دار اسامہ بن لادن اور اسامہ سے منسلک القاعدہ کو قرار دیا۔

مرزا اسلم بیگ مزید لکھتے ہیں کہ افغان پختون آبادی بتدریج طالبان کے ساتھ مدغم ہو کر جنگ کے سبب ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے چلے گئے اور طالبان کی جدوجہد کیلئے پورا علاقہ امدادی کیمپ کی شکل اختیار کر گیا ہے طالبان کی شناخت یہ ہے کہ وہ مقامی آبادی کا حصہ ہیں۔ جنہوں نے ملک میں جاری انتشار اور بدامنی کو رفع کرنے کی خاطر ہتھیار اٹھائے لہٰذا ان کو کس بیرونی طاقت کی پیداوار قرار دینا قطعاً ناانصافی ہے۔ کیونکہ انہوں نے مدارس سے اٹھ کر اپنے ملک کی نظریاتی سرحدوں اور مفادات کا تحفظ کیا۔

جنرل کمال متین الدین اپنے مقالے میں لکھتے ہیں کہ صبغت اللہ مجددی افغانستان کے اندرونی معاملات میں پاکستانی مداخلت کے بارے میں کابل میں بے باکی سے کہتے ہیں کہ اگر پاکستان چاہے تو طالبان اور القاعدہ کی کراس بارڈر موومنٹ ایک دن میں ختم ہو سکتی ہے۔ مجددی یقین سے کہتے ہیں کہ مولانا فضل الرحمٰن اور مولانا سمیع الحق کا پاکستان میں

طالبان کو بنانے میں بنیادی کردار تھا۔

اقوام متحدہ طالبان حکومت تسلیم کرے

یکم اکتوبر 96ء! کابل حکومت کے عبوری سربراہ الحاج ملا محمد ربانی نے مطالبہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ فوری طور پر طالبان کی حکومت کو تسلیم کر کے ان کے نمائندوں کو جنرل اسمبلی کے اجلاس میں افغان عوام کی نمائندگی کرنے کی اجازت دی جائے۔ کیونکہ ہم کابل پر قبضے کے بعد افغانستان کے حکمران بن چکے ہیں۔ لیکن یہ افسوسناک امر ہے کہ کابل پر طالبان کے قبضے کے باوجود اقوام متحدہ میں بھگوڑے برہان الدین ربانی کے متعین کردہ سفارت کار ہی افغانستان کی نمائندگی کر رہے ہیں جنہیں طالبان برطرف کر چکے ہیں۔ دل کشائل کابل میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بطروس غالی کے خصوصی نمائندہ برائے افغانستان ڈاکٹر نوبرٹ ہال سے گفتگو کرتے ہوئے ملا ربانی نے کہا کہ ہم نے افغانستان میں اسلام کا شرعی نظام نافذ کر دیا ہے۔ جس پر اقوام متحدہ سمیت کسی بھی ملک کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ سابق افغان صدر ڈاکٹر نجیب اللہ کو پھانسی کا ذکر کرتے ہوئے ربانی نے کہا کہ اسلام نے قاتل کو پھانسی دینے کا حکم دیا ہے ہم نے کمیشن برائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فیصلے کے بعد ڈاکٹر نجیب اللہ اور اس کے دیگر ساتھیوں کو پھانسی دے دی ہے۔ اس سلسلے میں سفارتی آداب کی پامالی کا الزام بلا جواز ہے کیونکہ ہمیں اپنے قومی مجرم کو سزا دینے کا مکمل قانونی اور اخلاقی حق حاصل ہے۔ ڈاکٹر نوبرٹ ہال نے ملا ربانی کو بتایا کہ اقوام متحدہ میں رکنیت کا مسئلہ سیکرٹری جنرل سے تعلق رکھتا ہے اور طالبان کے مؤقف سے سیکرٹری جنرل کو جلد مطلع کر دیا جائے گا اور مناسب وقت پر طالبان کی حکومت کو تسلیم کر کے اقوام متحدہ میں رکنیت کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔

12 اکتوبر: امریکہ نے طالبان سے سفارتی رابطہ قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ واشنگٹن میں امریکی محکمہ خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ امریکہ اپنے سفارتی

نمائندے افغانستان بھیج رہا ہے تا کہ طالبان سے بات چیت کی جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں بھی امریکہ کی نائب وزیر خارجہ رابن رافیل طالبان نمائندوں سے بات چیت کرتی رہی ہے۔

ایرانی اخبارات نے الزام عائد کیا ہے کہ طالبان کے افغانستان پر قبضے کا منصوبہ واشنگٹن میں تیار ہوا۔ اس کیلئے مالی امداد سعودی عرب نے جبکہ مادی امداد پاکستان کی طرف سے طالبان کو فراہم کی گئی جس کے نتیجہ میں انہوں نے کابل پر قبضہ کر لیا۔ ایران کے ہی روزنامہ جمہوری اسلامی نے اسے امریکہ، سعودی عرب اور پاکستان کی ملی بھگت کا نتیجہ قرار دیا اور خدشہ ظاہر کیا کہ طالبان افغانستان کا نظام نہیں چلا سکیں گے، کسی اور گروپ کو مجبوراً میدان میں آنا پڑے گا۔ انگریزی اخبار تہران ٹائمز نے طالبان پر زور دیا ہے کہ وہ تمام مخالف گروپوں کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے وسیع البنیاد حکومت تشکیل دیں تا کہ مزید خانہ جنگی سے بچا جا سکے۔ اخبار کے مطابق طالبان اسلام کو ایک نئی شکل میں افغانستان میں نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ اخبار کے مطابق طالبان پہلے ہی ڈاکٹر نجیب کو پھانسی دے کر اقوام متحدہ سے اپنے تعلقات خراب کر چکے ہیں اور اب مزید اشتعال انگیز کارروائیوں سے وہ دنیا بھر سے کٹ جائیں گے اور ملک کا نظام بھی نہیں چلا سکیں گے۔

پاکستان نے سفارت کاری قبول کر لی

8 اکتوبر 1996ء پاکستان کی طرف سے فریقین (طالبان حکومت + پاکستان حکومت) کے درمیان سفارت کا آغاز ہوا۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملہ۔۔۔۔۔اور بے نظیر بھٹو طالبان کے خلاف ہو گئیں

1996ء میں محترمہ بے نظیر حکومت کے بعد میاں نواز شریف برسر اقتدار آئے تو افغانستان کے مجاہدین اور طالبان بشمول اسامہ بن لادن سے ان کے گہرے روابط رہے اور افغانستان سے تجارت بھی بحال رہی جبکہ امریکہ نے پاکستان پر اقتصادی پابندیاں لگا رکھی تھیں اور پھر اکتوبر 1999 کو نواز شریف حکومت ختم کر کے جنرل پرویز مشرف نے اقتدار سنبھالا اور پاکستان کے سیاسی' معاشی اور اندرونی' بیرونی حالات کو فوج نے اپنے قوائد وضوابط کے تحت چلایا۔

بیرونی سفارتی تعلقات میں افغانستان کا مسئلہ سرفہرست رہا جس میں مجاہدین اور طالبان کی جنگ' اسامہ کی آشیر باد' انڈیا' ایران' چین' روس' سعودی عرب' امریکہ' پاکستان' وسطی ایشیائی ریاستوں کے اپنے اپنے مفادات کی جنگ پاکستان کی نئی حکومت کے لئے بہت بڑا چیلنج تھا۔ اس دوران میاں نواز شریف جیل میں نظر بند اور محترمہ بے نظیر ملک سے باہر تھیں مگر ان کے شوہر محترم آصف علی زرداری بھی پابندِ سلاسل تھے۔ مشرف کے اقتدار سنبھالنے پر ملک بھر میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں اور ملک بھر میں ان کی آمد کو خوش دلی سے قبول کیا گیا۔ اس موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی نے یہی مناسب سمجھا کہ چلو تم ادھر کو' ہوا ہو جدھر کو' اور جنرل مشرف کی مفاہمت کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنے ساتھیوں کے ذریعے

نصیراللہ بابر

بے نظیر بھٹو

اعتزاز احسن

امین فہیم

رابطے کیے اور مخدوم امین فہیم نے دبئی اور اسلام آباد کے درمیان شٹل سروس کا کام کیا مگر کامیابی نہ مل سکی۔ جناب مخدوم امین فہیم کے علاوہ محترم حامد ناصر چٹھہ، ڈاکٹر ملیحہ لودھی، واجد شمس الحسن، اعتزاز احسن، شعبان میرانی، میاں رضا ربانی، ڈاکٹر صفدر عباسی، ناہید خان اس مفاہمت میں بھی شریک رہے۔ بات تو اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ اگر حکومت سے مفاہمت ہو جاتی ہے تو جناب اعتزاز احسن یا آفتاب شعبان میرانی کو وزیراعظم منتخب کیا جائے گا اور جنرل پرویز مشرف کو آئندہ پانچ سال کے لئے صدر تسلیم کر لیا جائے گا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو اپنے ذہن کو کس طرح تبدیل کرتی ہیں یا خوف زدہ ہیں کہ جب ان کے نزدیک مفاہمت کی باتیں ثمر آلود ہونے والی تھیں تو ان کے ذہن میں آیا کہ مفاہمت کی صورت میں اگر مخدوم امین فہیم کو وزیراعظم بنوا دیا گیا تو میرے (بے نظیر بھٹو) کے بیرون ملک ہونے کی وجہ سے وہ پاکستان پیپلز پارٹی پر حاوی ہو جائیں گے اور پارٹی پر بھٹو خاندان کی گرفت کمزور ہو جائے گی اسی لئے پھر محترمہ نے اعتزاز احسن یا میرانی کا نام پیش کر دیا کیونکہ محترمہ کا خیال تھا کہ جنرل پرویز مشرف کا تعلق سندھ سے ہے اور وزیراعظم سندھ سے نہیں بلکہ وزیراعظم دوسرے صوبے سے ہی ہو گا مگر افسوس کہ بیل مونڈھے نہ چڑھ سکی۔ مفاہمت نہ ہو سکی اور اس کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی کے رہنماؤں نے اخبارات کو بیان دیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی تاریخ آمریت کے خلاف جدوجہد سے بھری پڑی ہے اور اب ہم کس طرح غیر آئینی حکمرانوں سے ڈیل کر سکتے ہیں۔ میاں رضا ربانی نے کہا کہ پاکستان پیپلز پارٹی ایک تحریک ہے اور اس تحریک کو بدلا نہیں جا سکتا۔ بے نظیر بھٹو پارٹی کی تاحیات چیئرپرسن ہیں۔ ان کو پارٹی قیادت سے ہٹانے یا سیاست سے آؤٹ کرنے کی حکمرانوں کی خواہش کبھی پوری نہیں ہو گی۔ اگر موجودہ حکمران ملک و قوم سے مخلص ہیں تو پھر مصنوعی قیادت پیدا کرنے کے بجائے عوام کو فیصلے کا حق دیا جائے (روزنامہ خبریں، 2 ستمبر 2001)

اسی روز (2 ستمبر 2001) مختلف اخبارات میں بے نظیر کے لندن سے سرے محل کے

متعلق خبر شائع ہوئی کہ سرے محل کے نوادرات پاکستان واپس روانہ کر دیئے گئے ہیں لیکن بہت سی اشیاء ابھی سرے محل میں ہیں۔ واپس آنے والی اشیاء کا وزن ایک سو کلو ہے جس میں موہنجوداڑو سے چرائے گئے سنگ تراش کے پتھر' آنجہانی ذیل سنگھ کا بھٹو کو دیا گیا ٹی سیٹ اور تین نادر بندوقیں بھی شامل ہیں۔ یہ اشیاء پاکستان ہائی کمیشن کے سات سفارتی اہلکاروں کے ذریعے پی آئی اے کی اسلام آباد جانے والی پرواز پی کے 785 سے پاکستان پہنچیں۔ ان میں دیگر اشیاء بھی شامل تھیں۔ یہ اشیاء پال ٹینک نامی شخص نے نیب سے معاوضہ لے کر پاکستان کے حوالے کیں۔

ان اشیاء کے بارے میں لندن سے پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن محترمہ بے نظیر بھٹو کے ترجمان نے کہا کہ نیب ان افراد کیخلاف قانونی کارروائی کرے جن کے قبضہ میں مبینہ طور پر مسروقہ نادر اشیاء ہیں۔ ترجمان نے یہ بھی کہا کہ یہ اشیاء بے نظیر بھٹو کی ہیں یا نہیں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا تاہم اس امر کا جائزہ لیا جا رہا ہے کیونکہ آصف علی زرداری جیل میں ہیں اور بے نظیر صاحبہ جلاوطن ہیں۔ ان کے گھر نقب لگائی گئی ہے اور گھر کے عملہ کو باہر نکال کر چیزیں نکالی گئی ہیں۔ اس صورتحال میں وہ نیب کیخلاف مسروقہ اشیاء اپنی ملکیت میں رکھنے پر فوجداری مقدمہ قائم کرے گی اور دوسری طرف جنرل پرویز مشرف کے پریس سیکرٹری اور آئی ایس پی آر کے ڈائریکٹر جنرل میجر جنرل راشد قریشی نے کہا کہ سرے محل بارے ثبوت جلد عدالت میں پیش کریں گے۔ پیپلز پارٹی سے ڈیل شوشے ہیں۔ سزایافتہ پارٹی لیڈر نہیں بن سکتا۔ بعض لیڈر سیاسی مفادات کے لئے موقف بدلتے رہتے ہیں۔

11 ستمبر 2001 امریکی وقت کے مطابق صبح آٹھ بج کر 40 منٹ پر نیویارک اور واشنگٹن ڈی سی چار ہوائی جہازوں کے حملے سے زبردست تباہی ہوئی اور اس نے ساری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ ان میں سے نیویارک کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور ایک واشنگٹن میں امریکی محکمہ دفاع کی عمارت (پینٹا گون) کے ساتھ ٹکرا کر تباہ ہو گئے۔ ان چاروں جہازوں میں 266

افراد ہلاک ہوئے جبکہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گون کی عمارتیں بھی تباہ ہوگئیں اور دس ہزار سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے جس پر دنیا بھر سے امریکہ میں تباہ ہونے والی عمارتوں اور جانی نقصان پر امریکہ سے ہمدردی پیدا ہوئی۔ امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر طیارے ٹکرانے کے واقعہ کو دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اس میں ملوث افراد کیخلاف سخت ترین کارروائی کرنے کا اعلان کیا اور کہا کہ یہ واقعہ امریکہ کیخلاف نہ صرف کھلی دہشت گردی ہے بلکہ اعلان جنگ ہے اور اس میں ملوث عناصر کو کچل کر رکھ دیا جائے گا۔ صدر بش نے اس دوران اس واقعہ میں ہلاک ہونے والوں کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کیلئے کچھ دیر احتراماً خاموشی اختیار کی۔ ٹیلی ویژن پر خطاب کے دوران صدر بش نے الزام لگایا کہ یہ حملہ القاعدہ نے کیا ہے جس کا سربراہ اسامہ بن لادن ہے جبکہ اسامہ نے پرزور الفاظ میں اس الزام کی تردید کی۔ لیکن اس کے باوجود امریکی حکام اس مؤقف پر قائم رہے اور انہوں نے بغیر کسی ثبوت اور تحقیق کے اسامہ بن لادن ہی کو اس منصوبہ کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ اسامہ جو کہ اس وقت افغانستان میں کسی نامعلوم مقام پر مقیم تھے۔ دوسری طرف طالبان کے قریبی ذرائع کے حوالے سے پاکستانی اخبارات کو آگاہ کیا گیا کہ یہ کارروائی خود امریکہ کے اندر موجود کسی منظم گروہ کی طرف سے ہوسکتی ہے۔ امریکہ کے ان شہروں میں یہودیت اور عیسائیت کے بھی متعدد جھگڑے ہیں۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ اس طرح کی تخریب کاری کسی بھی حساس ادارے کی معاونت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

طالبان نے بھی اسامہ کے اس واقعہ میں ملوث ہونے کی سخت تردید کی۔ طالبان کے نمائندہ نے کہا کہ اسامہ بن لادن طالبان کی مکمل تحویل میں ہیں اور طالبان کسی کو بھی کسی کیخلاف اپنی سرزمین استعمال نہیں کرنے دیں گے۔ طالبان کے ترجمان نے کہا کہ اس سے قبل بھی افغانستان دہشت گردی کی مذمت کرتا رہا ہے۔ طالبان حکومت نیویارک اور واشنگٹن میں ہونے والی تباہی کے واقعات کی شدید مذمت کرتی ہے اور اس کے نتیجہ میں

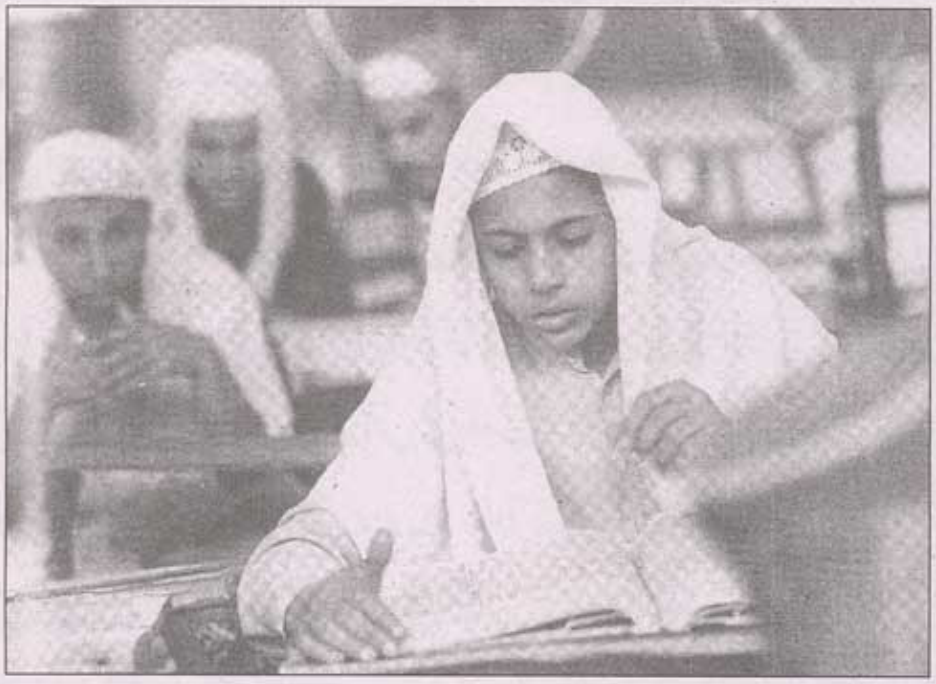

اکوڑہ خٹک میں نوعمر افغان طالب قرآن پاک پڑھتے ہوئے

امریکہ کے خلاف مظاہرے میں دینی جماعتوں کا جوش وخروش

ہونے والی تباہی اور ہلاکتوں پر بھی گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہیں اور ہم بھی اس بات کا اعادہ کرتے ہیں کہ ان واقعات میں اسامہ بن لادن کا کسی قسم کا ہاتھ نہیں ہے تاہم اسامہ ہمارے مہمان ہیں اور افغان اپنے مہمان کو کسی کے سپرد نہیں کرتے۔ طالبان کے ترجمان نے یہ بھی کہا کہ امریکہ جلد بازی نہ کرے اور مکمل تحقیق کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرے' جلد بازی سے کام نہ لے۔ افغانستان پر حملہ امریکہ کی ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔

11 ستمبر 2001 کے ہی دن کابل شہر پر میزائلوں سے حملہ ہوا۔ سی این این ٹیلی ویژن نے شہر کابل پر میزائل گرنے کے مناظر براہِ راست دکھائے۔ طالبان نے گولہ بارود سے جواب دیا اور دارالحکومت سے طالبان کے لڑاکا جیٹ طیاروں نے اڑان بھری اور سات آٹھ دھماکے بھی سنائی دیئے۔ فوری طور پر واضح نہیں ہو سکا کہ یہ حملہ کس نے کیا ہے۔ امریکہ نے کہا کہ اس نے حملہ نہیں کیا۔

امریکہ میں دہشت گردی کے واقعہ پر دنیا میں سب سے زیادہ بے چینی طالبان نے ظاہر کی اور طالبان نے وائس آف امریکہ کو خود فون کر کے کہا کہ ان کا ردعمل لیا جائے۔ طالبان نے امریکی حکام سے کہا کہ امریکہ کو اس واقعہ کے بارے میں عجلت سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ مکمل تفتیش کرنی چاہئے۔ طالبان نے کہا کہ انہیں معلوم ہے کہ سب سے پہلے ان کی طرف انگلی اٹھے گی لیکن طالبان کا کسی بھی دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔

13 ستمبر کو میڈیا کے ذریعہ دنیا بھر میں خبروں کی اشاعت اور ٹی وی چینلز کے ذریعہ بتایا گیا کہ امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے کہا ہے کہ افغانستان کے خلاف ثبوت اکٹھے کریں گے۔ پاکستان سے تعاون کے منتظر ہیں اور یہ بھی بتایا گیا کہ اس واقعہ سے ایک لاکھ امریکی ہلاک ہونے کا خدشہ ہے۔ صدر بش نے افغانستان حکومت کو تین دن کا الٹی میٹم دیا کہ اسامہ کو ان کے حوالے کیا جائے یا جنگ کے لئے تیار رہیں۔ پاکستان کے صدر مشرف سے تعاون مانگا گیا ہے۔ صدر پرویز مشرف نے امریکہ کو مکمل تعاون کا یقین دلایا

زندہ بچ گئے تو غازی، مر گئے تو شہید کہلائیں گے (مسلح طالبان) اپنے مشن پر۔

اور امریکہ میں مقیم پاکستانیوں سے اپیل کی کہ وہ امریکیوں کو خون دیں اور امدادی کاموں میں ہاتھ بٹائیں۔

17 ستمبر کو امریکہ نے پھر افغانستان حکومت (طالبان) کو انتباہ کیا کہ اگلے 72 گھنٹوں کے اندر اندر اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دیا جائے یا پھر اپنی تباہی کے لئے تیار ہو جائے۔ پاکستان سے ایک وفد کو بھی طالبان کے پاس قندھار بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا کہ وہ اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دے تا کہ تباہی سے بچا جا سکے لیکن طالبان حکومت کے وزیر خارجہ نے کہا کہ پاکستان کے مطالبے پر بھی اسامہ کو ملک بدر نہیں کریں گے۔ ادھر پاکستان کے صدر پرویز مشرف نے پاکستان کے ایڈیٹروں' سیاستدانوں اور مذہبی رہنماؤں کے ساتھ ملاقاتیں کیں اور کہا کہ موجودہ صورتحال کا تقاضا ہے کہ متحد ہو کر جواب دیا جائے اور یہ بھی کہا کہ ہم نے پوری دنیا پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ پاکستان امن کا علمبردار اور عالمی دہشت گردی کیخلاف ہے۔

جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ اس حوالے سے عالمی برادری کو اپنی پوزیشن سے آگاہ کر دیا ہے۔ اس نازک وقت پر پاکستان حکومت' رائے عامہ کے لیڈر اور عوام پوری طرح متحد ہو کر اپنے واحد نصب العین پر توجہ مرکوز رکھیں۔ موجودہ صورتحال اس بات کی متقاضی ہے کہ قوم کے وسیع تر مفاد میں مشترکہ لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ اس دوران لاہور' اسلام آباد' کراچی اور ملک کے مختلف علاقوں کے علاوہ قبائلی علاقوں میں امریکہ کیخلاف مظاہرے شروع ہو گئے۔ پاکستانی برآمدات رک گئیں۔ امریکی درآمد کنندگان کا مال لینے سے انکار ہو گیا مزید ایل سی کھلنا بھی بند ہو گئیں۔ پاکستان چاول' ٹیکسٹائل سمیت دیگر مصنوعات بھی برآمد کرتا تھا۔ سٹاک ایکسچینج بھی تین دن کے لئے بند رہے۔

اس دوران دینی جماعتوں نے بھی امریکی مطالبات مسترد کر دیئے۔ مولانا سمیع الحق نے کہا کہ امریکہ فوج اور عوام کو لڑانا چاہتا ہے۔ ہم افغانوں کے ساتھ ہیں۔ امریکہ دہشت

گردی میں اسامہ کے ملوث ہونے کے ثبوت سامنے لائے۔ افغانستان پر حملہ کی صورت میں امریکہ کو سوویت یونین کی طرح طویل جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد نے کہا کہ مغرب میں بعض عناصر اور مخصوص لابی اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنے دیرینہ اہداف طالبان اور پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو نشانہ بنانے کے لئے امریکہ میں ہونے والی حالیہ دہشت گردی کے واقعات کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ' افغانستان اور پاکستان پر کسی قسم کی فوجی مداخلت سے قبل دانشمندی اور مشاورت سے کام لے اور اس دہشت گردی کے پیچھے چھپے ہوئے حقائق کو سامنے لائے۔ جمعیت علمائے اسلام کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن نے حکومت کو خبردار کیا کہ افغانستان کیخلاف امریکی حملے کے لئے تعاون کیا گیا تو پاکستانی عوام بھرپور مزاحمت کرے گی۔ مولانا نے کہا کہ عوام کو امریکی غلامی قبول نہیں۔ انہوں نے اپنے کارکنوں کو جہاد کے لئے تیار رہنے کا حکم دیا اور کہا کہ انشاءاللہ فتح ہماری ہوگی۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سربراہ اور سینیٹر ساجد میر نے کہا کہ امریکہ بغیر تفتیش کے ساری ذمہ داری اسامہ بن لادن اور افغانستان پر عائد کر رہا ہے جو کسی طرح بھی درست نہیں۔ جناب مولانا معین الدین لکھوی' مولانا محمد یحییٰ عزیز' سید محمدی' سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے بھی ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ یہود و ہنود مسلمان کے دوست نہیں ہو سکتے۔ پوری پاکستانی قوم افغانستان کے مسلمانوں کے ساتھ شانہ بشانہ لڑے گی۔ نوابزادہ نصراللہ خان نے کہا کہ میں پوچھتا ہوں کہ اگر ہماری زمینی حدود اور فضائی حدود کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو پھر ہماری آزادی اور ہماری خودمختاری کہاں گئی۔ ہم نے ہمیشہ اقوام متحدہ سے تعاون کیا مگر اب ہمیں کس ناکردہ گناہ کی سزا دی جا رہی ہے۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے بی بی سی کو ایک انٹرویو میں کہا کہ دہشت گردی میں اسامہ کے ملوث ہونے کا کوئی واضح ثبوت نہیں۔ اگر ثبوت ہیں تو انہیں پاکستان میں پیش کیا جائے جس سے

صورتحال بہتر ہو جائے گی کیونکہ پاکستانی بھی واشنگٹن اور نیویارک میں حملوں کی مذمت کرتے رہے ہیں۔ مشہور سیاستدان اور مسلم لیگ (ق) کے رہنما اعجاز الحق نے کہا کہ عوام عجلت میں فیصلوں پر احتجاج کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں طالبان کے ساتھ مذاکرات کرنا چاہئیں۔ ثبوت مانگنے چاہئیں کیونکہ جس طرح کی یہ دہشت گردی ہوئی ہے یہ افغانستان کی غاروں میں رہنے والوں کی کارروائی نہیں ہوسکتی۔ سابق وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے دہشت گردی کی مذمت کی اور انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ تحقیق کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھایا جانا چاہئے۔

ملا عمر نے کہا کہ اگر امریکہ کو اسامہ پر شک ہے تو افغان عدالت میں مقدمہ چلائیں۔ ہم بغیر ثبوت کے اسامہ نہیں دیں گے۔ اسلامی کانفرنس تنظیم کو نگرانی کی اجازت دے سکتے ہیں۔ اگر امریکہ ہماری تجویز پر غور نہیں کرتا تو حملوں کا سامنا کریں گے۔ کسی کے لئے مسائل پیدا نہیں کر رہے ہیں۔ علماء مستقبل کیلئے فتویٰ دیں۔ مولانا سمیع الحق نے کہا سپر پاور صرف اللہ ہے۔ دھمکیوں سے ہمیں اور طالبان کو ڈرایا نہیں جا سکتا۔ حملہ ہوا تو نہ ختم ہونے والی بربادی شروع ہوگی۔

بے نظیر بھٹو کا او ایس آئی کے سیکرٹری جنرل کو خط

19 ستمبر 2001 کو پاکستان کی سابق وزیراعظم اور پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے اسلامی کانفرنس تنظیم (او آئی سی) کو ایک خط کے ذریعہ کہا کہ وہ موجودہ کشیدہ صورتحال کو کابل انتظامیہ کے تعاون سے بہتر بنانے کے لئے اپنا وفد افغانستان بھیجے۔ اگر کابل حکام نے کشیدگی کے خاتمہ کیلئے فوری اقدام نہ اٹھائے تو امریکہ کی جوابی کارروائی میں متعدد مسلمانوں کی جانوں کا ضیاع ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ امریکی تفتیش کرنے والے اداروں نے اسامہ کو سب سے بڑا مشتبہ شخص قرار دیا ہے اور امریکہ جوابی کارروائی کی تیاری کر رہا ہے۔ ہمیں مسلم برادری کی حیثیت سے اپنے مسلمان بہن

DAILY
KHABRAIN
روزنامہ
خبریں
چیف ایڈیٹر
ضیا شاہد

بدھ کیم رجب المرجب 1422ھ 19 ستمبر 2001ء 15 سنبھلہ 2058ب

بینظیر نے پارٹی رہنماؤں کو امریکہ مخالف بیان بازی سے روک دیا

مکمل تعاون سے پیپلز پارٹی نے مشرف کی حمایت کر دی

مکمنہ امریکی حملہ کیخلاف آج ملک بھر میں ہڑتال، کل ملین مارچ ہوگا

حکومت مخالف مظاہروں میں شرکت پر لے آر ڈی تسیم نصراللہ باجوہ نے حمایت پیپلز پارٹی نے مخالفت کر دی

حکومتی فیصلے منظور افغانستان پر حملے برداشت نہیں کرینگے، قاضی

پیپلز پارٹی کے چار دیواری میں چلے مگر قرار رہنما اور کارکن رہا کرنیکا مطالبہ

اسامہ کے وکیل نہیں ملکی سالمیت کیلئے افغانستان پیشکش کی مخالفت کر رہے ہیں، نصراللہ

19 ستمبر 2001ء (روزنامہ خبریں) بے نظیر کا او آئی سی کے سیکرٹری جنرل کو خط اور جنرل مشرف کی حمایت، پی پی پی ''پرو امریکہ پارٹی'' بن کر سامنے آئی۔

بھائیوں کے تحفظ کیلئے ہر ممکن اقدام اٹھانے اور اس بین الاقوامی بحران کا سیاسی حل تلاش کرنا چاہئے۔ خط میں اپیل کی کہ وہ اپنا وفد کابل بھیجیں کیونکہ کابل انتظامیہ نے مسئلہ کے حل کے لئے فوری کارروائی نہ کی تو خدشہ ہے کہ لاتعداد بے گناہ مسلمانوں کی جانیں اس تنازعہ میں ضائع ہو جائیں گی۔

پارٹی رہنما امریکہ کے خلاف بیان بازی نہ کریں، بے نظیر

19 ستمبر کو ہی محترمہ بے نظیر بھٹو نے پارٹی رہنماؤں کو امریکہ مخالف بیان بازی سے روک دیا اور پاکستان پیپلز پارٹی کو ''پرو امریکہ پارٹی'' کے طور پر سامنے لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ بے نظیر بھٹو نے اپنے پارٹی رہنماؤں پر واضح کیا کہ امریکہ میں ہونے والے دھماکوں نے پرویز مشرف حکومت کو ایک انتہائی خطرناک دوراہے پر لا کھڑا کیا ہے اور امریکی شہروں میں ہونے والے دھماکوں کے بعد حکومت اگر طالبان کے بجائے امریکہ کی مشروط یا غیر مشروط حمایت کرنے کا فیصلہ کرے تو تب بھی امریکی انتظامیہ عالمی سطح پر عمومی اور ایشیا کے اندر غیر جمہوری یا فوجی اور دائیں بازو کی مزاحمت کرنے والی حکومتوں کے متعلق اپنی پالیسی میں واضح تبدیلی لائے گی اور بلدیاتی انتخابات میں واضح کامیابی سے پیپلز پارٹی امریکہ اور عالمی اداروں کی توجہ ایک بڑی عوامی قوت کے طور پر حاصل کر سکتی ہے۔ بے نظیر بھٹو کے مطابق موجودہ عالمی تناظر میں پاکستان پیپلز پارٹی کو اے آر ڈی کے اندر رہتے ہوئے ''پرو امریکہ پارٹی'' کے طور پر اپنا امیج واضح کرنا چاہئے۔ معتبر ذرائع کے مطابق پیپلز پارٹی کے کسی لیڈر نے جماعت اسلامی کی کل جماعتی کانفرنس میں اس لئے شرکت نہیں کی تھی کیونکہ بے نظیر بھٹو کو یقین تھا کہ اے پی سی میں اینٹی امریکی گفتگو کے علاوہ امریکہ کیخلاف مشترکہ اعلامیہ بھی جاری ہو سکتا ہے اور ایسی کانفرنس میں پیپلز پارٹی کی شرکت امریکی انتظامیہ، پیپلز پارٹی کی امریکہ سے وفاداری کو مشکوک بنا سکتی

روزنامہ خبریں
DAILY KHABRAIN
A.B.C CERTIFIED
بدھ 15 اگست 2001ء 20 جمادی الاول 1422ھ 20588
نیا اخبار
دو پیسے ایک بجے
خبریں
صبح 5 بجے
کبریٰ پیپرز لمیٹڈ کے دو اخبار

"طالبان حکومت ختم کردیں" بینظیر کا صدر بش سے رابطہ، حمایت کی یقین دہانی

افغانستان میں ترقی پسندوں کو اقتدار میں لایا جائے، طالبان کے اثاثے ختم کرنے کیلئے اقدامات کے جائیں

بینظیر نے امریکہ کو مکمل "تابعداری" کا یقین دلا دیا، ذرائع حمایت پر بش نے شکریہ ادا کیا

لاہور (نیوز رپورٹر سے) بینظیر بھٹو کی چیئرمین بینظیر کا یقین دلایا ہے۔ ذرائع کے مطابق بینظیر بھٹو نے امریکی صدر سے ٹیلیفونک رابطہ کرکے انہیں مکمل تعاون اور حمایت کا یقین دلایا ہے۔ ذرائع کے مطابق بینظیر بھٹو نے امریکی صدر سے ٹیلیفونک رابطہ کرکے انہیں افغانستان پر حملے کی صورت میں اپنے مکمل تعاون اور حمایت

ہائی لائٹ 7 پیج نمبر 3

سپر پاور صرف اللہ ہے، صدر مشرف امریکہ کیخلاف ڈٹ جائیں، مولانا سمیع الحق

دھمکیوں سے نہیں اور طالبان کو ذریعہ نہیں جا سکتا، حملہ ہوا تو ختم ہونیوالی جہاد کی شروع ہوگی

امریکہ علماء کے فیصلوں کا انتظار کرے، جذباتی قدم نہ اٹھائے، نیٹو کی پالیسی پر دوگرام میں گفتگو

کوئٹہ میں سپاہ صحابہ کے دو جنوں کا گن کر فائر

کوئٹہ (اے این آئی) کوئٹہ میں سپاہ صحابہ کے دو جنوں کا گن کر فائر کرکے قتل کرنے کے لیے محمد سپاہ صحابہ نے عمرات کے روز کے لیے

ہائی لائٹ 7 پیج نمبر 20

20 ستمبر 2001ء بینظیر بھٹو نے صدر بش کو کہا، طالبان حکومت ختم کردیں پی پی پی حکومت آپ کی اور جنرل مشرف کی حمایت کرتی ہے۔

تھی۔ بے نظیر بھٹو نے اس حکم نامے کے ذریعے پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی اور صوبائی قیادت کے اہم رہنماؤں کو بھی آگاہ کر دیا ہے۔

صدر بش۔ طالبان حکومت ختم کر دیں۔ (بے نظیر بھٹو)

20 ستمبر 2001۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے امریکی صدر جارج بش سے رابطہ کر کے انہیں افغانستان پر حملے کی صورت میں اپنے ملکی تعاون اور حمایت کا یقین دلایا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے امریکی صدر سے ہنگامی رابطہ کر کے انہیں کہا کہ جنوبی ایشیا میں امن کو لاحق خطرات افغانستان میں طالبان کی انتہا پسند حکومت کی وجہ سے ہیں۔ طالبان کی وجہ سے ہی پاکستان میں بھی انتہا پسند مذہبی قوتیں مضبوط ہوئی ہیں۔ اس لئے افغانستان میں طالبان حکومت ختم کر دی جائے تو بہتر ہوگا۔ محترمہ بے نظیر نے امریکی صدر کو یہ تجویز بھی دی ہے کہ امریکہ افغانستان پر حملہ کرنے کے بجائے اگر کسی طریقے سے طالبان حکومت ختم کر کے وہاں ترقی پسند عناصر کو اقتدار میں لایا جائے اور طالبان حکومت کے دوران وہاں پیدا ہونے والے حالات اور طالبان کے مذہبی اثرات کو ختم کرنے کیلئے اقدامات کیے جائیں تو اس کے مستقل اور دوررس نتائج برآمد ہوں گے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے امریکی صدر پر یہ بھی واضح کیا کہ اگر موجودہ صورتحال میں پاکستان میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہوتی تو پاکستان امریکہ کی کھل کر نہ صرف بھرپور حمایت کرتا بلکہ بھرپور تعاون اور ''ہر طرح'' کی مدد بھی فراہم کی جاتی۔ ذرائع کے مطابق بے نظیر بھٹو نے موجودہ صورتحال کو اپنے ''حق'' میں استعمال کرنے کے لئے حکمت عملی طے کر لی ہے تاکہ آئندہ انتخابات میں پیپلز پارٹی کے لئے امریکی حمایت حاصل کرنے کیلئے ''اندر خانے'' امریکی صدر کو اپنی مکمل ''تابعداری'' کا یقین دلایا ہے۔ ذرائع کے مطابق امریکی صدر نے بے نظیر بھٹو کی حمایت کا شکریہ ادا کیا۔ تاہم سوائے موجودہ صوتحال پر گفتگو کرنے کے پاکستان معاملات پر کسی قسم کی رائے دینے سے گریز کیا۔

اسامہ افغانستان میں نہیں ہیں۔بابر

21 ستمبر 2001۔پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما اور بے نظیر بھٹو حکومت کے وزیر داخلہ میجر جنرل (ر) نصیر اللہ بابر نے انکشاف کیا کہ اسامہ بن لادن چار روز قبل افغانستان سے نکل چکے ہیں۔ وہ اسامہ بن لادن کے متعلق علماء کی شوریٰ کے فیصلے پر تبصرہ کر رہے تھے۔ نصیر اللہ بابر نے کہا کہ علماء نے اسامہ بن لادن کے متعلق فتویٰ تو جاری کر دیا ہے تاہم اسامہ بن لادن چار روز قبل افغانستان چھوڑ چکے ہیں کیونکہ ویسے بھی امیر المومنین ملا محمد عمر فتویٰ کے پابند تھے اور اسامہ بن لادن کے نکلنے کیلئے انہیں وقت بھی درکار تھا۔ چنانچہ شوریٰ کے اجلاس پر اس لئے چار روز لگائے گئے تھے۔ ایک سوال کے جواب میں میجر (ر) نصیر اللہ بابر نے کہا کہ امریکی شور مچائیں گے۔ یہ الگ بات ہے' تاہم افغانستان پر حملہ بلا جواز ہوگا۔

طالبان نہ صرف پاکستان بلکہ پورے وسطی ایشیا کیلئے خطرہ ہیں' بے نظیر

دبئی (23 ستمبر 2001) محترمہ بے نظیر بھٹو (سابق وزیر اعظم پاکستان) نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف نے عالمی برادری کا ساتھ دے کر انتہائی احسن اقدام کیا ہے۔ ہم جنرل پرویز مشرف کے اس اقدام کو سراہتے ہیں۔ سی این این سے گفتگو کرتے ہوئے بے نظیر بھٹو نے کہا کہ اس وقت عالمی دنیا کو دو بنیادی مسائل کا سامنا ہے۔ ایک دہشت گردی اور دوسرا یہ کہ اس سے کس طرح نمٹا جائے اور وقت کی ضرورت ہے کہ دہشت گردی کیخلاف عالمی قوتوں کا ساتھ دیا جائے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ اس مرحلے میں میں یہ کہنا چاہوں گی کہ دہشت گردی کو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ منسلک کرنا درست نہیں ہے۔ جو دہشت گرد ہے وہ تنہا ہے۔ تمام مسلمانوں کو اس کا قصوروار ٹھہرانا درست نہیں ہے۔ ایک سوال کے جواب میں محترمہ نے کہا کہ جہاں تک طالبان کے حق میں مظاہروں کا تعلق ہے تو وہ صرف ملا کر رہے ہیں۔ کوئی بھی باشعور پاکستانی اس وقت قوم کی مخالفت مول لے کر ان کا ساتھ

نہیں دے رہا۔ ملک میں نہ تو پروفیسرز، ڈاکٹرز اور نہ سکالرز ان مظاہروں میں شریک ہیں۔ یہ بہت قلیل مقدار میں کچھ گروپ ہیں جو ایسا کر رہے ہیں۔ اس وقت سب سے مقدم پاکستان کی سلامتی ہے کیونکہ پاکستان میں امن جنوبی ایشیا کے امن سے منسلک ہے۔ دوسری طرف پاکستان میں مضبوط جمہوریت کی خاصی اہمیت ہے اور اس طرف بھی ترقی ضروری ہے۔ بہرحال جنرل پرویز مشرف نے جمہوریت کی بحالی کیلئے ایجنڈا دیا ہے اور وہ اس پر عمل بھی کر رہے ہیں۔ ہم اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب ملک میں جمہوریت دوبارہ آئے گی۔ محترمہ نے کہا کہ یہ درست ہے کہ جب جنرل مشرف نے اقتدار سنبھالا تو عوام نے خوش آمدید کہا۔ خود پیپلز پارٹی نے بھی انہیں خوش آمدید کہا لیکن بعد میں جنرل مشرف نے سویلین مارشل لاء کی طرف چلنا شروع کیا جو غلط ہے۔ تاہم اب ملک میں جمہوریت کے آثار نمودار ہو رہے ہیں جو اچھا عمل ہے۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ طالبان کے وجود میں آئی ایس آئی کا کردار ہے کی بات کہی جاتی ہے، لیکن موجودہ حالت میں طالبان نہ صرف پاکستان کے لئے خطرے کا باعث ہیں بلکہ پورے سنٹرل ایشیا کے لئے خطرہ ہیں۔ طالبان نے اپنی آمد کے بعد جہاں افغانستان میں جبر و استدلال کی راہ اختیار کی جو غلط ہے۔ ایک پرامن افغانستان سنٹرل ایشیا کی ترقی کا باعث ہو سکتا ہے اور ایک پرامن افغانستان ہی قابل قبول ہے۔ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ میں امریکہ میں دہشت گردی کی مذمت کرتی ہوں اور اس دکھ میں امریکی عوام کے ساتھ ہوں۔ اگر اسامہ بن لادن واقعی ذمہ دار ہے تو صرف اس کی گرفتاری سے مسئلہ ختم نہیں ہوگا کیونکہ طالبان تو پھر وہاں رہ جائیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے کہ سارا مسئلہ ہی ختم ہو۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ پاکستان کی عوام کو جمہوریت کے فروغ کیلئے کوششیں کرنا چاہئیں اور ملک میں جمہوریت قائم کر کے عالمی برادری کے ساتھ کھڑے ہو کر ملک کی ترقی کی طرف گامزن ہونا چاہئے۔ ایک سوال پر محترمہ نے کہا کہ جہاں تک یہ کہا جاتا ہے کہ

VISIT US AT : WWW.KHABRAIN.COM

ABC CERTIFIED

ماہنامہ تصدیق شدہ اشاعت۔ لاہور، اسلام آباد، کراچی، ملتان، مظفر آباد (آزاد کشمیر) اور شیخوپورہ سے شائع ہونیوالا قومی اخبار

DAILY KHABRAIN

خبریں

لاہور

روزنامہ

چیف ایڈیٹر

ضیا شاہد

جلد 11 | 5 رجب المرجب 1422ھ 23 ستمبر 2001ء 8 سرون 2058ء بکلمات 36 قیمت 10/- روپے | شمارہ 61

صرف ملا احتجاج کر رہے ہیں باشعور پاکستان انکے ساتھ نہیں

اسامہ گرفتار ہوئے تو طالبان رہ جائینگے مسئلہ حل نہیں ہوگا بینظیر

طالبان نہ صرف پاکستان بلکہ پورے وسطی ایشیا کیلئے خطرہ ہیں ضروری ہے کہ ایسا لائحہ عمل اختیار کیا جائے کہ سارا مسئلہ ہی ختم ہو جائے

پرامن افغانستان ہی قابل قبول ہے، جنرل مشرف نے عالمی برادری کا ساتھ دیکر احسن اقدام کیا دہشت گردی کو اسلام کیساتھ منسلک کرنا درست نہیں، سی این این کو انٹرویو

دبئی (مانیٹرنگ ڈیسک) سابق وزیراعظم بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ جنرل مشرف نے عالمی برادری کا ساتھ دے کر انتہائی احسن اقدام کیا ہے۔ ہم جنرل مشرف کے اس اقدام کو سراہتے ہیں۔ سی این این سے گفتگو کرتے ہوئے بینظیر نے کہا کہ اس وقت عالمی دنیا کو دو بنیادی مسائل کا سامنا ہے۔ ایک دہشت گردی اور دوسرا یہ کہ اس سے کس طرح نمٹا جائے اور وقت کی ضرورت ہے کہ دہشت گردی کے خلاف عالمی قوتوں کا ساتھ دیا جائے۔ اس مرحلے پر میں کہتا

باقی صفحہ 11 بقیہ نمبر 21

ملا عمر کی کمزور صحت ہے، جہاد میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہوئی، وہ گاؤں کی مسجد کے امام تھے

اکوڑہ خٹک، کراچی اور گوجرانوالہ سے طالبان آئے، پاکستان نے ان سے دوستی پکی کرلی

کابل (مانیٹرنگ ڈیسک) طالبان کی افغانستان آمد پر شناخت کے حوالے سے بی بی سی نے خصوصی رپورٹ میں کہا کہ طالبان کا وجود دیرینہ ہے۔ انہوں نے روسی فوجوں کیخلاف جنگ میں حصہ لیا تھا۔ لوگوں نے طالبان کو اس لئے خوش آمدید کیا کہ روس کے خلاف جنگ کے خاتمے کے بعد

باقی صفحہ 11 بقیہ نمبر 26

فرانس میں اسامہ کے پورٹریٹ نصب

اطلاع دینے والوں کو انعام ملے گا

پیرس (نمائندہ خصوصی) گورنمنٹ فرانس نے اسامہ کے قد آدم پورٹریٹ آویزاں کر دیئے۔ تفصیل کے مطابق حکومت فرانس نے امریکہ میں ہونے والے سانحے کے بعد

باقی صفحہ 11 بقیہ نمبر 24

23 ستمبر 2001ء کا عکس

میرے دورِ حکومت میں شرح ترقی کم تھی تو یہ تنقید کاروں کا کہنا ہے۔ وہ اس سے بڑھ کر بھی کہہ سکتے ہیں لیکن صورتحال اس کے برعکس ہے۔ محترمہ نے کہا کہ لاڑکانہ کے عوام پیپلز پارٹی کو ووٹ دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے جس کا اظہار انہوں نے اب حالیہ انتخابات میں بھی کیا ہے۔

میری کبھی ملاّ عمر یا اسامہ سے ملاقات نہیں ہوئی' بے نظیر بھٹو

یکم اکتوبر 2001 (ہانگ کانگ' آن لائن) سابق وزیراعظم اور پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے صدر جنرل پرویز مشرف کی حکومت کے موقف کی حمایت کرتے ہوئے تنازعہ کے فوری حل کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ ہانگ کانگ کے ایک میگزین کو انٹرویو دیتے ہوئے محترمہ نے کہا کہ ہم نے 1998 میں ہی حکومت پاکستان کو طالبان سے دور رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ ملاّ عمر اور اسامہ کے ساتھ ملاقات کے بارے میں انہوں نے کہا کہ میں نے ان سے کبھی ملاقات نہیں کی۔ اسامہ کا نام پہلی مرتبہ 1989 میں سنا۔ جب میرے خلاف تحریک عدم اعتماد کے سلسلہ میں سعودی عرب سے آم کے کریٹوں میں ایک کروڑ ڈالر لائے گئے تھے۔

طالبان حکومت کو تسلیم کرنا مجبوری تھی' بے نظیر بھٹو

اسلام آباد 2 اکتوبر 2001 (این این آئی) پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ پاکستان کے عوام لبرل اسلامی نظریات کے حامل ہیں اور مذہبی انتہا پسندوں کو وہاں کوئی حمایت حاصل ہے اور نہ ہی وہ انتخابات میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کا قیام مسائل کا اصل حل ہے۔ فرانس کے ٹی وی چینلز' ریڈیو اور اخبارات کو انٹرویو دیتے ہوئے محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ پاکستانی عوام ایک لبرل اسلامی قوم ہے۔ پاکستان دہشت گردی کا شکار ہے۔ پاکستانی قوم نے ہمیشہ عالمی برادری کا ساتھ دیا ہے اور اب بھی عالمی برادری کے ساتھ مل کر دہشت گردی کے

افسوس، ہم نے طالبان سے تعلق رکھا کیا پتا تھا وہ مافیا بن جائینگے: بینظیر

طالبان جب چاہیں پاکستان میں داخل ہو جاتے ہیں، سمگلنگ، قتل اور ڈاکے ان کی وجہ سے ہیں

مجھے نہیں معلوم کہ پاکستان کا ایٹمی پروگرام کن ہاتھوں میں ہے، وزارت عظمیٰ کے دوران متواتر نظر رکھتی تھی

دہشت گرد حملہ آور ہو سکتے ہیں، اللہ پر بھروسہ ہے، موت سے نہیں ڈرتی، فرانس ٹی وی اور ریڈیو کو انٹرویو

اسلام آباد (پی پی آئی، اے این این) پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ مجھ پر بھی دہشت گرد حملہ ہو سکتا ہے تاہم وہ موت سے نہیں ڈرتیں، زندگی اور موت خدا کے ہاتھ ہے۔ فرانس کے ٹی وی چینل فور سے ایک انٹرویو کے دوران انہوں نے کہا کہ میر اللہ

باقی صفحہ 9 بقیہ نمبر 23

اپنے ایجنٹ افغانستان میں داخل کرنا شروع کر دیئے ہے

طالبان ملک کیلئے خطرہ ہیں، پاکستان لاتعلقی اختیار کر

افغان مسئلہ کے دو حل ہیں فوجی اور سیاسی، ملا عمر کی موجودگی تک سیاسی

میری حکومت ہوتی تو ملا عمر کابل تک نہ پہنچتے، اسٹیبلشمنٹ نے طویل عرصہ ا

لندن (آن لائن) پیپلز پارٹی کی چیئرپرسن و سابق وزیراعظم بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ طالبان پاکستان کیلئے سنگین خطرہ بن چکے ہیں اگر وہ اپنے رویے میں تبدیلی

کیوں لاتے تو پاکستان کو ان سے لا

پی پی آئی کو دیئے گئے انٹرویو میں
باقی صفحہ 9 بقیہ

خاتمہ میں ان کا بھرپور ساتھ دے گی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا کہ ہمیں افسوس ہے کہ وسطی ایشیا کے ساتھ تجارتی اور دیگر تعلقات بہتر بنانے کی خاطر طالبان سے تعلقات رکھنے پڑے کیونکہ افغانستان ہمارا پڑوسی ملک ہے اور وسطی ایشیا تک پہنچنے کیلئے افغانستان کا راستہ ضروری تھا اور انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ ایک دن طالبان ایک بہت بڑے مافیا کی شکل اختیار کر جائیں گے۔ وہ جب چاہتے پاکستان میں داخل ہوتے ہیں۔ اسلحہ اور منشیات کی سمگلنگ، قتل و غارت، ڈاکے اور اغوا جیسے حالات انہی وجہ سے پیدا ہوئے۔ لہٰذا پاکستان کو اس بحران سے نکلنے کے لئے سیاسی جماعتوں کے تعاون سے غیر جانبدارانہ انتخابات کے ذریعے جمہوریت کی بحالی اشد ضروری ہے اور مجھے پاکستانی قوم کے مستقبل کا ہر وقت احساس رہتا ہے۔

طالبان کی مدد کر کے پچھتا رہی ہوں (بے نظیر کا نیوز ویک کو انٹرویو)

اسلام آباد: 15 اکتوبر 2001 سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ملک کے فوجی حکمران جنرل پرویز مشرف دوہرے دباؤ کا شکار ہیں۔ ان پر ایک طرف امریکہ کا دباؤ ہے جو دہشت گردوں کو قانون کی تحویل میں دینے کیلئے ان سے تعاون کا مطالبہ کر رہا ہے جبکہ دوسری طرف ملک میں بنیاد پرست مذہبی جماعتوں کا بھی ان پر شدید دباؤ ہے جو افغانستان پر ممکنہ حملوں کے سلسلے میں امریکہ سے تعاون کی مخالف ہیں۔ نیوز ویک کو انٹرویو دیتے ہوئے بے نظیر نے طالبان کے بارے میں کہا کہ وہ اصل میں مدرسوں کے طلبا تھے جو افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلاء کے بعد وطن واپس گئے اور میری اطلاع کے مطابق جب وہ وطن واپس گئے تو عوام نے ان کا خیر مقدم کیا کیونکہ وہ امن قائم کرنا چاہتے تھے اور لوگوں کا خیال تھا کہ وہ ملک میں امن و استحکام قائم کریں گے اور اس وقت میری حکومت وسطی ایشیائی ریاستوں تک رابطے استوار کرنا چاہتی تھی۔ اس لئے ابتداء میں ہم نے طالبان کی حوصلہ افزائی کی اور ہم قندھار

بینظیر کا ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے ہلاک شدگان کو خراج عقیدت' موم بتیاں رو

رحمٰن ملک نے امریکہ کے حوالے کیا' مجھ پر دو مرتبہ قاتلانہ حملہ' انہی لوگوں نے

حکومت میں شامل بعض افراد عوام کو مشتعل کرکے سڑکوں پر لانا چاہتے ہیں: تجزیہ کار

نیویارک (نمائندہ خصوصی) سابق وزیراعظم بینظیر بھٹو نے 11 ستمبر کے ایسے میں ہلاک ہونے والوں کی یاد میں نیویارک سٹی کے ہیومن سکوائر میں موم بتیاں جلائیں۔

ہیومن سکوائر ورلڈ ٹریڈ سنٹر سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ امریکہ میں پیپلزپارٹی کے لیڈر ڈاکٹر

باقی سکور 5 بقیہ نمبر 18

افغانستان پر حملہ: مذہبی جماعتوں کی طرف سے آج مظاہروں کا

جماعت اسلامی' جے یو آئی' جمعیت اہلحدیث' جمعیت علماء اسلام' جمعیت علماء پاکستان' تحریک اتحاد' جماعت اہلسنت' مرکزی جمعیت اہلحدیث' جمعیت علماء پاکستان نورانی' تحریک اتحاد' جماعت اہلسنت' مرکزی جمعیت اہلحدیث' جمعیت علماء پاکستان نورانی

کارکن سروں پر کفن باندھ لیں: فضل الرحمٰن' حملے ہفتے پر ہونگے: سمیع الحق' کارکن باہر نکلیں' اعظم

حملہ دہشت گردی ہے: وزیراعظم' پاکستان فرنٹ' [illegible]

افغان رہبر کونسل بنا کر ظاہر شاہ کو اس کا رہبر اعظم بنایا جائے' سرور آصف

وسیع البنیاد حکومت بنانے کیلئے اقوام متحدہ کی نگرانی میں افغانستان کے تمام موثر عناصر پر مشتمل لوئی جرگہ کیا جائے' اسلام آباد یا جلال آباد میں بلانے کا اہتمام کیا جائے

غیر جانبدار اکابرین میں ظاہر شاہ' پیر احمد شاہ گیلانی اور نبی بخش عمدی شامل ہیں' معاملات سلجھانے کیلئے مجددی کی بھی مدد حاصل کی جاسکتی ہے

935 مشن روم جا کر ظاہر شاہ سے ملا تو انہوں نے کہا وہ رک بن کر افغانستان جانے کو تیار ہوں ملا عمر نے کہا تھا ظاہر شاہ آئے تو خیر مقدم کرینگے' خصوصی نمائندہ

"روم معاہدہ" منظور" قندھار میں ہزاروں افراد کا ظاہر شاہ کیخلاف مظاہرہ

اسلام آباد (اے ایف پی) طالبان نے افغانستان کے سابق بادشاہ ظاہر شاہ کی قیادت میں بننے والے ممکنہ

باقی صفحہ 7 بقیہ نمبر 31

لاہور (اخبار خبر نگار) سابق وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے افغانستان میں وسیع البنیاد حکومت کے قیام کے لیے اقوام متحدہ کی نگرانی میں غیر جانبدار اکابرین کے ذریعے لوئی جرگہ بلانے کا کامیاب پیش کیا ہے۔ روزنامہ "خبریں" سے خصوصی گفتگو کے دوران انہوں

باقی صفحہ 7 بقیہ نمبر 32

طالبان دفتر کی تالہ بندی' امریکی اور ایرانی فوجیں داخل' ایک معاہدہ ہوا

طالبان کے وزیر برائے مہاجرین اور نائب وزیر خارجہ ایران کے خصوصی طیارہ میں آج تہران پہنچ گئے' ایران

دونوں ملک دہشت گردی کیخلاف مل کر لڑینگے' روسی وزیر دفاع امریکہ' اسرائیل کا اکٹھے آزمائش

اقوام متحدہ کی حمایت کے بغیر افغانستان پر حملے کی حمایت نہیں کرینگے' امریکی وزیر دفاع

کابل' ماسکو (اے ایف پی' اے پی) ایران کے دو اعلیٰ رہنما آیت اللہ علی خامنہ ای کی دعوت پر طالبان کا ایک اعلیٰ سطحی وفد تین روز کے دورے پر ایران پہنچ گیا۔ افغان وزارت خارجہ کے عہدیدار نے بتایا کہ ایران جانے والے وفد کی قیادت افغان وزیر برائے مہاجرین مولوی عبدالرقیب کررہے

باقی صفحہ 7 بقیہ نمبر 33

کے راستے وسطی ایشیا تک رسائی چاہتے تھے اور سمجھتے تھے کہ طالبان ہمیں محفوظ راستہ استعمال کرنے میں مدد دیں گے اور اسی لئے ہم نے ان کی سیاسی اور سفارتی حمایت کی۔ ہم نے انہیں ایندھن اور خوراک فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ مواصلات اور ٹرانسپورٹیشن کے شعبے میں مدد دی جس سے وہ مضبوط اور مستحکم ہوئے۔ کیونکہ ہم انہیں وسط ایشیا تک سفر کیلئے ''ٹکٹ'' تصور کرتے تھے اور طالبان بھی ہماری بات مانتے تھے۔ وہ ہماری مہربانیوں کے شکر گزار تھے اور ان کا انحصار ہم پر تھا لہٰذا وہ ہمیں ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے۔ 11 ستمبر 2001 کے حوالے کے بعد کے حالات کے متعلق پوچھا گیا تو بے نظیر نے کہا کہ میں ابتدائی ایام میں ان کی مدد کرنے پر پچھتا رہی ہوں۔ جب ان سے اسامہ بن لادن کے بارے میں پوچھا گیا کہ کبھی آپ ان سے ملی ہیں تو محترمہ نے کہا کہ میں ان سے کبھی نہیں ملی، لیکن مجھے ان کے بارے میں سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ 1989 میں میری حکومت کیخلاف عدم اعتماد کی تحریک کیلئے حمایت کے حصول کیلئے اس نے دس ملین ڈالر بھیجے۔ یہ رقم سعودی عرب سے آم کی پیٹیوں میں بھیجی گئی۔ اس پر مجھے بہت غصہ آیا اور میں نے اپنے ایک وزیر کو سعودی عرب شاہ فہد سے ملاقات کے لئے بھیجا اور جب وہ سعودی عرب کے شاہ فہد سے ملے اور یہ سوال اٹھایا تو شاہ فہد نے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم نے کوئی رقم نہیں بھیجی اور بعض سعودی شہری اپنے طور پر ایسا کر رہے ہیں۔ محترمہ نے کہا کہ میں نہیں سمجھتی کہ طالبان اسامہ کو امریکہ کے حوالے کر دیں گے۔ اگر ایسا ہوا تو یہ میرے لئے ایک حیران کن بات ہوگی۔ بے نظیر نے کہا کہ ہماری پارٹی چاہتی ہے کہ فوجی تصادم نہ ہو اور ہم اس مسئلہ کو مذاکرات کے لئے حل کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ طالبان کو بھی صورتحال کی نزاکت کا ادراک کرنا چاہیے اور میرا نہیں خیال کہ وہ اس معاملے کی سنگینی کو سمجھ سکیں گے۔ بے نظیر نے کہا کہ میں دہشت گردی کے خاتمے کے لئے حکومتی فیصلے کی حامی ہوں۔ بے نظیر نے کہا کہ

طالبان طاقت کے بل بوتے پر حکومت کر رہے ہیں۔ انہوں نے خواتین کو گھروں میں بند کر دیا ہے اور غیر ملکی مشنریوں سے لے کر سفارت کاروں تک سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ پاکستان میں سنگین بحرانی دور ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ یہ بحران کیسے ختم ہوگا۔

☆☆☆